بحمدہٖ

فسانۂ عجائب باتصویر

مصنّفۂ

شاعر شیریں زبان سرخیل شاعران مرزا رجب علی بیگ صاحب مغفور المتخلص بہ سرورؔ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مطبوع ہوا

سنہ ۱۹۲۳ء

۱۲ جزو

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جس کے معاینہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُن مین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اُردو وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علیخان صاحب	۱۴ر پ
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔	۲ر پ
جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان صاحب بجواب فسانۂ عجائب	عہر پ
سروش سخن۔ با تصویر بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ر ۳ پائی
سروش سخن۔ بلا تصویر۔	۴ر ۳ پائی
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلّص شیون۔	۵ر
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش بلا تصویر۔	۳ر
لطائف الظرفا۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تڑاق پڑاق لطیفے ہین۔	۳ر پ

نام کتاب	قیمت
تفریح الطلبا۔ مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس مین ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد درج ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے۔	۲ر پ
طلسم فصاحت قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش۔	۶ر ۶ پائی
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱ر ۶ پائی
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱ر ۶ پائی
بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان۔	عہ ر
سیر باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳ر ۴ پائی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ۱۹۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرًا فجعلہ نسبًا و صہرًا و کان ربک قدیرًا سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و سما
جل و علی صانع بیچون و چرا ہے جس نے رنگ بے ثباتی سے باین رنگا رنگی تختہ چمن دنیا پُر از لالہ
و گل جز و کل بنایا اور باوجود ترس باغبان و بیم صیاد و لولۂ رخ گل و بلبل کو دیکر دام محبت مین
پھنسایا اور عاشق باوفا و معشوق پُر دغا کو ایک آب و گل سے خمیر کرکے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود
لایا ایک خلقت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف البنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا
جلوۂ حسن بتان بحد آشفتگی کا بہانہ ہے نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اُسکی نیرنگیون کے
مشہور فسانے ہین ہم اُسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اُس کی محال ہے زبان اس تقریر سے
لال ہے جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اُس عہدے سے کب برآئے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزیدۂ انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر مبدا شام طالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات
بہترین عالم برگزیدۂ نوع بنی آدم کی ہے جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کوچۂ ضلالت
راہ راست پر آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو فہم ناقص
کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اُس کے حق مین یہ حکم آیا ہے

بچشم غور دیکھو تو اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکْ سرحلقۂ اولین خاتم المرسلین مظہر صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر اُس کی شان مین کہتا ہے لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ + ہرچند کہ آخر بظہور آمدہ + اے ختم رسل قرب تو معلوم شد + دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ + اِس مشت خاک کا کیا فہم وادراک جو شمۂ صفات ذات با برکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور منقبت امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لافتیٰ خلاصۂ مضمون سورۂ ہل اتی یہی کافی ہے جیسے پیمبر نے لحمک لحمی ودمک دمی علی سے فرمایا اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اُن کی ایمان کی دلیل ہے اور محبت اُنکی ہر فرد بشر کو واجب بایں حدیث جلیل ہے مَثَلُ اَہْلِ بَیْتِی کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجٰے وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ وَہَوےٰ

مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی دام سلطنت ودولت

پس از حمد خدا ونعت سرور انبیا لازم وضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالےٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اگرچہ صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا مُنھ بڑی بات ہے مگر نامی وتوصیف ذات گرامی اُسکی وسیلۂ توقیر اِس تحریر اور مفتاح باب اِس پریشان تقریر کا جا کر شمۂ از شمائل وذرہ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سرحلقۂ

شاہان والا تبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشورگیر ملک ستان خدیو کیہان ابو المظفر
معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و ایدہ اللہ بالنصر و الظفر
جل جلالہ اگر معرکہ رزم یا صحبت بزم اسکی انشا کرون صفحہ دنیا پر نہ لکھ سکون دم رزم رستم و سام و نریمان
شل پر دال لرزان اور وقت سخا اور عطائے زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال
بزم طرب مین زہرہ و مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد
جلادی و بیدادی یہ ادنیٰ عنایت ہے **بیت** چنان بموسم سرما دوشالہا بخشید + کہ گرم شد ہمہ بنگالہ
سرد شد کشمیر + بسکہ سحاب بخشش اس بحر عطا کا روز و شب مزرعۂ کہ و مہ پر بارش رکھتا ہے
شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی
چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہے بچشم اس کے عہد دولت مین ہزارون
نے دیکھا بکری شیر کے بچے کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ کنجشک کا
دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دونون دل اندوہناک دزن ہر خانہ سے مفقود
شحنۂ دادرخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالیٰ اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان مین
سلامت رکھے دوستخواہ اس والا جاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن روسیاہ بمرنج نامرادی
گرفتار آلام آمین بحق ربّ غنی والمنن بتصدق پنجتن

بیان مؤلف دربارۂ لکھنؤ و ذکر صنعت گران خجستہ و تذکرہ صاحب علم و کمال علی قدر حال و نمونہ مکانات شہر

یہ ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور وطن حال خطہ
بینظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جائے مردم خیز باشندے یہان کے
ذکی فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھئے تو جہان کی دید کی حسرت نہ رہے
آنکھ بند کرلے **شعر** گلزار رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے + وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے۔ سبحان اللہ
زہے عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر باوضع قطعہ دار ہے
دورویہ بازار کس انداز کا ہے ہر دوکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا سامان
مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلو خانے اور پکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسہ ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جس کی بو باس
سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو
دیکھے سے بھوک لگ آئے وہ سُرخ سُرخ پیاز سے نہاری کا بگھار رسیلی جھنکار شیرمال شنگرف کے
رنگ کی خستہ بھُربھُری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہجائے کباب
اس آب و تاب سے کہ مرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھایان
خیراللہ کی دوکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اُسکی
شیرینی کی گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پپڑی و بیربہی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت کا
اُمس پر تمام عمر دانت رہے دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب
دودھیا شیر خوارہ نوش کر جائے ہر گنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن
سے بات نکر سکے سنگریزین پری زاد سرو قامت رشک شمشاد دوکانون مین انواع و اقسام کے میوے
قرینے سے چُنے روز مرے محاورے اُنکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی پکار اُٹھی میان ٹکے کو ڈھیر
لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سُناتی مزا انگور کا ہے رنگترون مین کسی طرف یہ
صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تبولی سُرخرو ہی سے یہ رمز دکھایہ
کرتے ہر بی ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے کتھئی کا مُنہ کالا ہو باگر دکر ڈالا عبیر ہے نہ
گلال ہے کتھے چونے سے ادھی مین کمر ٹا لال ہے گلیون مین گھر دم یہ آواز آتی ہے شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہے گلون کی چاٹ ہے کدھر لینے والے ہین نمش کی
قفلیان اور کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھُنے بھُربھُرے ہین چنے پر گل اور مُرمُرے ہین جیٹھ
بیساکھ کی وہ گرمی جس مین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قفلی جی دو کھائے بدن تھرائے
زیادہ ہو کا کرے نقوے فالج مین مرے سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو
سید عارستہ نملا شیخ کولی کی مٹھائی جس نے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کچھلا
جھولا متھرا کے پیڑے کا کھٹا ہوا ہرنی کی نفاست بو باس دردہان نقرئی ورق کا جوبن کسی
اور شہر کار کا بدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی
مسلسل کا ہر پیچ ذائقہ کو پیچ و تاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منہ مین رکھا اصل تو یہ ہے عسل مصفےٰ

جنت کی نہر کا حلق سے اترا پراچیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین چور بہتر از انگور نہایت
آب وتاب ہم خرما وہم ثواب بالائی لورا کی دوکان پر جب نظر آئی بے قند وشکر شکر کر نور علی نور
آنکر چھری سے کاٹ کر کھائی مزار پیٹے حقے وہ ایجاد ہوے کسگر ایسے اُستاد ہوے کہ جب تڑاقا
اُنکا سُنا حیوان کا دم بند ہوا میٹھا نا کا تمباکو مشک وعنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا اُسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خدا دہے یہان ہر فن کا اُستاد ہے سیکڑون
گھامڑ بد شکل کندۂ ناتراش اطراف وجوانب سے آ آ کے عرصے مین چھیل چھبلا وضعدار ہوگئے
جب ابو تراب خان کے کٹرے مین جا میان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس کے
سن کا گالون سے مزہ آیا چار پہر کھونٹی ٹھوڑی پتا بنایا کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہے ایسا خط
بناتا ہے سید حسین خان کے دروازے پر عبد اللہ عطر فروش کی دوکان جاے نشست ہر وضعدار
جوان ہے دو پیسے مین چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ برپا کرنے والا ایسا ملا کہ سہاگ کا عطر گرد
ہوا جونپور سے دل سرد ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیمی کی دکان مین سفید
سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگین نرالیان افیون فیض آبادی لاے کی وہ رنگین جسنے
تریاک مصر کے نشے کرکرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوے ایسے
متوالے ہوے جھگڑا بادۂ ارغوانی وزعفرانی کا پیدا تبدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق
جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مُہیا چُسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور موجود
ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو یہین سے چلا جا فرنگی محل
کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا اینٹھون کے بل چلا یہ بھولا کہ وطن کی چال ڈھال راہ ورسم بھولا
اکثر باہر سے آیہ درج بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی مین راضی ہوگئے برسات کا اگر موسم ہے
شہر کا یہ عالم ہے ادھر مینھ برسا پانی جا بجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہگیا ساون بھادون مین زردوزی جوتا
پہنکر پھریے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی قدرت رضوان جسکا شائق دیکھنے
کے لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی
آب وتاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا سڑک کے درختون کی فضا جدا کھجوا موجین مارتا ہار سنگار
کے جنگل مین لوگون کا جگھٹا زنگارنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالۂ وفرمان جنبر قربان

بند ہاے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ سرو اُنکے روبرو سنہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پر پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے درختون مین ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے درود پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پہ گھٹا رہی اودی گنگھور ساون بھادون کے جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے دل پاش پاش ہو جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سے باہر قدم دھرے اور پھسل نہ پڑے گلی مین پاؤن رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم نہ دیکھے مگر چلنے کے پھنسے اور جنھین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اُن کے حق مین برسات حوالات گھر جیلخانہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور جو بازاری کاروباری ہین اُن کا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائنچا چڑھا کیچڑ مین لت پت یہان گرے وہان گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پاؤن نہ نکلے تو **شعر**

دیکھی ہے یہ رسم اس نگر مین + جوتا ہے گلی مین آپ گھر مین + پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع و خوش قطع ہے اُسکے نقشے سے مانی و بہزاد نے غار کھایا شبیہ کھینچی تو کیا خاک نہ کھینچا ہاتھ تھرایا کوٹھیان فرحبخش و دلکشا برج ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور استری منجن نشاط افزا توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ ہو جائے کام اٹکا وہم و قیاس مین نہ آئے سر راہ کی بارہ دری جواہر سے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری تکلف کی تیاری بائین باغ اُس کا جس نے دیکھا باغ ارم سمجھا سوسن صفت ہزار زبانین ہم پہونچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ اس رفعت و شان کا ہے گذرگاہ ایک جہان کا ہے اگر اُس پر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو فرشتون کا مشورہ کان مین آئے سپہر آدلین اسکی زمین ہے ششجہت مین دوسرا نہین ہے مسجد انتخاب ہے امام باڑہ لاجواب ہے مقبرے عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہے اُنکے نظیر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سرگردان ہے اگر پاؤن پھیلانے کی جگہ اُن مین ہاتھ آئے سر دست مر جانے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی کیفیت نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دو رویہ آبادی عمارت کہین رمنے کسی جا باغ ہے صبح و شام

وہ بہار نظر آتی ہے کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہے شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل یہان حاصل ہے خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا ایسے قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزا ئی صاحب کا یہ حال تھا کہ کوئی پرچہ اُن کا اُن کی نظر پڑ جاتا نیریز بریز بریز کہتا یا قوت رقم ہیرا کھاتا مرثیہ خوان جناب میر علی محمد صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ چرخ کہن نے مسلّم الثبوت اُستاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا اسطرح کا دھرپت خیال ٹپہ گایا اور بتایا کہ کبھی کسی نائک کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہے جو اُس مین آیا پھولا پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جس نے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بدرنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا اسکے نام پر کان پکڑتا بھیک انگ کھاتا گرنہ گاتا ہزارون شاگرد جگت اُستاد ہوا مولوی سب مین پر زاد ہوا امیرون مین حسین علی خان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو بینظیر میان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین گردش زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا عرصۂ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہے قم باذنی کا دم بھرتا ہے جسے دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک یونان ہے میرک جان صاحب پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوے کہ مردم بحر و بر سرگرم ثنا ہوے شاعر زبان دار ایسے کہ عرفی اور خاقانی کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرے کو ایسا فصیح اور بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحاے شیراز و صفاہان اس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے ہیچ پر منفعل ہوے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو استاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینے مین سوز و گداز ہے مرد قانع شاعر ممتاز ہے فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان دوست کا یارا جو شمہ لکھتا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا استاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک یاد منقول و معقول مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار کا پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین دور بین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے فقیہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین اُدھر رکن دین بلا کلام میر سید محمد مجتہد

مستند مرزا کاظم علی متقی اخوند محمد رضا رضاے خدا کا جویا حامل قرآن ہمہ دان کسی علم مین عاری نہین
روے زمین پر آقا محمد تبریزی سا قاری نہین گروہ جو مثل ہے نیک اندر بد یہ اصل ہے لب معشوق
سو یون ہے وہ رنڈیان پری شمائل زہرہ پیکر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحر کرامات غمزہ عشوہ
ادا گات بانکی کہ ہاروت اور ماروت تو کیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین انکی
چاہ مین لکھنؤ کے کنوئین بھر جائین گھڑی بھر اُن سے زانو بزانو بیٹھے تو یہ نصوحا ٹوٹے انکا دروازہ نچھوٹے
بولی چرخ اُن پر نثار ہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر غزل کیا
اس کوچے کے فیض سے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہے تراش خراش از صحبت سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے
کلاونت قوال بیتال چھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری کی ٹھمری زوری کی
دھوم ہے ٹپے کا موجد ہوا سب کو معلوم ہے بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا
پتنگ ایسا بنایا اور ایسا لڑا کہ نزدیک و دور مشہور ہے سر بچھتر تار ڈور کا پتنگ خیراتی یا جھنگا کے ہاتھ کا
لڑائی کی گھات کا رستم کی عافیت تنگ کرنے والا منجھی ہاتھ پاؤن پر مولوی عمدو نے ایسا لڑایا عمداً
اتنا بڑھایا کہ کروبیون کے عبادت چھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچا کر بیٹھا تو ڈا فرشتے خان کا پتنگ
نہ چھوٹا مردان بیگ مانجھا دینے والا دیکھا نہ سنا غرضکہ جو چیزین یہان نئی نہین اور ایجاد طبیعت
سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آجتک نہ ہوئی تھین اوگی زردوزی ایسی بنی ایسی باریکی چھنی کہ
باہر ہند و اُسکے پنے جو پائین بجاے جیغہ و سرپیچ سر پر لگائین جوتا خرد نوک کا بر علی نے اس
نوک جھونک کا بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جس کے ہاتھ آئی دل نے چین پایا چالیس سال
دیکھ بھال کی ایسا شہر یہ لوگ نظر سے نہ گذرے اور تو اور شہدا پر بخار اکا تماسا سید الشہدا کا شیدا برس دن
مین جو پیدا کیا عشرہ محرم مین مہاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن جوا کھیلا
دوے کے دانون پر ادھی نہ لگائی اکر وپیہ ہوا خواہ سو کھو دیا پر سیکڑون داؤن بچ گئے منہ سے نہ بیچ گئے
وہان بھی ایک چوک لگا رہتا ہے آدمی کے چھکے چھٹ جاتے ہین جب وہ لوگ نظر آتے ہین مشائخ
فقیرون کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک و مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد شاہ فخر اللہ کہ یک
سبحان اللہ ظاہر مردہ حقیقت مین جیتے ہین اشیاے لطیف کھاتے پیتے ہین میان مولوی عبدالرحمان برگزیدۂ
یزدان عالم باعمل درویش اکمل خواجہ باسط اور میر نصیر الدین کا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین حسن سر گروہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہے ایک ایک فقرہ لکھا دگرنہ ان بزرگوارون کی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہے شعر کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اسیر عل کیا منصف ہے
انصاف طلب مین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہے بالغرض معترض کے
یہ لوگ گمان کے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہے کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سے نہ نکلے مرگئے
پر یہین رہے اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دوغ من ترش است + جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو ہے کسی نے
کبھی سُنی ہو سُنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی کہ مثل مشہور
ہے نہ چولھے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون کے
عصر کے روزمرے لیجے اُردوے معلّی کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت اور
فصاحت وبلاغت کبھی نہ تھی نہ ابتک وہان ہے قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے
گرہ سے کھوئین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے کے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی
از پا تا فرق تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اُن کا صاعقۂ خرمن ہستی حاسد ہے
بھائی بند شاعرون کا بازار اُنکے روبرو کاسد ہے جوان خوشرو بہادر آشناے بامزہ نکھو شب ماہ
صحبت مشاعرہ بدولتخانہ مرزا معین ہے رئیس امیر صغیر وکبیر تشریف لاتے ہین اُس مکان وسیع مین
آدمیون کی کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے بار پاتی ہے جب پنکھے کی سعی اُٹھاتی ہے سخن سنج
ہیچ خوش گو نازک فہم باریک بین نکھو جمع ہوتے ہین لوگ اُنسے وہ لوگون سے حظ اُٹھاتے ہین
تلامذہ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کورے کورے مدارے دمبدم گلوریان ورق کی کتھا بسا
چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزل خوانی افیون کا چرچا ہوتا جاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی کھاتا ہے
اگر چاہ کسی کو چلے کی ہوئی دودھ پیتے بچے تک شیر چاے موجود کردی ہمیشہ صبح اُس شام کے
جلسے کی ہو جاتی ہے طبیعت نہین گھبراتی ہے گھر جانے والون کو صداے مرغ سحر نداے اللہ اکبر
آتی ہے ہر چند سب لوگ یہان کے قہر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنؤ کے جیسے بازاری
ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چکنے چمکائے اور ملکون کے
سیٹھ کروڑپتی گاڑھین لنگوٹی یاد ہوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑھے کا مرزائی پہن لیا کلمۂ حق کہنے
والے کا مار دار پر ہوتا ہے منصور نگر اُسکا محلہ ہے یہ نکتہ بگوش دل وجان سن الحق مرگ حاسدون کے

خوف سے یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑ جاتے ہین رشک
کھاتے ہین افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہے اللہ تعالی شفقت کسیکی
بیکار نہین کھوتا ہے یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور تمام بعصر سلطا[ن]
بن سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا الحمد للہ یہ عجب شاہ جم جاہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم ک[ا]
نام صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک
کونی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی محمد شاہ کی گور تھرائی شہزادیون کو کہاریون پر رشک آ[یا]
خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی حور وش
برق کردار کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریائے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی ر[ہین]
جہان کی نعمت انکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کرورون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت
چین کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معمار رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچا کئی کرور روپے ان[کے]
منظور نظر نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا مہر و [illegible]
عطر بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائے اندراسن گلشن ارم
ایسا باغ اور اس طرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی
چرخ گردان کو خواب مین نظر نہ آئی اندراسن مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون
گوٹے کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اٹھائے خاصے والیون نے لونگ الائچی زعفرا[ن]
کے اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگائے مکا خیاط مال دنیا سے مالا مال ہے استغنا کا دم بھرتا
سینا تو کیا ٹانکا کم بھرتا ہے بجز غم حسینؑ شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہے جو اس زمانے مین شاد
نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہے خلق خدا ماتم حسینؑ مین روتی ہے لاکھون روپیہ اس
مین صرف ہوتا ہے چالیس شب نہین سوتا ہے تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز ا[ول]
ہر امام و شب وفات جگر بند ان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہے انکی ہمت کے آگے فیاض
گذشتہ پر حرف ہے حسن صورت و شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ
سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کی ہین سیر دریا کی دفعتہً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگ[ائی]
اس مین بھی غربا نہال کارندے مالا مال ہو گئے بسکہ خامۂ مہلت اختصار رقم ہے جتنا اس

صفت مین لکھے بہت کم ہے لہذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جزتمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ

غزل

تا ابد قائم رہے فرمان روائے لکھنؤ
یہ نصیر الدین حیدر بادشاہے لکھنؤ

گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ
چونک اُٹھتا ہون مین ہر دم کہکے ہائے لکھنؤ

رشک کھا کھا کو فلک مجھ سے چھڑائے لکھنؤ
تب مین جانون دل سے جب میرے بھلائے لکھنؤ

یا تو ہم پھرتے تھے اُن مین یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہین آنکھون مین ہر دم کوچہ ہائے لکھنؤ

اُنکی استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہے رشک
جام جم پر تُف نہین کرتے گدائے لکھنؤ

کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو
یاد آجاتین جو وہ نغمہ سرائے لکھنؤ

ہر محلے سے بچا تا جی ہے عیسےٰ کو محال
چھوڑتے جیتا نہین معجز نمائے لکھنؤ

جن و انس وحش و طائر کیون نہ سب محکوم ہون
ہے سلیمان ان دنون فرمانروائے لکھنؤ

دشت غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا
دل سے اڑتی ہے کوئی اپنے ہوائے لکھنؤ

یہ رہے آباد یارب تا بدور مشتری
مین کہین ہون مانگتا ہون یہ دعائے لکھنؤ

بلبل شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سرور | اصفہان اسنے کیے ہیں کوچہ ہاے لکھنؤ

الٰہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و بتصدق ائمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھ والی ملک کو یہان کے کار رزمار رعیت پرور مسند حکومت پر دل شاد رکھ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہے یہ خطہ دلچسپ فرحت افزا آباد رہے فرد الٰہی لکھنؤ بستا رہے دور قیامت تک ٭ سرور دشت پیما کا کبھی وہ شہر مسکن تھا ٭ اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس زود فہم نازک خیال ہین عجب ان صاحبون کا لیکھا ہے مقلدی مین موجد سے بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہے اس شہر مین کئی مطبع سنگی ہین نمونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب صاحب حسن و جمال جوان خوش رو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اُنکا خلق مین مشہور ہے عُجب و نخوت اُنکے نزدیک سے دور ہے موسم شباب ہے چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے بیت ابرو کاکل مشکبو صفحۂ رخسار گل بیخار از سرتاپا بھرتیلے دیوان وجاہت مین انتخاب ہے محمود نگر مین اُنکا چھاپہ خانہ جدید ہے عیاذاً باللہ پھولا گلشن بیخزان ہے کہ دید نہ شنید ہے عقل دنگ ہے کارخانہ کیا ہے تختۂ ارژنگ ہے ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم ایک طرف فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک بے نظیر شیر و شکر کی طرح باہم ایک جا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہے کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر چاہے پہاڑ اُٹھائے مگر ایک کاپی مین ہاتھ کانپنے کیا دخل ہے جو بے دریافت دس فرے نکالے اُس کی ہر کمانی کو اگر کارانی کہون بدگمانی ہے بہزاد کی عقل کو حیرانی ہے پرزے پرزے پر جلا ہے جو صفحہ ہے یہ سحر کا ڈھلا ہے کہین پتھر صاف صاف شفاف جیسے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئے مردم دیدہ اگر اُس کی صفا کو نظر بند کرین آنکھ پھسل جائے پھر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہے کسی پر جلی لکھا کوئی قلم سے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہے تب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت اعجاز مسیحائی ہے سبکدست چست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اُنکا مطبوع دلپسند اپنے کام مین ذی استعداد ہین سب لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھ آئی ہے بیلن کی سیاہی مین صاف کیفیت روشنائی ہے فرمہ ہر ایک مرقع کی تصویر ہے لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک کی کل چلتی رہے اور خانہ خرچ زنگاری رہے یہ کارفرما سلامت رہے کارخانہ جاری رہے بندہ کمترین تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلۂ اُستاد شاگرد نواز معز ز و ممتاز مجمع فضل و کمال

سلہ واضح ہو کہ یہ مطبع فی الحقیقت بیمثل سا ہی تھا مگر مدت سے بسبب نامساعدت زمانۂ ناہنجار کے بالکل بند ہو گیا ۱۲

نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آموز دیادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک انوری وخاقانی نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خاقانی تخلص نوازش کا ہے حقیقت حال یہ مقام ہے کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اُردو کا اُنپر اختتام ہے شعر اُنکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہے اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد کرین فیض دہان تاثیر بیان سے پسند طبع سحبان وائل ہونی زمانا تو کیا سابقین جو موجد کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے اُنکے دیوانو مین دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اُنپر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبۂ کمال حاصل ہوا ور طبع بھی عالی ہو آپ کا دیوان بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہوگی جو اُن کیفیتون سے خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکاً و تیمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے

باعث تحریر اجزاے پریشان و سرگذشت مجمع دوستان مکلف ہونا مجبور کا بیان داستان مرغوب کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق و محبان صفا کیش و موافق باہم بیٹھا تھا مگر نیرنگی زمانۂ ناہنجار و کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب با دل حزین و زار اور ہجوم اندوہ و یاس سے اور حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اُداس تھے اُنھون نے کہا شعبدہ بازی چرخ مکار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اُسکی سواے رنج و محن زیادہ مشہور ہے یہ اور برائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم ہے کہ اُس کا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو بیٹھے ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سُنو یہ دم غنیمت ہے + یہ ہنسنا بولنا رہجائے تو کیا کم غنیمت ہے + اور واقعی ہے اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہے دور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختۂ تابوت کی طرح کاٹے کھاتا ہے سعدی

پاے در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان در بوستان + لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص کو باہم نہین دیکھ سکتا مرزا پھینکے ہے منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ + بیٹھکر ایک دم کہین ہو دین جو ہم کلام دو + جب سلسلۂ کلام یہانتک پہونچا اُس

زمرے مین ایک آشنائے باصفا پُرمزہ بندے کے تھے اُنھون نے فرمایا اس وقت کوئی قصہ یا کہانی
شیرین زبانی ایسا بیان کرکہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستۂ دل باہتزاز نسخۂ
تکلم کھلجائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نہ جانا چند کلمے گوش گذار کیے اگرچہ گریہ کردن را
ہم دل خوش میباید مگر اس نظر سے مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + یہ فسانہ اُنھین بہت پسند آیا
کہا اگر بجمعی تمام تو اس قصہ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اُردو مین فراہم اور تحریر کرے تو نہایت
منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تعقید معاف ہو نعت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابنائے روزگار
بیشتر متوجہ عیب جوئی و ہنر پوشی ہے بقول دلگیر شعر تیغ کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر + اور یہان
حسن شناسان سخن تھوڑے ہین + وہ بولے چشمداشت صلہ طلب اُجرت کسی سے متصور نہین فقط
ہماری خوشی مدنظر رکھ جیسا رطب و یابس کہیگا ہمین پسند ہے بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری
تمھاری ہے یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کے واسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے
کے معنی فرنگی محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمۂ تحریر ہے اگر سرسرکار کے کام آ جائے
جائے تقریر نہین مگر جلدی نہ کرنا بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے کہا اچھا فقیر کو
اُسی دن سے ہمیشہ اس کا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ کہتا تھا آخر الامر بمقتضائے عادت
تلاش معاش کے حیلے مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی
مہاجرت استقبال کو آئی مسرت بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت لبہایم + کہ روزی می کند
از ہم جدا یاران ہمدم را + ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کو ردہ کانپور مین ہوا بسکہ یہ بستی پوچ و لچر ہے اشراف
یہان عنقا صفت ناپید ہین احیاناً جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی امت کی بڑی
کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ مُنھ کو آیا قریب تھا جنون ہو جائے
تیرہ بختی سے روز سیاہ پیش آئے لیکن بشریت عنایت و معجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت
حکیم سید اسد علی صاحب شیر بیشۂ علم و کمال سخن فہم ظریف خوشخصال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز
کو آرام و تسکین حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف و کرم فرماتے تھے تدبیرین نیک واحسن
دافع رنج و محن بتاتے تھے ایک روز ان سے بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ یہ بھی

کہا کہ ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُنکر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر میسر نہین پیر تم کاہلی اشدّ ہے
ہم خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے ، اُسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اس ہیچمیرز کو یہ یارا
نہین کہ دعویٰ اُردو زبان پر لائے یا اس فسانہ کو بنظر نثاری کسی کو سُنائے اگر شاہجہان آباد مسکن
اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا فصیحون کو تلاش کرتا
فصاحت کا دم بھرتا جیسا میر امّن صاحب نے چار درویش کے قصے مین کھیڑا کیا ہے کہ ہم لوگون کے
ذہن و حصّے مین یہ زبان آئی ہے دلّی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ منھ توڑے ہین پتھر پڑین ایسی
سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہے مفت مین نیک بدنام ہوتا ہے بشر کو دعویٰ کب سزاوار ہے
کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید یہ مثل
سُننے مین آئی کہ اپنے مُنھ سے دھنا بائی لیکن تحریر اسکی ایفائے تقریر ہے یہ قصہ دلچسپ بےنظیر ہے
امید ناظرین پر تمکین سے یہ ہے کہ بچشم عیب پوشی و بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرما کر جہان سہو یا غلطی
پائین باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہو اس کے
مطالعہ سے خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیاز مند کو تحریر سے نمود و نظم و نثر
و جودت طبع کا خیال نہ تھا شاعری کا احتمال نہ تھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقّت طلب غیر مستعمل [illegible]
فارسی کا مشکل تھا اپنے نزدیک اُسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا دوست کی
خوشی سے کام رکھا فسانہ عجائب اسکا نام رکھا انشاءاللہ المبدأ والیہ المآب عنایت ایزدی سے تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان صاحب سریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت کے رسیدہ ہونا شاہزادہ جان عالم کا اور شادی ماہ طلعت سے [illegible]

مثل ہی ہے نہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہے ہر اک فقرہ کہانی کا گویا [illegible] مثالی ہے لا اعلم
یادگار زمانہ ہین لوگ ، سن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ ، گرہ کشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان
فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندہ قلم کو میدان وسیع بیانی مین
باکرشمۂ سحر ساز و لطیفہائے حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہے کہ سرزمین ختن مین ایک شہر تھا
مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زمان سمجھو صفت اُس کی

معطر کن دماغ جان مسکن التہاب قلب دافع خفقان زمین اُسکی رشک چرخ برین رفعت شان چشمک زن
بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت دہ گلشن آبادی گلزار بیابان تختۂ چمن بازار ہر ایک بے آزار مصفا ہوا
دوکانین نفیس مکان نازک پامال خلق خدا باخاطر شاد اُسے فسحت آباد کہتے تھے سبطرح کی خلقت رغبت سے
اُسمین رہتی تھی والی ملک وہانکا شاہ گردون وقار پر تمکین بافتخار سکندر سے ہزار خادم دارا سے
لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالیمقام شہنشاہ فیروز بخت نام
موج بخشش سے اُس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرۂ غضب کے شعلہ سے دشمن
پر باطن جگر سوختہ بیتاب دیدۂ دادوہی و غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے مال کا
نگہبان ڈکیتونکو عہدۂ پاسبانی ملک وافر سپاہ افزون از قیاس خزانہ لاانتہا وزیر و امیر جانفشان تاج بخش و
باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہین رعیت راضی
سپاہ جان نثار دوست شادان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ
تھا کہ اسیرون کا چور محل ہونے پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا دست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چرانے سے چشم چشمک کرنے سے کار خیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اُس پر
دھرتے تھے لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل تھی خواہش فرزند دردل
نہ ہونے کی کاہش متصل حسرت بسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ہر ساعت بر زبان
رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وظیفۂ وہان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپرواے نیاز کی قدرت سے بانیاز آخرش جناب باری مین تضرع و زاری اُس کی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن مین گوہر آبدار دُر شاہوار صدف بطن بانوے خجستہ اطوار
سے پیدا ہوا چوتھا بدر اُس کی صورت کا شیدا ہوا اُس فرح افزا کا فیروز بخت نے جان عالم نام رکھا
شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے
تھرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اُس نقش قدرت پر تصور مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آذری اُسے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسۂ سر سراسر شور جوانی زور شباب سے
معمور آنکھین جھپکا نیوالی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشے سے چکنا چور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہانپناہی نمایان حسن درخشندہ کی تڑپ بہ انداز نجم و اختر تابان مصحفی اُسے دیکھ

طفلی مین کہتی تھی دایہ + یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے + مرزا قتیل رع پارہ خواہر شدازین دست گریبانی جنون

لکھا ہے کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افزا ہوا زینت بخش کنار مادر زیب دہ آغوش دایہ ہوا

خزانۂ مجبس کھلا ہزارہا قیدی رہا ہوا اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام نے فرمان آزادی

پایا شہر مین محتاج ناپید تھا اگر اشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکۂ معظم اور زائرون کی خاطر

کربلائے معلیٰ مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادے کے نام کے گنج آباد

ہوئے مسجدین مدرسے مہمانسرا مسافر خانے تعمیر ہوئے اہل شہر دلشاد ہوئے نجومی پنڈت

جفردان حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ وحشم مرتبہ دوبالا

اعلیٰ رہے ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہے چھٹا سورج ہے

جو گرہ ہے وہ بھلی ہے دیگ تیگ کا مالک رہے دھرم مورت یہ بالک رہے جلد راج پر براجے

پرتھوی مین دھوم مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آئیگی سنیچر پانون

پڑے گا ایک پنکھیرو سوئے کے برن مین ہاتھ آئے گا تریا کے کھٹ پٹ سے وہ بچن سنائیگا کہ

راج پاٹ چھڑا دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شہزادہ بھٹکے کوئی پاس نہ پھٹکے ساتھی چھٹین اپنے

ڈیل سے ڈانواڈول رہے پھر ایک منکھ ٹھاکر کا سیوک کرپا کرے راہ لگائے کوئی کلنکن

وبھی ہو کشٹ دکھائے وہا نسے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر وہ چرن پر پران وارے پتا

اُس کا گیانی گن کی مکتی دے اُس سے کئی لچھ مارے دُکھ مین آڑے آئے کڑے کاج بنائے جب

اُس نگر پہونچے جس کے چت مین گھر چھوڑے تو لاپ بہت ہو ورہ سے گھٹنے ہاتھ آئین وہ ور سب

کلیس ہو جائین پر ایک ہتی من کا کپٹی استری پہ دو چت ہو گھٹائی کرے مجھ پڑین نرناری لڑین

اور کچھ جل مین بھی ہلچل پڑے پرتھی لوگ چھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھرائین سب بچھڑے

مل جائین ماتا پتا کے دُکھ آئین استری تین ہو دو کا پرمان رہے ایک کی آئین ہو بڑا راج

کرے دیا دھرم کے کاج کرے گنیان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی سیر ہے

یہ سنکے بادشاہ گو نہ ملول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ

اُن سب کو بقدر حال فراخور کمال مالامال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش

صبح و شام رہا کوئی برسون مین بڑھتا ہے وہ نہال نودمیدۂ بستان سلطنت گھڑیون بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول و قوت الٰہی وہ ہاتھ پانؤن نکالے دس برس کے سن مین اُس غزال چشم
نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندۂ فیل مست ہوا جوان رعنا
چہرۂ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اس کا رخِ منور دیکھتا یہ کہتا لااعلم
منھ دیکھون آئنے کا تری تاب لا سکے + خورشید پہلے آنکھ تو تجھسے ملا سکے + تصویر تیری کھینچے مصور
تو کیا مجال + دستِ قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے + تحصیل علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہوا جتنے
فن سپہ گری مین اُن کا مشاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا ایسا محبوب
محبت مین بسان یوسفؑ و یعقوبؑ جب وہ ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس
بھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و ترقی خواہان دولت شادی کی
تجویز ہوئی بتلاش بیشمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت جوہر زاد گل اندام
سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی طریق
فرمانروائی ہے اُسی طرح اُسکے ساتھ اس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادۂ جانعالم مین اور خریدنا توتے کا اور رنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور مذکور حسن انجمن آرا اور شہزادیکا عاشق ہونا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہے کہ بعد رسم
شادی سیر و شکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ
جانعالم سوار ہونے لگا ایک روز گذر اُسکا گدڑی مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین و آفرین
از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اُدھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسی برس کا سن
نہایت ضعیف پنجرا ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اُسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش طائر سدرت
خانہ بدوش با منقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف نمکین مثال طوطی پس آئینہ بیان
کرتا ہے لااعلم در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + آنچہ اُستاد ازل گفت ہمین میگویم + شہزادے کے
دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا اے شخص کوکب بخت تیرا افلاس کے برج سے نکلا نصیب چمکا
طالع برسر یاری زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھ ایسا شہزادہ حاتم شعار ابر گہربار متوجہ اس

تصویر شہزادہ اور پیر مرد کی مع پنجرے اور توتے کے

مشت ذرہ بیمقدار پر ہوا ہے زہ بیکار شہر کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین کہین بحدیکہ جانور ہون
ور بلی کا کھاجا مگر یہ جو نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ پُر زر ہو دامن گہر سے بھرے جانعالم نے جو
یہ سخن ہوش ربا کلمۂ حیرت افزا سُنے توتے عقل کے اُڑا پنجرا اُس طائر ہمہ دان جانور سحر بیان
کا ہاتھ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے کہا مؤلف کب لگاتا ہے کوئی اِس ڈل بیحال
کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول + مگر جو حضور کی مرضی جانعالم نے
لاکھ روپے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا گھر مین جا
ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار ہم گئے تھے اِک چوٹ مول لائے +
توتے نے شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہاے مرغوب
سُنا اپنے دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جُدا نہوتا جب دربار
جاتا پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا آتے دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد
پھر آتا ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اُس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس
تکلف سے جسم آراستہ زیور پُر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینہ مین صورت دیکھ
خود محو تماشا ہوئی بعجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے جو جو ہمساز محرم اسرار
تھین اپنے حسن کی داد چاہی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہے دیدہ ہو نہ شنیدہ ہو اللہ تعالے نے باین کثرت مخلوقات تمھارا ہمسر اِس قسم
جن و بشر بنایا نہین پری نے یہ قد بالا حور نے یہ حُسن کا جھگڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت
نے کہا تو تا بہت عقلمند ذی شعور سیّاح نزدیک و دور ہے اس سے بھی پوچھنا ضرور ہے مخاطب ہوئی
کہ اے مرغ خوشنجو و طائر زمرد لباس سرخرو بذلہ سنج بیرنج سچ کہنا اِس سج دھج کی صورت کبھی تیرے
طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہے نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون واژون عیان ہے

تصویر ماہ طلعت و جانعالم مع توتے اور خواصون کے

آگاہ سب جہان ہے اُسوقت تو تا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی نے
پھر پوچھا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادے کی جورو
شوہر مالک تخت و تاج برہم ہوکے بولی میان مٹھو جیسے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا چبا کر
گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ
دکھانا اور ہے کیون اُلجھتی ہو شاید تمھین سچّی ہو پھر تو شعلہ غضب کا نون سینۂ شہزادی مین مشتعل ہوا
کہا کیون جانور بے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہے کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہے واہی بک رہا
ہے ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہے توتے کے مُنہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا مُنہ ملاحظہ کرو
صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ چیں بچیں تھی جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پُر آب و با دل کباب غیظ مین آکر تھرا توتے سے بحث رہی ہے شہزادے نے
فرمایا خیر باشد توتا بولا آج بڑا شر ہے خیر بخیر مگر چندے حیات مستعار اس وحشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربہ غضب
شہزادی سے مجروح ہو کر پرواز کر جاتا ہر گز جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا
بحسرت وافسوس یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا + ماہ طلعت ان باتون سے
زیادہ مکدر ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا صاف جواب نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن
مروڑ اپنے تلوؤن سے اسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن پیونگی جان عالم نے کہا کچھ حال تو
کہو توتے نے گذارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنیے آج شہزادی صاحب اپنی دانست مین
بہت نکھر تھا دیکھ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ ری مین + مجھسے پھر فرمایا توتے ایسی صورت کبھی دیکھی ہے
مجھ اجل رسیدہ کے منھ سے نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی گردن زدنی
ہون بقول میر تقی شعر بے جرم تہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو + کچھ بات بڑی منھ سے نہ نکلی تھی
بھلے کو + جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو جانور کی بات
پر اتنا آزردہ ہو گو گویا ہے پھر طائر میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی آنکھ بدل کر
روکھی صورت بنائی اور ٹین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے ہمسر
جسکا کوئی نہیں ہے وہ ذات وحدہ لاشریک لہ کی ہے اُسکے سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہے
وہ خود فرماتا ہے فضلنا بعضکم علی بعض مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ کہا تھا
اگر راستی پر ہوتا گردن کج کیسے سیدھا گور مین سوتا یہ سنکے وہ اور رنجور ہوئی مثل مشہور ہے
راج ہٹ تریا ہٹ بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو مٹھو میان سچ سچ کہدو
توتے نے منت عرض کی دروغ مصلحت آمیز به از راستی فتنہ انگیز مجھسے سچ نہ بلوائیے میرا منھ
نہ کھلوائیے نہین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی کوچہ گردی
نصیب ہو گی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمنے اور نیا سنایا اب جو کچھ کہنا ہے کہنا چاہیے باتین بہت
نہ بنائیے اُسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر ایذاے غربت سے
باز رہین کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہے اس سے بچنا ٹھیک ہے مگر معلوم ہوا کہ حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہے میر قصور اس مین کیا ہے رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر
ساری عمر گو سیتی رہے + سُنیے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک ہے
عجائب زرنگار ایسا خطہ ہے کہ مُرقّع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے
مزرعۂ عالم مین نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ نور کے
جواہر نگار عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہو خلقت اس کثرت سے بسی ہے کہ اُس بستی مین
وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو خورشید ہر سحر اُسکے دروازے سے ضیا پاتا ہے بدر کامل اس شہر مین غیرت
سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہے وہان کی شہزادی ہے انجمن آرا اُسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت
اور دہان مین طلاقت جو شمہ مذکور شکل و شمائل اُس زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن اُسکا
ایک مین کیا خوب گر دیکھے اُسے حسن آفرین + اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورت گر رہے + لیکن سات سو
خواص زرین کمر تاج دلبری بر سر ماہرو عنبرین مو سرگروہ خوبان جہان جان جان آرام دل مشتاقان
اُسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی تیاری سے رہتی ہین اگر اُنکی لونڈیونکو شہزادی
صاحبہ بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین یقین تو ہے چلو بھر پانی مین
محجوب ہو کے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سُنکے سُن ہو گئی سر جھکا لیا جان عالم نے پنجرا اُٹھا لیا
دیوان خانہ مین بیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم دم سرد بھرنے لگا **مولوی جامی** نہ تنہا
عشق از دیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + در آید جلوۂ حسن از در گوش + زجان آرام برباید
ز دل ہوش + ز دیدن ہیچ اثر نے درمیانہ + کند عاشق کسارا غائبانہ + توتے کو شہزادے کی طرز گفتگو
رنگ رو آنکھ کی تری مونھ کی خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق کمان خبط سب ہین
ثابت ہوا کہ شہزادے کا دل پُرزے پُرزے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا بھرا
سخت نادم و خجل ہوا دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان سے غضب کیا منتر کارگر ہوا پڑھا جن سر پر
چڑھا حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم بیجا سے باز رکھے کہا اے نادان دشمن جان
یہ قصد لاحاصل ہے عمداً اس کوچے مین پانؤن نہ دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر **بقول مؤلف**
خدا کو مان سنے نام عاشقی کا سرور + کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا + بیان اسکا محال ہے
مگر مختصر سا یہ حال ہے عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہے وحشت نزدیک آتی ہے لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہے بھوک پیاس مرجاتی ہے خواب مین نیند نہین آتی ہے جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین درد
آخر کو جنون ہوتا ہے لخت جگر کھاتا ہے خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہے رقیبون کے طعنون سے
سینہ فگار ہوتا ہے لڑکون کے پتھرون سے سر گلنار ہوتا ہے دن کو ذلت وخواری شب کو
انتظار مین اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل وخوار جنگل مین جی لگتا ہے بستی اجاڑ
معلوم ہوتی ہے دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہے تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدے
سے دریا اُبلتا ہے شجر تمنا بے برگ وبار رہتا ہے پھولتا ہے نہ پھلتا ہے جوانی کا گھن پیری تک اُدھیڑین رہتی
ہے گونگا بہرا بنجاتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے ابھی پہلی بسم اللہ ہے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو لب پر
آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہے سینے کے پار عشق کا بھالا ہے آئینہ ہاتھ مین لے منھ تو دیکھو نقشہ کیا ہے
معشوق بادفا گو گرد سُرخ لال سپید سے نایاب سوا ہے کہان ملتا ہے خاک مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
خواہان ملتا ہے یہ جو زمانے مین مشہور با مہر و وفا ہین بانی صد جور و جفا ہین عشق کمبخت بسپیرا ہو تو جان
یہی ٹیڑھی کھیر ہے سنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ مین زلیخا نے
کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس دشت مین جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس
کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہے کہ اتنا بھی کوئی نہ سمجھا جامی رحمہ اللہ
غم چو نیش رگ جان را خراشد + کہ گاہے باشد و گاہے نباشد + ذلت اس کام مین عزت سے
درد کا نام یہان راحت ہے دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہے رستم کا اس معرکے مین جی چھوٹ جاتا ہے
اسفندیار سا رویین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہ جائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے
ہزارون رنج وصدمے اس کام مین اُٹھائے بعد خرابی بسیار یہی تجربہ کا زکھلائے لیکن یہ وہ
بُرا کام ہے کہ اس مین مشاق اور مبتدی کی رائے ایک سی ہے اسکا آغاز ہے نہ انجام ہے مرض
عشق مین کوئی دوست گرفتار نہ ہو مولف ع دوست تو دوست ہے دشمن کو یہ آزار نہو مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون | یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون | رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہے انسانون کا | دین کھوتا یہی کافر ہے مسلمانون کا
یہی کرتا ہے ہراک شخص کو رسوا ظالم | یہی کرتا ہے ہراک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے گاہے گہے صحرا ظالم   کیا بتاؤن تمہین کرتا ہے یہ کیا کیا ظالم
دربدر خاک بسر چاک گریبان کرکے   جان لیتا ہے نرالے سر و سامان کرکے

یہی باعث تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا   یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
یہی فرہاد کا حامی تھا تبر داری کا   عشق کہیے نہ اسے قہر ہے یہ باری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل   کیے لے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے   اس نے خودرفتگی مین اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہان اس کے ہین سب افسانے   پر جو اس کام کا مشاق ہو وہی جانے
کبھی معشوق کے پردے مین نہان ہوتا ہے   کبھی سر چڑھ کے یہ عاشق کے عیان ہوتا ہے

ناقۂ لیلے مضطر کا شتربان یہ تھا   نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسفؑ کا نگہبان یہ تھا   جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہے انداز کہین ناز کہین   درد دل ہے یہ کہین سوز کہین ساز کہین

قتل فرہاد بہت مرگئے سر پھوڑ حزین   دی ہے شیرین کی طرح کتنون نے جان شیرین
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قرین   اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشین
اس سے ملتا ہے جسے رنج و محن ملتا ہے   گور ملتی ہے کسی کو نہ کفن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اس نے   کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اس نے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اس نے   اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اس نے
کام مردون سے لیا زندون کو ناکام رکھا   درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول وطویل   جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
اس کا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل   دھونس دے دے کے بجا دیتا ہے یہ کوس رحیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے   وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

یہی اخفا ہے بقصد زیب رگ ہر گل مین   سوز و نالہ یہ اسی کا ہے دل بلبل مین
یہی ہے جز و مین گر دیکھو یہی ہے کل مین   گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اس کے چھل مین
خون بے جرم زمانے کا بہاتے دیکھا   میل چتون پہ کبھی اس کے نہ آتے دیکھا

ایک شب ذرے کہا حال جو مین نے اسکا
دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا
پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور رہا
ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا ہمین وصال
اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال
زیست کرنا غم ہجر انسے ہے یہ سبکو شاق

جسپہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوٹے اپنا
کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا
لے گئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال
کس کی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال
جان دیدیتے ہین کہ کہکے یہی ہاے فراق

وصل مین گو مزا ہے ہجر کا رنج ورلے جانگزا ہے چاہ کنوئین جھنکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ برلب خاک بسر چاک گریبان سب رہے ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دُنیا مین اس سے بہتر کوئی شے نہ تھی کچھ کچھ ان لوگون کے مرتبہ شناس قدردان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی پچ کا جھگڑا تھا ورنہ کہان مُلک زرنگار کجا شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفراللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ فقرہ کب سچ ہے یہ تو نری کھڑپچ ہے سوز خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا ابتو + نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا ابتو + اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دل مین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوے ضبط کا پردہ درمیان سے اُٹھا شور فغان سے اُٹھا جنون پیرامون عقل بیچارہ تو گرفتار سلسلۂ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا میر طبع نے اک جنون کیا پیدا + اشک نے رنگِ خون کیا پیدا + ہاتھ جانے لگا گریبان تک + چاک کے پاؤن پھیلے دامان تک + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی + توتا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق زندگی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اس طرح کا سمجھانا مانع ہونا اُبھارنا بھڑکانا بلکہ نرا جلانا ہے گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مژدہ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ جانا اس شرط سے آپ کو لیچلونگا جو میرا کہا نہ ٹالوگے زک اُٹھاؤگے دھوکا کھاؤگے پھر مجھکو نہ پاؤگے پچھتاؤگے جان عالم نے فرمایا اے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادۂ اطاعت سے ہرگز قدم باہر نہ دھرونگا جو تو کہیگا

وہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بعد منازل و سمت شہر دوست سے نشان کامل دے وگرنہ یہ دل بیتاب
بخجلت وہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہین تڑپ کر از راہ چشم نادیدہ روے دوست
نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتھ آئیگا میرا دل تڑپتا ہے متصل میرا + مرغ بسمل ہے
یا کہ دل میرا + توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی موقوف کیجیے آج کی رات اس
شہر مین کاٹ صبح اُدھر کی راہ لیجیے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہے انشاءاللہ منزل مقصود
کو پہونچینگے عزم بالجزم درکار ہے در شہر پناہ پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری سُنکے بشاش ہوا
کہا اُستاد مژدۂ وصل ہے کل رات کی نیت ہو حرام + دے اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر اُکٹ + اُس رات کی
بیقراری گریہ وزاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہون ہر گھڑی بحال پریشان سوے آسمان مضطر نگران
تھا کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا سعدی سعدیا نوبتے امشب دہل صبح نہ کوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را + آخرش تاثیر دعاے سحری اثر نالہ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز
منور ہوئی وزیرزادے کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تازیانۂ عشق انجمن آرا اُس سے
بھی اُلفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم
تندرو کو گھنڈل ڈالے اُنکے قدم سے کمیت صرصر کی ڈپٹ پاؤن نہ آگے نکالے جلد لا بمجرد ارشاد اصطبل خاص
مین جا گھوڑے لایا کچھ اسباب ضروری وہ بھی بمجبوری لیکے وہ دونون خستہ تن بقول میرحسن چل نکلے میرحسن

نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

پہلا سفر عازم شہر دلدار کا مع وزیرزادہ اور رہبر ہونا توتے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض مین کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جان عالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرا نوردان منازل مودت رہروان دشت اشتیاق و طے کنندگان جادۂ
فراق مسافران بار ناکامی بردوش بجز راہ کوچۂ یار دین و دنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست
سے دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہین کہ جب این ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامن ناز و آغوش شاہی گھر
سے نکلا اور در شہر پناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کمر چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ آگے بڑھ توتے کو
پنجرے سے کھولدیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیرزادہ سمند صبا پر میان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے نیا پانی پیتے
روانہ ہوے بعد طے منازل و قطع مراحل اتنا گذر ایک دشت عجیب صحراے غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا بروش باغ تھا
جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر نماے دماغ تھا جہانتک پیک نگاہ جاتا بجز گلہاے رنگین و یاسمن و نسرین
اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تھا ناگاہ ایک سمت سے
دو ہرن برق وش صبا کردار سبک جست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کی جھولین پڑین جڑاؤ
سنگوٹیان جڑی گلے مین مغرق ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چھم چھم کرکے چوکڑیان
بھرتے جانعالم بیچین ہوا وزیرزادے سے کہا کسی طرح ان کو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین گھوڑے
ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑون کی آمد دیکھی سنبھل کنوتیان بدل چوکڑی
یا جست و خیز بھرنے لگے انھون نے گھوڑے ڈپٹائے لگے گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ چوکڑی بھول گے
پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون قدم دھرتا ہے ہر چند
پکارا سر دے مارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور ایک درخت
پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت دوسرا اور
طرف چلا ایک کے ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیرزادہ یہ بھی جدا ہوے

تصویر جانعالم مع وزیرزادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوے اور توتا بالاے سر پرّان

القصہ تاغروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا بگٹٹ پھینکے گیا دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا
اسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے مین غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران و پریشان نادم و
پشیمان دیکھا تو نہ وزیر زادہ نہ لوتا آپ یا دشت پُرخطر گھبرا کرا دھر اُدھر دیکھا بوے انسان و حیوان
مشام جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا شعر لُٹے یہ ترنگ جوانی کی کیا
جسنے مجکو جلا وطن + ہوا ایسا پیش ازین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب تھا + اور کبھی جو یاد یاران
ہمراہی جی مین آتی تو یہ شعر دردناک پرسوز با دل صد چاک وآہ جگر دوز پڑھتا میر سوز کیولے باد صبا
بچھڑے ہوے یارون کو + راہ ملتی ہی نہین دشت کے آوارونکو + کچھ آگے بڑھا چشمۂ آب نظر پڑا
گھوڑے سے کودا ہاتھ مُنھ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اُسی حال گریہ وزاری مین دست دعا بجناب
باری اُٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان والے مددگار رہ گم کردگان مجھ خستہ و پریشان دورافتادہ کی رہبری کر
تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اُٹھا آوارۂ صحراے غربت مبتلاے رنج و
مصیبت ہوا ہون لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمی دارم + حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم اتیری
ذات ہے یا یہ جنگل وحشت انگیز بلا خیز جہان بوے عمارات نہین آتی یہ کہکے زار زار مانند ابر نو بہار
رونے لگا فریاد وزاری تڑپ اور بیقراری اُسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت
سے لب معشوق ہوا ایک پیر مرد سفید داڑھی والے سبز عمامہ سر پر عباے عنابی کندھے پر ڈالے

تصویر شہزادے کا چشمہ پر بیٹھنا اور پیر مرد کا وہان آنا

ہاتھ مین عصا خضر صورت بزرگ سیرت پارسا دار دہو پکارا السلام علیک اے نوبادۂ چمن سلطنت
والے گرفتار محنت ومحبت شہزادے نے آنسو پوچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا اے عزیز کیا
حاجت رکھتا ہے بیان کر یہ سنکے ایسا خوش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیرزادے اور توتے
کی جدائی بھی یاد نہ آئی کہا آپکو قسم اسی کی جسنے میری رہبری کو بھیجا ہے جلد نشان ملک زرنگار کا دکھا دیجیے
یا در دلدار تک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا اللہ ری بیخودی ابھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی جسمین آپ پھنسے ہین اس سے نجات نہین پائی معشوقہ یاد آئی جان عالم نے کہا کوئی آفت
وستم وبلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہین ہے میر سوز نہ لگے درد جدائی کو قیامت کا رنج
روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا + اس صاف باطن نے فرمایا صاحبزادے یہ صحراے غضب
دشت پر تعب ہے ہر تختہ اس کا دام ستم گل اور بوٹا نزاخار غم والم ہے یہان کا پھنسا الجھا حشر تک
نہین چھوٹتا یہ سب کارخانہ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت مین گرفتار ہین ہمین جینا مرنے
سے فزون ہے دل کا حال دگرگون ہے **شیفتہ** ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینہ سے + الٰہی
موت دے گذرا مین ایسے جینے سے + اس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا برحواس نہ ہو
نظر بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقت مگر
براے خدا ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا
کیا اعتبار ہے مرگ ہر دم ہمکنار رہے حسرت دید تو نکل جائے اس خدا پرست نے فرمایا آنکھ بند کر
پلک سے پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار مین گذر ہوا اور صورت اس حور کردار کی نظر پڑی بمجرد
نگاہ دل سے آہ کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے
کیا حاصل زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار رہے سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ کھولی
رات ہو گئی تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جس وقت افق چرخ سے براہ گم کردہ مسافر مغرب
یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو کر حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی وہان
آپ کو پایا جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہ دوست ہوا
راہ کا پتا اس رہبر خجل سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی
تمازت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب وہان گوہر نایاب تھا خضر تک اس دشت مین

... زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو گام قدم نہ چلتے تھے ... آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین مُنھ چھپاتے تھے کوسون درندے نظر نہ آتے تھے دشت کرۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلۂ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت دریا دکھاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صدائے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لاہو نگور سے زبان مین چھالا ہو یاد سموم سے وحشیون کے منھ پر سیہ تاب تھا اون سے کاؤ زمین کا جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جلکر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جلتا تھا لیکن الب دریا ابلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین سفر کیونکر ہو مسافر خواب مین بڑاتے چلو بھر پانی دو درخت خشک تھے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور بر کھولے پھڑ پھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دو ستونکی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر وہم پائے گمانسے راہ نہ چلتا تھا خورشید حشر کیطرح آفتاب تابان تھا صحرائے قیامت وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ حیران پریشان ایک طرف درخت گنجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبلب بھرا پایا پانی دیکھکر جان رفتہ تن مین آئی آنکھون نے ہرن سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اترا پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جان عالم کے حوض مین کودنے کی

وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جسکے میل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پر کاہ بہا بہا پھرتا
تھا حوض مین نظر آئی آنکھ چار ہوتے ہی وہ بولی اے شناور بحر محبت واے غواص چشمۂ اُلفت وحیر
ے تیری منتظر تھی الحمد للہ تو جلد پہنچا تامل نکر کود پڑ اُسے تو وہ آنکھ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مد نظر تھا
بے تامل سنگ آفت کے مُنھ مین کود پڑا زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین ترے
دھم سے نہ ہوگا ۔ جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہ ہوگا ۔ کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر غلطان پیچان
تحت الثرے کو چلا گھڑی بھر مین پانوُن تہ کو لگا آنکھ کھولی نہ حوض نظر آیا نہ اُس دُرِ شہوار کو پایا
مگر صحراے لق و دق جسے دیکھ کر رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا اُسوقت سمجھا یہ دوسری
زک اُٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع واے بر ما و گرفتاری ما ۔ یہ کہکے آگے چلا دور سے
چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی در باغ بسان آغوش
مشتاق وا سر دست رہا یہ تو گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین آیا قطعہ دلچسپ پایا
تختہ بندی معقول پٹریان خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف نہرین شفاف چشمے
ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے بالکل باغ
بھرا باغبانیان پریوش ہر روش پر بر روش دلبری خرامان شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین
بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اُسکے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان
کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ مغرور
حسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری اے صاحب تم کون ہو جان پہچان
بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اُسے جواب نہ دیا
بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا استاد پھر بیٹھے ہم دو زانو وضع مؤدب اُس سے
وضعی جو تھا تو ہمکو داب ادب نہ آیا ۔ وہ تو فریفتہ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے
تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھ رہا تھا جو پیڑ تھا بردار جانور کی صورت پھل لگے پھول
پر بہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اُس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے
پھل لیے ہاتھ لگائے مُنھ کے پاس آئے جتنا اُسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو اُسے
درخت مین دیکھو تو یہ حرکتہ ۔ اُس کی خواصین شہزادے کے دکھانے کو دریدہ ڈرانے کو

کرتی تھین اس قرینے سے جانعالم کو یقین ہوا کہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہے بیر مرد سچ فرماتا تھا افسوس
بڑے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا اُسنے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا آنا جانا تمھین
خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصون سے کہا آپ مہمان ہین
مروت شرط ہے اُنھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک وکباب کی
مع جام وصراحی خود بخود آگئین اور مینائے بے زبان پنبہ دہان رقصان یہ بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعۂ فشان بر خاک + ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک + پھر دفعۃً جام لبریز بریز بریز کہتا
خندہ زنان جان عالم کے قریب آکے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند و
چنین نیز ہم نخواہد ماند + شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کرون اور اسطرح شراب
حلق مین اُترے تو کیا لطف رہے یہ کہا لا اعلم یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو + یہ کوئی
صحبت ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہو + پھر اُس جام کو ناکام ہاتھ مین لے کے لوکے سے گھونٹ
گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور نے سرانجام پُر آلام گردش مین آیا جب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جان عالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری

جادوگرنی نے پے کا سر دماغ عقل سے دور و لولہ مستی سے معمور ہوا چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اُسکا اختلاط کج بحثی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون ہو کچھ ہان ہون
کردیتا سچ ہے جسے جی پیار کرتا ہے اُس کی گالی بدرجہا بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار نوالے جان عالم نے بجبر پانی کے سہارے
سے اگل اگل حلق کے نیچے اُتارے اُس مُربھکی نے قرار واقعی ہتے مارے کھانا ذہر مار کر شہزادے کا
ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لیگئی جواہر نگار مسہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اُٹھا لپٹ گئی و دم کا پھر تو خفیف ہو کے بولی تو نے سنا ہوگا
شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال کا نام مین اُسکی بیٹی ہون تمام باغ بلکہ
نواح اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون تمنائے وصال خراب حال جیتی
تھی بجز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات و منات کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا
دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شایق و طلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو بجز ملاقات انجمن آرا جہان کا
سامان مہیا ہے بشرطا طاعت و اظہار محبت جان عالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کرکے بولا یہ سچ
ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے نوش و نیش وصل و فصل
کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون تو اُسی کے
نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے دشمن ہوتے ہین
ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ سب سے بُرا
ہے اُس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہ ایک شخص کا نام خراب کرکے جہان
آسایش ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوے دولت مین سرپھرا نہین ہوا ہون جو تیرے
جاہ و ثروت پر اکتفا کر دن تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت کرنے کو کافی تھی
مگر میرا تو یہ حال ہے میر تقی اِک مدت پاے چنار رہے اِک گلخن تابی کی + برسون ہوے ہین
گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی + یہ سُنکے وہ کھسیانی کُتیا سی جھنجھلائی کہا قدرت سحر میری سُنلے
مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم ہے زر نگار جانا کیا بشم ہے ادھر پلک جھپکائی اتنے عرصہ مین
زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کر یہ جانتا ہے تیری امید بھی قطع کردیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جان عالم بدحواس ہوا کہ زندگی کے غصے سے ڈھیلا ہے سخت غضب مین گرفتار ہوے انکار مین قتل معشوق منظور اور اقرار کرنے مین اپنی جان کا ضرر دونون طرح مشکل ہے حیران ہو مآل کار سوچنے لگا منھ نوچنے لگا واقعی یہ مقدمہ بہت پیچیدا ہے جسپر گذرا ہو وہ جانے دل کا یہ حال ہوتا ہے جدھر آیا آیا جس سے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب وصل نامرغوب آخرکار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دل کو تسکین دیکر کہا اگر اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے کوئی صورت نکل آئے گی کہ اس بلا سے رہائی ور دلدار تک رسائی ہوجائیگی الا حیلہ شرط ہے یہ خیال کر ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سنا تھا عاشق معشوق کے ناز بردار ہوتے ہین مگر یہ جھوٹ تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سُنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجھسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پر جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن مین ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ تو ازاربند کھوے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار باخاطر افگار اُس تیرہ بخت کا منھ کالا کر ہاتھ منھ دھو اُسکے ساتھ سوز ہا وہ چڑمرانی بدمست لیٹتے ہی جہنم داصل ہوئی یہان نیند کہان جی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پُردرد سے بلند چشمۂ چشم جاری فریاد و زاری دوچند جگر مین سوز فراق نہان لب پر دو پنہان عیان یہ رباعی برزبان لا اعلم کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے + کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے + ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی + نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے + مگر جب وہ کروٹ لیتی اُسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہو جاتا جھوٹ موٹ سو جاتا اسی حال سے بہزار خرابی و مشاہدۂ بیتابی جان عالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اُٹھی شہزادے کو حمام لے گئی وہان اور عجائبات سحر دکھائے نہاکے دونون باہر آئے خاصہ چُنا گیا بعد فراغت صحبت طعام اُسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہے اسوقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جانعالم نے دل مین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت پُر کدورت نہ دکھائی دے غنیمت ہے مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین روکنے کا یارا نہین جسطور بنے جلد آنا ساحرہ اس کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اُسکے جانے سے باغ سُنسان ویران وحشت انگیز ہوکا مکان ہوا تنہا شہزادہ

یا خیال دلبر پھر تو نے تکلف ہو کر جی کھول کے رو یا میر غم دل کو زبان پر لایا + آفت تازہ جان پر لایا کہا
ہما بھی بد نصیب دور از حبیب دوسرا نہ ہوگا جسکا یار نہ مددگار جس سے دل کا درد کہیے تا تسکین ہو
صحبت انکی ملی ہے جنھین دیکھ چپ ہو رہیے کہ عشق اور کا نہ انکے ذہن نشین ہو ایک جانور جو رہبر تھا
یون اڑا دوسرا وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یار دیرینہ تھا وہ ن چھٹا ہوس سوائے اندوہ و یاس و
حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو + اٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہے بہتر یہان سے ہمکو + اسی سوچ
مین کچھ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی چھپکی چھپکائی آئی جان عالم کو اس کی صورت دیکھکر رونا آیا لیکن
ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب نصف شب
گذری تو وہ سو رہی ان کو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد رہیو تو اے شب ہجر + جھپکی
نہین آنکھ مصحفی کی + اسی انداز سے دو مہینے گذرے جانعالم کا روز کی کوفت سے یہ عالم ہوا کہ
سوکھ کے کانٹا ہو گیا بدن ڈھانچا ہو گیا استاد ہون کاہ سے کاہیدہ بس زار اسے کہتے ہین +
جیتے سے نہوا اچھا بیمار اسے کہتے ہین + بن ہاتھ لگے دس کے جا سے نہین ہلتا ہین + لاغر اسے کہتے ہین
نثار اسے کہتے ہین + تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہے + جنبش ہی نہین نقش دیوار اسے کہتے ہین +
قضارا ایکروز وقت رخصت ساحرہ بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا ہے تو کیلا تمام
دن گھبراتا ہوگا باغ خالی کاٹے کھاتا ہوگا مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانیکو نہین جسے چھوڑ جاؤن
یہ رنڈیان بدسلیقہ ہین انکو کہانتک آدمیت سکھاؤن ہنوز انھین نشست برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو
اور برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوے تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت
مین دوسرا لکھا نہین ہمصحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے کوئی ہمین مار ڈالے
تو دن بھر مفت مٹی خراب رہے تمسے کون جاکر کہے سننے کی جا ہے رونے والا نا پیدا ہے وہ بولی یہ مکان
طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہے تیرا کدھر خیال ہے شہزادے نے کہا اگر کوئی جادوگر یہ قصد کرے
اسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے
اور اس پر عاشق ہو جائے مار ڈالنا کیسا یہان سے لے اڑے تو تو کہان پائے سب
محنت برباد ہو جائے فرط محبت انتہا سے الفت مین انجام کار نہ سوجھی بے تامل
نقش سلیمانی صندوق سے نکال اس کے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

خفر ہوگا دل کا کھٹکا مٹا مزے اُڑا یہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر پر خرابی آئی وہی طبلا
شور مچانا باغ کو سر پہ اٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا بھی قسمت
کا تھا سو جان ملا + کہ میری خاک مین محنت دے آسمان ملا + ہزار صدمے یہ دل نے ہمارے
اُف بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا + نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا + عنایت
ازل سے عجب مکان ملا + تری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین + ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو جہان
ملا + نہ کہہ تو پیر فلک پر کیگی ساری خلق + کہ خاک مین ترے جور دن سے کیا جوان ملا + بہت جہان کی کی
اے سرور حزین + یہ بحر ان نہ ہمین کوئی بوستان ملا + ایک دن عالم تنہائی مین جانعالم کو یہ خیال آیا
کہ اس نقش کی تعریف اوسنے بہت کی تھی کھولو تو شاید عقدۂ کار بستہ کھلے یہ سوچ کے اُسے کھولا اُسکا
یہ نقشہ تھا بست در بست کا نقش ہر خانے مین اسماے الٰہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھے دیکھتے دیکھتے
خانۂ مطلب مین نظر پڑی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید مین اگر ہو یہ اسم پڑھے نجات پائے یا مکان
طلسم مین پھنسا ہو اُسے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اُسپر دم کر پھونک دے
اُسی دم اُسکی برکت سے ساحر کو پھونک دے یہ سانحہ اُس مین دیکھ کے قریب تھا کہ شہزادے کو
شادیٔ مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصے مین جادوگرنی موجود ہوئی
جانعالم سے تیور بُرے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمدللہ بہت اچھا ہے دیر سے تیرا
منتظر تھا اے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سُنتے ہی روح قالب سے
نکل گئی سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے روکنے لگی تاثیر نہ کی سر پیٹ کر کہا سعدی کس
نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہزار ہا اژدہا
شعلہ فشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہوگئے فانی ہوگئے پھر تو منت کرنے لگی
پاؤن پر سر دھرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ و شیدا ہو
اُس سے دغا کیجیے شہزادے نے کہا گریبان مین مُنھ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسی کے عاشق ہین عزیزوں سے
جدا مصیبت کے مبتلا سر بصحرا ہوے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہزار طرح کا الم مفارقت دیا یہ احسان
کچھ کم ہے ہمنے طلسم درہم برہم نہ کیا وہ سمجھی یہ نہ ٹھہریگا عاشق کا کام نصیحت و پند و قید و بند سے
نہین ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اس کا کیا اعتبار ہے حسن سدا ناؤ کاغذ کی

ابھی نہین ٭ اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہے ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ٭ حسن کبھی یون بھی ہے
گردش روزگار ٭ کہ معشوق عاشق کے ہوا اختیار ٭ لیکن سوچو تو لاکھ طرح کا راحت و آرام ملا جو جی
نہ لگے تو کیا کرے اُستاد دولت کو نہین حاصل ہو تو اُٹھیے لات مار ٭ پھر نہین لگتا ہے جی جس جاسے ہو جسکا
اُچاٹ ٭ الغرض وہ حیرتی رہی جانعالم نے برکت اسماے الٰہی اُس طلسم سے رہائی پائی اپنی راہ
لی چند روز مین پھر اُس حوض پر نازل ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مار مر گیا تھا اُسکی لاش
دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رو یا اور رنج پیادہ پائی کا قدبوس ہوا سبحان اللہ کہان وہ
شہزادہ پروردۂ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور و دراز تنہائی کا دردو الم ہر قدم خار ہر گام
آزار مگر تصور یار پیش نظر ہر قطرۂ اشک مین سو سو لخت جگر آہ و نالہ درد زبان یہ شعر ہر ساعت بر زبان
ناسخ مانع صحرا نوردی پانؤن کی ایذا نہین ٭ دل دُکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا ٭ کیون نہ
کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان ٭ آبلہ کی شکل اُس مین مجھ مین عالم خار کا ٭ رنگ روق
دل مین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیزگاہ یہ غزل
مولف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مولف توڑ کر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم ٭ سوے مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم ٭ شمع رو محفل مین کب دین بار پروانے کو ہم ٭ ایک کپڑے سے
بھی کیا کچھ کم ہین جلجانے کو ہم ٭ خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس ٭ دھیان مین لاتے ہین
جسدم گذرے افسانے کو ہم ٭ کل تلک تھا جس بکانین شمع دیوکا ہجوم ٭ چھانتے ہین اب وہان پر خاک
پروانے کو ہم ٭ اشک گلگون کے نشان چھٹ کچھ پتا ملتا نہین ٭ جب خزان مین ڈھونڈھتے
ہین اپنے کاشانے کو ہم ٭ جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین ٭ روتے ہین کنج قفس مین آب و دانے کو ہم ٭ رشک نے لف یارسب عقدے ہین میرے سلے سرور ٭ اور اُلجھ اُٹھتے ہین بیٹھین
جبکہ سُلجھانے کو ہم ٭ چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پانؤن کہین رکھتا آبلہ پائی سے کہین
اور جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گانؤن نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پانؤن دل صفا منزل مین
عزم درد لدار آبلون کو اُنس خار سخت بد حواسی تھی کانٹون کی زبان تلوون کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یاراے مقام گھبرا کے وہ ناکام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے ٭ ولہ اور اسپر نقد جان دیکر بدل لیتا سرور ٭ گر دل بیرنج چڑھجاتا کسیکا دھیان مین

اور جب جنون عشق کا ولولہ از حد ہوتا تو سر ٹکڑ کر روتا اور یہ کہتا مؤلف قرار پاتی نہین جان زار بن تیرے
ستا رہا ہے دل بیقرار بن تیرے ؎ گھمنڈ تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے ؎ حواس و ہوش و شکیب و
قرار بن تیرے ؎ سرود کشتۂ محبوب خاک شرح کرے ؎ بسر جو کرتا ہے لیل و نہار بن تیرے ؎ خلاصہ یہ ہے
کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدۂ دیدار طلب گریان خونابۂ دل تھا

رہائی طلسم سے اُس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی فرحناک بے خس وخاشاک مین پھر ملاقات بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہر نگار پر تمکین باوقار سے پیر مرد کا لوح دینا شہزادہ کا رستہ لینا

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ؎ ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال ؎ کہین آنسو کی یہ سرایت ہے ؎ کہین یہ
خونچکان حکایت ہے ؎ گہ نمک اسکو داغ کا پایا ؎ گہ چنگا چراغ کا پایا ؎ کہین طالب ہوا کہین مطلوب ؎
اسکی باتین غرض ہین دونون خوب ؎ یہان سے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار غربت زدگان پُر محن
سینہ ریش بپائے زخمدار و دل خار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحرائے اندوہ و حرمان بے توشہ و زاد راہ
ہر روز با دل پر سوز گم کردہ راہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دلکشا و صحرائے فرح افزا مین گذر
دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہائے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم رشک صحن چمن اور بوٹا بوٹا
گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہے گرد جدول آب روان چشمہ ہر ایک
چشمۂ حیوان اور لکہ ہائے ابر نے چھڑکاؤ سے عجب رنگ جمایا ہے نسیم بہار اور درخت گلزار سے میدان
ختن و تاتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور ترشح سے سرسبزی ہے اور جگہ
کا جوبن ہے گل خود رو سے جنگل نمونۂ گلشن ہے یہ تو مدتون کا مسافت دیدہ مصائب کشیدہ تھا
وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب اسی جا سحر کیجیے قدرت حق مد نظر
کیجیے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہ ہائے آب روان دیکھ کے جا بیٹھا جنگل کی
کیفیت جی بہل کرنے والی جانورون کی اچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی سیر کلیل مین وحش و طیر
بو باس ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بوٹے بوٹے کی نشو و نما سرد سرد ہوا
ابر سیاہ کہین گھرا سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد زور و شور سے منہ کھول دن
کو سنا یہ کہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند ؎ جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج ؎ ندیان

نالے چڑھے دریا بڑھے جھیلین تالاب لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا ستون سے مخاطب ہونا پی پی
کہہ کے جان کھونا کوئل کی کوکو اور تو تو سے کلیجہ منہ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک رعد کی
کڑک ہوا کا زور زور رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانورون کا درختون پر
بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہرین لے رہا آسمان مین رنگا رنگ کی شفق پھولی
شام اودھ کی سیر ہو لی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہین بصد عظم و شان فلک پر
نمایان سرخ سبز زرد و دھانی لکیرین عیان بلبل کے چہچہے درخت سبز ملے کو سون تک سبزہ زار پھولون
کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤسان طناز سرگرم رقص و ناز لب ہر چشمہ
آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی غوطہ زن ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونون وقت ملتے اس دید
کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر سے گذر جائے کیونکر
دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو چھاتی بھر نہ آئے استاد کا راگ کرتی ہے ہر بوند تن پر یار بن
کیا عجب گر ہون ہرے داغ جگر برسات مین ؎ قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان عیش و نشاط
اس طرح کی سیر فرحت انبساط میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے شہزادے
نے مدت کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر مین وہ نہین جو کرون سیر بوستان تنہا
بہشت ہو تو نہ منہ کیجے باغبان تنہا ؎ اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے رنڈیونکا غول
پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا تھا سنبھل بیٹھا اور اسمائے رد سحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ
پھونک پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھین غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پریزاد حور وش
زرین کمر نازک تن سیمبر چست و چالاک کمسن الھڑ پنے کے دن اُچھلتی کودتی پیادہ اور جواہر نگار
ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریونکی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ پر تکلف در بر
سنجر سلیمانی اُس بلقیس وش کے ہاتھ مین سیماب وحشی بات بات مین صید کرنے کی گھات مین
بندوق چقماقی طائر خیال گرانے والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے حسن مین بے مثال
کاہش بدر غیرت ہلال میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ؎ جوانی کی راتین مرادون کے دن ؎
طالع بیدار یاور اقبال دمساز غمزہ و عشوہ و انداز و ادا جلو مین آفت جان عاشق سراپا ناز
جان عالم نے بہ آواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے ؎

تصویر صحراے پر فضا و جانعالم و ملکۂ مہرنگار کا بسواری ہوا ادر جانعالم کے پاس آ

کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے + یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھین اُنکے
کان مین پڑی اور نگاہ جمال جان عالم سے لڑی سب کی سب ٹھٹھک کر ٹھٹک گئین کچھ سکتے کے عالم
مین سہم کر ٹھٹک گئین کچھ بولین ان درختون سے چاند نے کھیت کیا ہے کوئی بولی نہین یہ سورج
چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھ ماہ ہے ایک جھانک کے بولی باللہ ہے ایک نے غمزے سے
کہا چاند نہین تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اُچھال چھکا تو بڑی خام پارا ہے ایک
بولی سرو ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہے
کوئی بولی غضب کا دلدار ہے کسی نے کہا دیوانی چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا
چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کرین کوئی کہلا ڈن کہ اُٹھی دور ہو ایسا نہ ہو
اسی حسرت مین تمام عمر جل جل مرین ایک نے خوب تجاہل تک کے کہا خدا جانے تم سب کے
دیدہ و تمین چربی کہان کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہے یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مرد ہے سواری جو رکی ملکہ
نے پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائین جان کی امان پائین تو زبان پر لائین
ہمیشہ سواری حضور کی اسی راستے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختون میں سے ایک
شکل دلچسپ ایسی نظر آتی ہے فرد شاید یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے نہ ایسا بے مثل طرحدار

نہ دیکھا نہ سُنا؛ ملکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہان ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے
ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جانعالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان رعنا
سرو قامت سہی بالا بحر حُسن و خوبی کا دُرّ یکتا کاسۂ سر سے فر شاہی نمایان بادۂ حُسن دلفریب سے
مخمور ہے دماغ مین کشورستانی ہے اُٹھتی جوانی ہے نشۂ شباب سے چلنا چور ہے خم ابرو محراب حسینان
سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدہ کشور چین ہے جنون سے رمیدگی پیدا
ہے مستے محبت ہے اسیر چوکتا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی
ہے سوادِ چشم پرحور سویداے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین کتنے ہموار مردم دیدہ
دھرے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہین مژہ نکیلی اسیں کمان ابرو کی
دل مین دوسار ہونے کو بیس ہے رشک لیلی یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے پیر چرخ تک
پناہ نہین دلدوزی بیگناہ ہون کی اس کی ملت مین ثواب ہے گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا
مطلع نور ہے یا طباشیر صبح یا شمع طور ہے کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے
ختن والون کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہے بال بال پُرپیچ و خم ہے لٹے تابان
یسان چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اس صاحب اقبال کا مگس ران
ہے رُخ تابندہ کی چمک سے نیّر اعظم لرزان ہے لب گل برگ تر پر سبزے کی نمود ہے یا دھوان دھار
مشتاقون کے دل کا دود ہے نظر کام نہین کرتی قدرت ودود ہے ہر حلقۂ گیسوے معنبر کا کمند گرہ گیر
ہے مگر بالون کے اُلجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی زلف پیچان کا اسیر ہے خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ مٹاتا ہے دانتون کی تاب سے گوہر غلطان سے آب ہوا جاتا ہے
معشوقون کا اُبر دانت ہے دل و جان وارتے ہین جو نظر سے پنہان ہو ڈاڑھین مارتے ہین
دم تقریر دُرج دہان جو کھولتا ہے سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہے بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال اُلفت کی شاخ باردار ہے دل کی دستبردی کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے کو
سر دست تیار ہے کف دست کی لکیرین دستاویز محبت یہ قدرت سے تحریر ہے سرنوشت سے
یہ کھلتا ہے کہ سلسلۂ الفت مین کسی کی رگ وپے بستۂ زنجیر ہے مرآت سینہ مین عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر باندھے چُست ہے بیٹھا سُست ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی ہے پانؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین زیر قدم دشت و کہسار ہین
قسمت برسر یاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہماے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ کارپردازان
محکمۂ ناکامی حاضر ہوے اور مشاطۂ حسن و عشق نے بیش قدمی کر متاع صبر و خرد نقد دل و جان
اسباب ہوش و حواس تاب و توان بلکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادہ والاتبار
کیا عقل و دانش گم صم بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل پیدا ہوا
جی شیدا ہوا دفعۃً کیا تھا کیا ہوا میر تقی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ٭ وہ نظر ہی وداع طاقت تھی ٭
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ ٭ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ٭ دل بپہ کرنے لگا طپیدن ناز ٭
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز ٭ ملکہ تھرتھرا کر ہوا دار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور کیوڑا
بید مشک چھڑکا کوئی نادِ علی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے
بازو پر رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منھ
کیوڑے سے دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی چہل کنجی کا کٹورا لاؤ کسی نے کہا شب کی تختی
دھو کے پلاؤ کسی نے کہا لاریب آسیب ہے کوئی بولی عجب مہ پارہ ہے جسے دیکھنے سے دل
ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص ہمجنس نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضاے سِن سے ہے
غرضکہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اسی طرف کشان جذب عشق سے مقناطیس
اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ و کہربا اُسی دم ہو گئی رنگ رو طائر پریدہ صبر و ضبط
دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیر و ملکہ کو بیچ مین گھیر و لیکن تاب تحمل یارا ے صبر
ملکہ کو بالکل نہ تھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر بیٹھ رہا ہے
اس سے ڈرنا کیا چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھجکتی ایک دوسرے
کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دل مین تڑپ زیادہ پاتی
تھی اگرچہ جمال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ و مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جانعالم بھی
بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نچھوڑا جس طرح بیٹھا تھا جنبش نہ کی تیور پر میل نہ آیا
ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمھارا کدھر سے آنا ہوا
اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سواے اللہ کی ذات ہیہات نہ کوئی سنگ نہ سات اس جنگل مین دلدہی

شہزادے نے مُسکرا کے کہا مصیبت تجھ پر پڑی ہوگی معلوم ہوا یہان آفت زدے آتے ہین کہو
تم سب کی کیا کمبختی آیا مون کی گردش نصیبون کی سختی ہے جو چڑیلون کی طرح ناکام سرِ شام پھرتی ہو بلکہ
یہ سنکے بھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب ہو حال پوچھنے
سے اتنا برہم ہوکر کڑا فقرہ سنایا کہ اس مردار کے ساتھ تجھ کو مجھ کو چھٹ سب کو پچھلپا ئیان بنایا
جانِ عالم نے کہا اپنا دستور نہین کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہون دوسرے مردار سے بات حرام
ہے خیر دھوکے مین جیسا اُس نے سوال کیا ویسا ہمنے جواب دیا اب تمھارے مُنھ سے مردار نکلا
ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب چونچ سنبھالو ایسا
کلمہ زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن درگور مردار خور ہین آپ بھی کچھ مُنھ زور ہین بھلا وہ تو کہکے
سُن چکی مین آپ سے پوچھتی ہون حضور کس سمت سے رونق افروز ہوے دولتسرا چھوڑ کے گئے
روز ہوے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پُر خار کو کیون رشکِ لالہ زار کیا جانِ عالم نے کہا
چہ خوش آپ در پردہ بناتی ہین بگڑ کر طنز سے یہ سُناتی ہین ہم حضور کا ہیکو مزدور ہین تم جیتے جی جوجار
کے کاندھے چڑھی ہو تم البتہ حضور ہو جو جو چلبلیسین کھٹین بولین ملکہ عالم آپ کس سے گفتگو دوبدو کرتی
ہین یہ مرد وا تو لٹھ ہے سخت مُنھ پھٹ ہے ملکہ بولی چپ رہو ان باتون مین دخل نہ دو ایسا
نہ ہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتین سُنائے وہ سب ہٹین آپس مین کہا خدا خیر کرے آج جنگل مین
گل پھولا چاہتا ہے یہ پردیسی پنچھی مسافرِ راہ بھولا چاہتا ہے ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ مُنھ سے
بولو سر سے کھیلو نذر بھینٹ جو چاہو لے لو جانِ عالم نے کہا اُمرا ئیت کو کام نہ فرمائیے آؤ
معلوم ہوا تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہین خواصین بھی تمھاری ہین خاک نشینون کی ہم بستری کرو
تکلف ترک کرو طبیعت حاضر ہو گی تو تمھارے بیٹھنے سے کچھ کہہ اُٹھینگے تم ہوا دار کیا ہوا کے گھوڑے
پر سوار ہو ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی ہے ہے تہ الغم
مین ایسا مسافر جریدہ دہن دریدہ تمھارے سوا بخدا نہین دیکھا اُستاد زبان سنبھالو یہ مُنھ زوریان غضب ہین
خدا کی سون کوئی تم سا بھی بدلگام نہین + تم کوئی زور چیز ہو یکہ و تنہا ٹٹو نہ گھوڑا اگٹھری نہ بقچہ
ننگا لچا وہی مثل ہے کہ جھوپڑے مین خواب دیکھے محلون کا ہر بات مین ٹھنڈی گرمیان کرتے ہو
جو یہی خوشی ہے تو لو یہ کہکے ہوا دار سے اُتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصون نے

بہت بھیانک ہوکے کہا بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہے ملکہ سی پری کو گالیان
دے دے کیسا شیشے مین اُتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنے دید ونکی قسم
سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نگیلا ٹھٹول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تونے یا کبھی تیری
ملکہ نے دیکھا بھالا تھا اری دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اس کا دوست طالب دشمن
کا مطلوب ہے حسن خوب سب کو مرغوب ہے جہان کو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جان عالم
دم سرد بھر کے بول اُٹھا لا اعلم چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل + سیہ بختم پریشان
روزگارم خانہ بر دوشم + مؤلف سراسر دل دُکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پتا خانہ بدوشون
سے نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج والم خوشی سے دور مبتلائے غم نے یار نہ مددگار دوست
نہ غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشہ راہ بجز غم جانکاہ نہین
اور رہبر سوائے دل مضطر ہمراہ نہین گو پا ؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا بھی
اس راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین
اور یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر ہین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان
ہون + پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + اے ساکنان دنیا آرام دو گے اک شب +
بچھڑا ہون دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو +
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی +
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہے مجکو +
جی چاہتا ہے حق ہوئے نشان بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے +
کیون سوز چپ ہے بیٹھا کچھ بول اُٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھ کے چپ ہو . ملکہ بھی یہ مقرر شہزادہ
عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا
کسی طرح گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائے گا کہا خاک چھپانے بمنت و سماجت کہا
اے عزیز یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی
ہمپر واجب ہے چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے ابھی شب استراحت فرمائیے نان خشک
کھائیے صبح اختیار باقی ہے جانعالم نے تبسم کر کے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہان کے

مالک ہین آپ بہو کے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سُناؤ محتاج کو کرو فرجاہ و حشم دکھاؤ
جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نہ فرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور
رواروی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اس کی کیا سبیل ہے ملکہ نے
افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور و ناچار ہین جانعالم
نے دل مین خیال کیا برسون کے بعد مجنون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہے اسکا
آزردہ کرنا نری بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی نے اعتنائی کا حجاب کر کے کہا
کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اُٹھ گئی ہے مگر دل شکنی کسی کی اپنے مذہب مین
گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض ہے دل شکنی کا بہت محال اے یار + جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب
شیشے کا + لیکن اتنی رکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ
مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + دل فگارون کی صحبت سے ملال
حصول ہوتا ہے غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص
ہوئے + دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو + اور جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ
یہ کہکے اُٹھا ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف
تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل گھلا جاتا تھا
مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نا فرجام ایسا نہ کرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے
بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رو رو نا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہے نشۂ
محبت مین سرشار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے بیت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت + مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین
بیقراری کو اسپر قرار تھا خدا کے کارخانے مین کسی کو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے اُسے
غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہے اس مین شرع کی تکلیف معاف ہے
مؤلف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان + دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین
زمانے کا + القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضا ے صحرا وہ تھی وہان کے
باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختہ کی صفت تحریر کرون ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان نہ لکھ سکون

دم قسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہے ہاتھ پانون بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر گل
پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون پر بنگلے گرد
سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اکیلے نہین قطار در قطار
تختۂ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی منھدی کی ٹٹیون مین رنگت رینے کی گل منھدی سُرخ
و زرد پرا افشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدہ منتظر کی شکل دکھاتی تھی
گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کے بارے ٹہنیان جھکین
درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعدار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض دہنر
مین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا مستون کی روش جھومنا
غنچۂ سربستہ کا منھ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا پتا زریفت کی
تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی ٹپڑ و پنیر
چینی کے نادون مین درخت گلزار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا
نسرین و نسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے بادل داغدار
گرد اُسکے نافرمان کی بہار سرو شمشاد لب ہر جو فاختہ اور قمری کی اُسپر کو کو حق سرۂ شاخ گل پر بلبل
شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز کہین تدرو کی خرام ناز ہر دو مین قاز
بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سرے پاتک درخت گل دہارے لدے سیب و بہی و
ناشپاتی سے زنخ گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ و تاب زلف مہوشانکا ڈھنگ
سوسن کی اودا ہٹ مستی خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ
مین ہزار جلوے نہان آم کے درختون مین کیریان زمردنگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان خوبصورت
سرگرم کار خواجہ سرا امر وائنکے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیان جوا ہر نگار ہاتھون مین باہم
درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چُنتی گلا برگ سڑا بار جھڑا پڑا خار صحن سے
نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پُرشوکت بارفعت و شان پرستان کا مکان ہر کمرہ
سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا
پانی سے چھلکتا فرش سب افشان پتھر کا شامیانہ تمامی کا تنا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی

ڈوریان سراسر مغرق بناچودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تکلف کا
برسات کی چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کتا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی
کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا
تارون کے بدلے بادلے کے تارون کو چھپایا تھا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے منتظر چاندنی دیکھنے کا
سامان تھا شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرضکہ جا نعالم کو بیچا شامیانے تلے مسند مغرق پر بٹھایا
شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لیکر دہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ بطے رشک
و خجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام و سبو ایک سمت نغمہ سرایان
خوبرو خوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پانون تک الماس کا زیور دو رویہ صف باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چار گوشون پر بنگلے بیچ مین بارہ دری و شہزادہ و ملکہ مع صراحی و نغمہ سرایان

کھڑی ہوئین اُنکے بیٹھتے ہی گانا شروع ہوا سارنگی کے سُر کی زدن ٹون کی صدا چرخ پر زہرہ کے
گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باین کی گمک خفتگان خاک کا صبر و قرار کھوتی تھی ہر تان اپج تان سین
پر طعن کرتی بار بدا ور نکیسا کے ہوش پرّان تھے چھجو خان کو غش تھا غلام رسول حیران تھے
زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور و شور سے ہاتھ ملتا تھا ہر پسی فقرے اور سُر کے پلٹے
پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش آئے اور اس تال و سُر سے
گھنگرو بجائے کہ ملوجی شرمائے کتھک جو بڑے اُستاد اتھک تھے اُنھون نے سم کھائے ٹھوکر
مردہ دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس کفِ افسوس ملتی تھی اور
دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامۂ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا
بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اُس وقت ملکہ مہر نگار نے گلاس شراب سے بھر کر شہزادے
کو دیا کہا اسے نوش کر لیجیے تا رنج سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے استفسار حال ضرور ہے
جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دل شکنی روا نہین رکھتے اِس پہلو تہی
کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہے شہزادے نے مسکرا کر ساغر لیا یہ کہکر باطبع شگفتہ
پیا انشا گر یار پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر
جان عالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام نے دغدغۂ نیرنگی ایام جل نکلا
دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر چوپیے دو نون کو گونہ سرور
ہوا رنج سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر اُدھر سے دور ہوا اُسوقت جانعالم نے کہا میر درد
ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ + جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سُنکر وہی خواص گرماگرم
جسنے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت مُنھ لگی تھی یہ بولی بقا لطفِ شب مہ لے
دل اُسدم مجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بحسرت فرمایا
کہ مردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہے حال اپنا موافق قول سودا ہے
رفیع السودا جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے +
جان عالم نے یہ سُنکر اُسی خواص کو سُنا کر سنبہ کیا اُستاد مین مسافر ہون مجھسے دل
نہ لگا + کیا بھروسا مرا رہا نہ رہا + ملکہ نال کے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدائے عزوجل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اُسوقت جانعالم کو بجز راستی مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جان عالم نام ہے سرزمین ختن وطن ہے سمت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اُسکی زبان سے شہرۂ حسن انجمن آراسُنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارہ وطن مورد رنج و محن ہوا ہون پھر توتے کا راہ مین اُڑجانا وزیرزادے کا پتا نپانا شمہ گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا نقش سلیمانی کا دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا نے ملک زرنگار پہونچے نہ جان کو چین نہ دل کو قرار ہے زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شعر و یان اس طرح کا سینہ سوزان ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان ہون + مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز افسوس وحسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہے گور و کفن کی اُسکے کوچے مین + مین ننگ دو جہان ننگے ہی رکھدینے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منھ پھیرا محبت سے کبھی مین نے + جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون مجھے طوفان محشر مین + ترا نا تو خدا ناخدا غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سنا کہ یہ فریفتہ جمال پری تمثال انجمن آرا ہے آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جانعالم نے بیقرار ہو کے کہا اے ملکہ مہرنگار خیر باشد ملکہ نے اُسی حال مین کہا **اُستاد** مائل اُس فتنۂ عالم پہ کیا جو مجھکو + سوے بیداد مگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کبھی دست جنون پردہ تھا + یہ کھلا ابتو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والا تبار خارتگر کشور دل عاشق زار میرا حال سُن ع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائیست + باپ میرا شہنشاہ تھا بہت سے تاجدار خراجگذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کارخانہ دنیائے دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر وردزبان کیا **شعر** جب ہیچ ہی ہم بوجھ چکے وضع جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان اور بے ثباتی جہان گذران مدنظر کردینا سے ہاتھ اُٹھا بادشاہت کو مٹا آبادی سے

منھ موڑا اس صحراے پُرخار مین مکان بناکے بیٹھ رہا ہرچند مجھ سے شادی کو ارشاد کیا مین نے
بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعۃً آفت آسمانی وبلاے ناگہانی مجھپر ٹوٹ پڑی کہ بیک نگاہ عاشق
کیا دیوانی ہوگئی ہوش وحواس سے بیگانی ہوگئی میسر رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے
کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اُس کا عاشق وطلبگار ہے جس کا نظیر اس زمانے مین ہاتھ
آنا بہت دشوار ہے میسر محل نشین ہین کتنے خدام یار مین یان + لیلی کا ایک ناقہ سو کس
قطار مین یان + اب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خاندان ذلت دہ وخراب کنندۂ خاندان
فقط خواری مان باپ کی اور گریہ وزاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان مین کہان یہ صحبت خواب
خواب ہوجائے گی نمود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی دامن صحرا کی طرح
گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پر آفت وخرابی آئے گی انصاف کیجیے کس سے کہونگی
بیقراری ستاتی ہے جان عالم کی جُدائی سے روح بدن سے جُدا ہوتی ہے جان جاتی ہے
ہم صحبتین طعنے دین گی انیسین چھیڑ چھیڑ کر جان لین گی جب لونڈیون پر خفا ہون گی
بُڑ بُڑا ئین گی زبان پر یہ کلمہ لائین گی ملکہ عاشقی کا رنج وملال یون درپردہ اٹھاتی ہین شہزادہ
چلا گیا نہ رُک سکا اُس سے بس نہ چلا غصے کی جھانجھ ہم پر نکالتی ہین باپ پر حال کھلا تو
خجالت ہوگی مان نے اگر سُنا تو ندامت سے کیا حالت ہوگی رسوائی کے خوف سے دل
کھولکر نہ رو سکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا فرمائیے کون
تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائیگا آپ اُدھر تشریف لیجائینگے ہم ادھر غم فرقت سے گھٹ گھٹ کر
مر جائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہے ماجرا ہمارا عبرت وحیرت افزا ہے ہرچند علم سحانی
عامل بے بدل ساحر بے مثل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی تحریر
نہ دیکھی کہ کیا پیش آتی ہے اور خط شکستہ نے اپنے نستعلیق نے کیا بُرا لکھا ہے افسوس صد افسوس

مؤلف وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی + اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے +

یہ باتین کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن وگریبان آنسوؤن سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا کہ ملکہ بشدت فریفتہ وشیدا ہے بات سے حزن وملال پیدا ہے دل دُکھنے کے
مزے سے زبان لذت پاچکی تھی جان ہجر کے صدمے اٹھا چکی تھی بے چین ہوکر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہے بندہ فرمانبردار بہر حال ہے جو کہوگی بجالاونگا
بار اطاعت سے سرنہ اُٹھاؤنگا مگر برلے جنسے صبر دل پہ جبر ضرور ہے اگر اُسکی جستجو مین نہ جاونگا
تمہین میری کیا اُمید ہوگی ہم چشمون کو کیا مُنہ دکھاؤنگا سبحان اللہ وہ وقت دیکھا چاہیے
کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اُسکے ذہن نشین کرے خوش قسمتون کو ایسے
بھی مل جاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کرکے سمجھاتے ہین اُن کا لوگ
رشک کرتے ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سُنکر شاد بند غم سے آزاد ہوئی یہ بات
امتحان کی ہے جسے جی پیار کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو عاشق کو سچ بمنزلۂ آیت وحدیث
ہوجاتا ہے مگر یہ کہا مصحفی عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر وتحمل + وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین
مجھکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر ہماری یاد تمہین فراموش نہو
وحشت کا جوش نہو جان عالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی باتین درمیان مین آئین
کہ اس مین سرِ مو فرق نہ ہوگا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال مفارقت ملکہ کے دل سے
دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت سر پر کھڑی ہے رات
تھوڑی ہی کہانی بڑی ہے فلک سفلہ پرور جفا کیش ہے عاشق ومعشوق کا بد اندیش ہے
اُستاد شب وصل شکوہ ہا کنید + شب کوتاہ وقصہ بسیار است + مگر شب وصل
ہمیشہ سے کوتاہ ہے خدا گواہ ہے دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے ہونے پائے گردون کو رشک آیا
یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرۂ اللہ اکبر بار اگجر کی آواز بھی دونون کے کان مین
آئی یسا دلان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی مؤلف
وصل کی شب چونک اُٹھے ہم سُنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہوگیا ولہ
زاہد بھی تیسرا ہے شب وصل مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح وخروس ہے + جان عالم
نے نماز صبح پڑھکر کمر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرأت نہ آیا اور
کچھ اُس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شہزادے
نے چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہ ہو میرے والد سے ملاقات کرلو یہ امر فائدے
سے خالی لاابالی نہ ہوگا جان عالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریا بے بیریا بچھا ہے مصلے پر ایک پیر مرد مہذب بذکر حق مشغول بادل ملول بیٹھا ہے بہ رسم سلام
بجا لایا اُسنے دعائے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجرائے شب تیرۂ
ملکہ فقیر پر روشن ہے ایسی بد قسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے کہنے سے انکار
کیا بڑے بول کا سرنیچا ہوا تونے کیا کیا دار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتے تو اُس کا زندہ رہنا
محال تھا اس طرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفائے وعدہ کر دگے اللہ بھلا کریگا وگرنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیرمرد کے آنا اور اُسکا لوح دیکر رخصت کرنا

یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اُسکا کیا حال کریگا دلداری جگر فگاروں کی عیادت مرض محبت کے
بیماروں کی جوانمردوں پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل را از خس و خاشاک گذار و گل را از
صحبت خار ننگ و عار نمی باشد شہزادے نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتے ہین
مجبور ہون اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون سے ترک کر شہر سے منھ موڑا دہ کمینگے سخت
کم ہمت وہ نے غیرت تھا راہ مین آسایش ملی بیٹھ رہا خوف سے جا نہ سکا جھوٹا تھا ناحق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہے ہمین بھی
تمھارے اس عزم سے ایفاے وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب تجھے کوئی
مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اُس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اُسپر عمل کرنا اللہ تعالیٰ وہ مشکل
سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ خوردہ
بسفر رفتت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہوا لوح لے کے ملکہ کے پاس آیا
یہ شعر زبان پر لایا مؤلف کوچ کی اپنے اب تیاری ہے + تیرا حافظ جناب باری ہے + ملکہ ناکام
گردش ایام دیکھ اور یہ کلمہ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ اشعار پڑھنے لگی اُستاد
مین مرگئی سن اُسکے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا + کہتے ہین کہ وہ جاتا ہے
کچھ ایسی دعا کر + مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکما مجھے لے جان لیے چل + کرتی
چلون گی ساتھ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرون گی + آگے نہ مرے
لیجیو تو نام سفر کا + چلنے کی صلاح اُسکے ٹھہرتی نہین اب ساتھ + موقوف نوازش ہوا
آرام سفر کا + آخر جبراً قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن تامن کو سونپا ع ترا موسی رضا
ضامن ترا اللہ والی ہے + جسطرح پیٹھ دکھلاتے ہو اسی صورت اللہ تمھارا منہ دکھائے غم دوری
ہمارا دور ہو جائے جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا دریاے سرشک چشم خون بار
سے موج زن ہوا غریق بحر مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی کھوتی ہو جو
اسطرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہے بی بی خیر ہے یہ شگون بہہ
وہ بھی دن اللہ دکھائے گا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئے گا تو اُن کو وہ غم کی
ماری یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہے + چشمہ فیض ہے کہ جاری ہے مؤلف
بیدرد کوئی اتنا سمجھتا نہین ہے ہے + دل دُکھے تو کس طرح سے فریاد نہ ہووے + ولہ
مجکو رونے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو
کمی کرتے تو دل و جگر سینے مین برہمی کرتے اُسوقت گھبرا کر یہ کہتی مؤلف مددا اے سوز جگر
تا کہ نہ ہو دے خفت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ مُنھ اُسنے کیا میری
طرف ہے ظالم سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی + نہ لگا اُسکو مری بات کو تو مان

سرور + دل کا لگنا نہین اے یار ضرر سے خالی + غرضکہ جون جون شہزادے کی مفارقت بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے دون دون گھٹتی تھی بدر ساچہرہ کاہیدہ ہو کر ہلال ہوا تپ جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی واے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے چپ رہون جان جاتی ہے یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہے راہ چلتون سے بیٹھے دل لگاتی ہے آپ روتی ہے ہمین مُفت رُلاتی ہے اُس سمجھانے والے کو کہان سے لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی مین ہے جو مرجاؤن اب کون آنسو پونچھ رونے کو منع کرے گا کون پھر دم گرم پر آہ سرد بھرے گا پیارے سرچھاتی پر دھرے گا جب ملکہ کا یہ حال مصیبت چپکے چپکے جی سے باتین کرنا دیکھکر لوگ گھیرتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور تو کچھ جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے ہاتھ پانوٗن سنسناتے ہین خودبخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ ویران گُل دبوٹا خار معلوم ہوتا ہے گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہے جان بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی کا دل خواہشمند ہے دشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ دل دُکھاتا ہے خدا جانے کس کی جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہے تنہائی خوش آتی ہے آدمیون کی صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کر ملتا ہے آنکھ ظاہر مین بند ہوئی جاتی ہے مگر نیند مطلق نہین آتی ہے ہاتھ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین پانوٗن چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہے لیلیٰ مجنون کا رقعہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دل کی تمنا ہے کہ بیقراری کر آنکھین اُٹھی ہین کہ اشکباری کر جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جان عالم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون جو کوئی سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہے سر دُھنتی ہون ناکامی مجھ خستہ و پریشان کا کام ہے آہ مجھ بے سروسامان کا تکیہ کلام ہے منھ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پر خزان آگئی ہر دم لب پر آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا وسواس نہین بزرگون کا لحاظ و پاس نہین زیور طوق سلاسل ہے زیب و زینت سے

بدمزگی حاصل ہے دل وجگر مین گھاؤ ہے بگاڑ بناؤ ہے بستر زم خارخار ہے ارے لوگو یہ کیا آزار
ہے سب سے آنکھ چُراتی ہون مصحبتون سے شرماتی ہون اب صدمہ اُٹھانے کا یارا نہین بے موت
اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجب حال ہے اکثر یہ خیال ہے **مؤلف** افسوس یہ حال
ایک عالم دیکھے + ایسا نہ ہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق و عاشقی نام ہے تو مین درگذری
میرا سلام ہے جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے کیا پیتے تھے دو دن سے
کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہے کھڑی ہون جی بیٹھا جاتا ہے پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے
جان کے دشمنون یہ کیا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا
یہ سنکے ایک کھیلی کھائی عشق کے صدمے اُٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی
سے نوگرفتاری ہے جو اتنی آہ و زاری اور بیقراری ہے سہتے سہتے عادت ہوجائیگی تو تسکین آئیگی
ان باتون سے جو دل بھر آیا بے اختیار خونابۂ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار طلب
سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دل کا حال سُنانے لگی **مؤلف** حالت ہے اُسکی پارے کی
برق و شرار کی + کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی + پھوڑے تپش سے دلکے یہ سب آبلے مرے +
منت کشی نہ کرنی پڑی نوکِ خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلیگا اسی طرح + حاجت رہیگی ہمکو
نہ شمع مزار کی + وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے + دیتے مثل ہین لوگ مرے
انتظار کی + لیجائیو اُدھر سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہے دلمین مرے کوئے یار کی +

رخصت ہونا جانعالم کا ملکۂ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زر نگار مملکت ولدار مین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پُر ملال جادوگر کا پھر اُسکو قتل کرکے لانا اُس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سُنو پھر اُسی غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن سحر سامری
درہ نوردان اقلیم حکایات کہن مشاق جادو و شعبدہ گری و مشتاقان جفاکیش محنت کشیدہ
وسحر سازان سخن سنج درین سرائے سہ پنج روے راحت ندیدہ گو سالۂ سخن کو دیر خراب آباد
مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زر نگار کشور آفت روزگار
تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ وتنہا صعوبت سفر کا مبتلا پانؤن مین چھالے

لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اُس زمین خجستہ آئین مین پہونچا اور جو جو پتے توتے نے
بتائے تھے وہ سب اُس جوار مین پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب ہر سمت چشمہ ہائے آب جنگل
لب سبزہ زار گل بوٹے خود رو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز بو باس مشک بیز جنون خیز جانعالم
خوش و خرم جلد جلد قدم اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز چار گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک شے
مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہے کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہے
دل سے کہا آثار حشر نمود ہوے یہ کیا قیامت ہے ہم مشاہدۂ جمال جانان سے محروم رہے
مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس اب تک نہ دل کا مدعا
نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ روزگار ندیدہ سنگ
مطلاّ ہے اور لعل و یاقوت اِس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری وہم و گمان حیران کھڑے
ہین شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہے شرمندہ اُسکے روبرو بدر کامل ہے یقین ہوا
اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہے باب امید جسکا ذکر وہ سرخرو زمرد لباس کرتا تھا
سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہو کر دوڑا **فرد** وعدۂ وصل چون
شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار
رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا در بہشت
کی طرح وہ حصن حصین بصد فر و تمکین بنا جا بجا برج برجی وہ آہنی ڈھلی ہوئی توپین چڑھی گولہ انداز
جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے ایک تیغے سج چست و چالاک توپون کے
بائین دہنے ٹہل رہے زمین و آسمان اُنکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف خس نہ خاشاک
دروازے پر پانچ ہزار سوار لاکھ پیادے کی چھاؤنی کچھ جنگ کے لیے آمادہ تیار جان عالم نے
اُن سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہان کا کون ذی احترام ہے اُنھون نے دیکھا ایک
جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر مین نہان ہے مگر دبدبۂ شوکت و صولت
نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہے وہ خود کہنے لگے آپ کہان سے تشریف لائے ہین
شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اِس ملک کو زرنگار
کہتے ہین سُنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کی طرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا افشان کی صورت

منہ پر چلنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہے یا بیداری طالع گردش دہ سے امید یاری و مددگاری نہ تھی
ایسی قسمت رہبر ہماری نہ تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا **مؤلف** للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعدار ہموار قرینے
سے بازار کرسی ہر دوکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جابجا فوارے
سب عمارت شہر پناہ کے میل کی جواہر نگار سانچے کی ڈھلی ہاتھ کا کام معلوم ہوتا تھا نہ کہین بلندی نہ پستی
ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز تو اُدھر بھی صراف کے مقابل صراف
بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر نقد و جنس سے
ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نہ تھا کہ اُس بازار مین نہ تھا مغرب و مشرق کی
اشیائے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نان بائی کنجڑے قصائی
سقون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال جہان کا
اسباب و مال نہر کی کیفیت جُدا قد آدم آب مصفا فوارون سے کیوڑا گلاب اُچھلتا بازار مہک رہا
ہر طرف دھوم دھام خلقت کا اژدہام چلنے پھرنے والون کے کپڑے سنتے ہوئے جاتے تھے
وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جا بجا عالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بجا نہ آتا تھا دل
سے کہتا تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہے کیا کیا اشیا کیسا کیسا
خریدار ہے ہر شخص کو آرام و راحت ہے کیا بند و بست کیا انتظام ہے کیا حکومت ہے جب چوک مین
آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسرائے شاہ کدھر ہے لوگون نے کہا دست راست سیدھے
چلے جائیے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا اُن مکانون کو نرا طلسم پایا عقل کام
نہ کرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید سا چمکتا لیکن جو لوگ
درباری یا ملازم سرکاری آتے جاتے دیکھے سب سیاہ پوش غمخانۂ الم کے جرعہ نوش اسکا ماتھا
ٹھنکا پاؤن ہر ایک کئی من کا ہو گیا ہر شخص کا منہ تکتا تھا قدم اُٹھ نہ سکتا تھا کہتا تھا خدا خیر
کرے شگون بد ہے دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے آیا
بچو بڑھائیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا پرانا زیرک و دانا محبوب علی خان نام نواب
ناظر سراپردۂ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج مین ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران و ششدر متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ وبحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر مین کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہے کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت متوجہ ہوکر پوچھا کہ اے شمشاد نورستۂ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہے ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید ہو خستہ و خراب با دل مضطر و جان بیتاب یہان پہونچے ہین برا ے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہوکر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت سلطنت رونق شہر موجد آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی تھی شہرۂ جمال بیمثال اُس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اُسکا مبتلا تھا آج تک چشم و گوش چرخ کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سُنی تھی بہت سے شاہ و شہریار اسکے وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارۂ دشت ادبار پتھرون سے سر مار مار مصرع رہرو اقلیم عدم ہوگئے + اب چار پانچ روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعتہً سوگئے ایک ساحر مکار جفا کار بزور سحر اُسے محل سے اُٹھا لے گیا ہنوز یہ جملۂ غم ناتمام تھا کہ جانعالم کا کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور بحسرت و یاس پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اُس سے ملاقات نہونے پائی اے گردون جفا پرداز واے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے ارتنی دور لا کرنا کام رکھا مولف عشرتکدے جہان مین ہوے سیکڑون ولے + اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم کدا رہا + تاثیر آہ دیکھی نہ گریہ مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا بکا رہا + کیا دیکھتا ہے سینہ کو میرے تو لے سرور اُجڑا دیار اسمین نہین دو سرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اس طرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام اُلفت اُسی کا ہے مجھ سے بڑی غلطی ہوئی دفعتہً خبر بد سُنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جا نکر لانی نہ تھی ہرچند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

برخواص بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور گرعرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کی کہ کسی مُلک کا شہزادہ اُس کی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اُٹھا فقیرانہ سج بنا
یہان تک پہونچا ہے مجھسے جادوگر کے اُٹھا لیجانے کی خبر سُنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے اب تک
ہوش نہین آیا ہے عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خدا جانے جیتا ہے یا مرگیا ہے کیا عرض کرون
غلام کی نظر سے اس سج دھج کا جوان پری پیکر آج تک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونون کی صورت
آئینہ چشم مین نظر آتی قرآن السعدین کی کیفیت کُھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائین گے شہزادی
کو بھول جائین گے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جس طرح ہو اُسے لاؤ لوگ دوڑے مُردے کی صورت اُٹھا لے گئے اس عرصے مین

تصویر جان عالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اُٹھا لیجانا
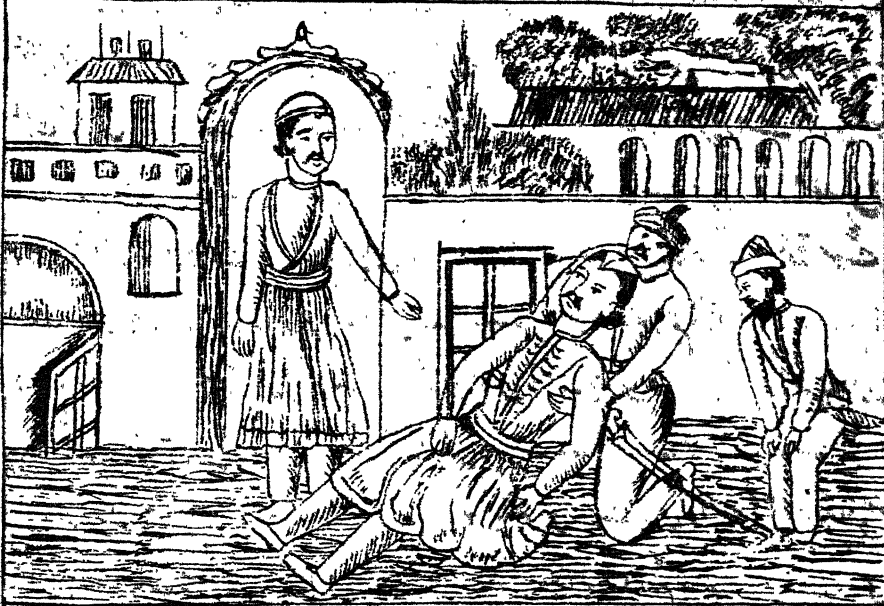
شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منھ دُھلوایا بید مشک چھڑکا کیوڑا مُنھ مین چوایا لخلخہ سنگھایا جانعالم
کو ہوش آیا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ برسر چارقب ملوکانہ دربر سن رسیدہ
لیل و نہار دیدہ بڑے کر و فر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر با شمشیر و خنجر
اُدبچی بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہے گرد امیر وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش اپنے اپنے

قرینے سے ہر ایک زینت دہ کرسی و دنگل ہے تہمتنون کا جنگل ہے جانعالم اُٹھا بطور شاہ و شہریار
و شہزادہائے عالی تبار رسم سلام بجالایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا جب سے بادشاہ
کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش و صورت پرزیب ہو گیا تھا اور
حضار مجلس بھی سب دنگ تھے سکتے کے ڈھنگ تھے سب کو صدمہ تازہ یہ ہوا کہ ایسا
وارث تاج و تخت ہاتھ آئے اور محروم رہجائے اُسوقت کا رنج و قلق شہزادیکا کوئی فراق کشیدہ
سمجھے بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اُس مسافر بیکس کی رو دیجے + جو تھک گیا ہو
بیٹھ کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم و حیا کہ لازمۂ شرفا و نجبا ہے خاموش سینے مین غم کا جوش
و خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا یہان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا
مگر ضبط کو کام کرکے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر سر جھکا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے
فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک جادوگر اس فکر مین تھا یہان بمرتبہ نگہبانی
ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آج تک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو عشرتکدۂ خاص
تھا ماتم سرائے عام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالۂ پُر آفت بلند ہے کھانا پانی حرام چھوٹا بڑا
مبتلائے آلام ہے جانعالم نے کہا کچھ بھی ثابت ہوا کدھر لے گیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک
پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ آگ سب بھری ہے شعلۂ سرگرم تا چرخ چنبری ہے
اور انگارون کا انبار تا کرۂ نار ہے وہان کا حال نہین کھلتا عقل بیکار ہے مگر قرینے سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہے بمدد ایزد کہان جاتا
ہے یہ کہکر اُٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال محال سے
درگذر طائر خیال کے اُس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پانون مین چھالے نکلتے ہین
دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہے ایک کو دھوکے مین کھویا تجھے دانستہ جانے دینے
کا کہان یارا ہے ایسی آفت مین تجھ سے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین بدنامی لون سلطنت
حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کرین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھ اللہ اللہ کرون شہزادے نے
عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارۂ خانمان ننگ خاندان
گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزون سے منہ موڑ خراب خستہ سرگردان در در حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہے ملک بیگانے مین بادشاہت کرے
لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لے گیا یہ شخص بیغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے
بعید ہے عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہے لا اعلم تا سر نہم پا نہ کشتم از سر کویش +
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد + پگ آگے ہٹ رہے اور پگ پیچھے ہٹ جائے مصرعہ
قدم عشق پیشتر بہتر + جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہانتک زندہ و سلامت پہونچایا ہے
وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سے ملائیگا نہین تو یہ صورت نحس لوگونکو دکھانی کیا ضرور ہے
گو بشر مجبور ہے لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بیموت مرے پہلے جب عقل و عشق سے
معرکہ اٹکا تھا میرا دل کھٹکا تھا عقل کہتی تھی مان باپ کی مفارقت اختیار نہ کرو سلطنت سی شے
پھوڑو عشق کہتا تھا مان باپ کسکے بادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑو کوچۂ دلدار کی گدائی
سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے ملے یار خدا کسی کی صورت نہ دکھائے عقل کہتی تھی آبرو
کا پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار
کے ملنے مین عزت ہے بادیہ پیمائی مین بہار ہے تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہے عقل کہتی تھی
لباس شاہی قبائے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سے خلاف قدم نہین دھرتے
عشق کہتا تھا لباس عریانی ہے عقل دیوانی ہے یہ وہ جامہ ہے جسے احتیاج شست و شو نہین
کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلائش سے ناپاک نہو اصلا کار سوزن درفو نہین بار برداری
سکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہے پانی سے بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے گلے سے کبھی
جدا نہو نہ کوئی اس کو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اسکا تار آئے نہ اس کے
دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پہ بار ہے مسافر صحرائے محبت کو یہی درکار ہے آتش
تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا + آخر کار
بصد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچۂ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے تنگ ہو نشان
ہوس سلسلۂ دیوانی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی دامان غیرت
گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ توتا تھا رہبر و مددگار ہوا
دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیزون

عزیزون

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ کر رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن اُسکا ساتھ بھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اُڑ گیا وزیر زادہ ہرن کے ملنے سے چھٹ گیا وہ جو اثاثہ ظاہر کی دل لگی کا تھا لُٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ ہوئی کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسایا ہمین رُلا کے دشمنون کو ہنسایا تھوڑی سی آفت اُٹھا کے رہائی پائی سمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا گرد کاروان دیکھی نہ صدائے زنگ وجرس سُنی نہ راہبر بلا نہ کفیل نظر آیا سواری چھٹی پیادہ پائی ملی مگر غیر سے رہائی ملی جب اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا باوجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے مرحلے مین امتحان مدنظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک سر سیما کو اس جانب میلان ہوا پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سے نیرنگ دکھائے ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت جانی جوان و پیر کی بات نہ مانی اب گھر پہونچکر دھوکا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس ملت مین روا ہے یہ سزاوسوسہ ہے مجھ سے وحشی سے ایسی ہوشیاری دور ہے جیتے جی مرگ منظور ہے اس گفتگو کی

تصویر محلسرائے شاہی و بیگمات و جان عالم و بادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا

خبر محل مین پہونچی کہ آج اسطرح کا مہ جبین انجمن آرا کا عاشق وارد ہوا تھا وہ بھی حرارت محبت سے
اُسی آگ مین جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی مان در دولت سرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے بادشاہ سے عرض
کی جلد شہزادے کو لیکر محل مین رونق فرما ہو جیے بادشاہ جان عالم کو ہمراہ لے آرامگاہ مین
تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اُس شمع انجمن سلطنت کے گرد
پھری سنیٹیون نے گھیر لیا سب کو قلق ہوا غرضکہ بہزار سعی بادشاہ نے بمنت صبح کی رخصت پر
اُس شب رو کا پھر خاصہ طلب کیا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پاؤن پر گرا
سمجھایا پیر مرشد کئی دن سے محل مین کھانا پانی سبکو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرمائینگے تو یہ
سب کھائینگے ناچار باخاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق مین اُتارے پھر ہاتھ
منھ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا **مؤلف** داد دیدہ سدا رہتا
ہے تیری یاد مین + آنکھ جب سے لگ گئی روتے ہین سو جانے کو ہم + پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور کر
دم گرم آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا **ابیات** تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے مجھکو عذاب
زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کہ لے کفن کا + گھبرا کے نقاب زندگانی + جب کروٹین بدلتے بدلتے پسلیان
دکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادہ جبر و صبر کر یہ کہتا **نظم**
کمال ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا + کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ زمانے کے بدلے
پر افسوس + کبھی ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا + کرے گی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل +
شعور اتنا تو کر جا کے جانور پیدا + ہمیشہ ہاتھون سے لگے رہا ہون مین جلتا + یہ زور گرم ہوئے تھے
دل و جگر پیدا + یہ دل مین ذوق اسیری ہے جو قفس مین مدام + مین نوچتا ہون جو ہوتے ہین
بال و پر پیدا + آخرش بصد نالہ و آہ کراہ کراہ کر صبح کی بعد فراغت نماز پرسوز و گداز مرنے پر کمر باندھی
شب کو یہ خبر عام ہوئی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پہر رات رہے سے
مجمع عام ہو دیوان خاص پر تھا یکایک بادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا چشم
مشتاقان مین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعاے فتح و ظفر اُس ماہ پیکر کی
مانگنے لگا القصہ جہانتک لوگ آتے جاتے تھے بادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا جان عالم
نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار با دل داغدار خاطر فگار قلعے مین داخل ہوا گرد نے ڈیوڑھی تک

عمدا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور مین پہونچے جانِ عالم پھر اکیلا باحسرت و یاس ہا غم دلبر
رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا **مصحفی** اے غم یار مین بندہ ہون رفاقت کا تری ہنہ کیا تو نے
گوارا مری تنہائی کو ✢ آگ کا قلعہ سامنے تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلۂ جوالہ یا برج آتشین
یا انگارون کا ڈھیر اور کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اُس آگ سے نکلا
اُچھل کود کر پھر اُس مین غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جانِ عالم نے لوح پیرمرد کی دیکھی آئین
معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھ کے ہرن کو تیر مارا اور خطا نہ کی طلسم ٹوٹ جائیگا اور اگر نشانہ چوکا
خود آماجگاہ خدنگ قضا ہوا کوئی لاکھ کے سوا پتہ نہ پائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف
زندگی ہے نہین حیلۂ مرگ خوب ہے بے یار جینا معیوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلّے سے جوڑ
شست مشت برابر کر اسم شروع کیا اُدھر ہرن نکلا ادھر تیر کمان سے سرگوشی کر چلا بسکہ یہ قدر انداز
تھا اُسکی قضا دامنگیر تھی دوسار ہوا **فردوسی** فلک گفت احسن ملک گفت زہ ✢ ہرن زمین پر گرا
آسمان سے دار و گیر کا غل اُٹھا ہان ہان لیجیو گھیریو جانے نپانے قریب تھا خوف سے جی نکلجائے
زمانہ تیرہ و تار صحرا پُر غبار رہا گھڑی بھر مین وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ
برابر سطح میدان نہ انسان نہ حیوان مگر جو مرے پر لاش جھلسی ہوئی پاش پاش دیکھی یعنی وہ
جادوگر کریہہ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد زرد دانت ہونٹھون کے باہر مُنہ مہری سے گندہ
شیطان کا بندہ بالون کی لٹین لٹکین ہڈیان کھوپڑیان گلے مین پڑین کالا بھجنگا بدن سے ننگا تیر
سے چھدکر جہنم واصل وہ حواصل ہو گیا شکر کا سجدہ بجالایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے
یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنا عرض کی اے شہریار ذوی الاقتدار
فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہے ایک تیر مین وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر سرگرم راہ ہوا بادشاہ
مژدۂ فرحت افزا سُن کے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہے کہ جانِ عالم حسب دلخواہ مراجعت
کریگا فتح و فیروزی شامل ہے ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبر دارون کو خلعت انعام موافق
قدر و منزلت مرحمت کر پھر روانہ کیا اس عرصے مین شہزادہ وہ وادی پُرخطر میدان سراسر ضرر طے کر
متصل قلعۂ ساحر جہان انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجب معلق قلعہ تھا زمین سے چار پانچ گز بلند
ایک تختہ کمھار کے چاک کی طرح بایں سرعت گردش مین تھا کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی آنکھ کی پتلی

تصویر جانعالم اور قلعۂ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش
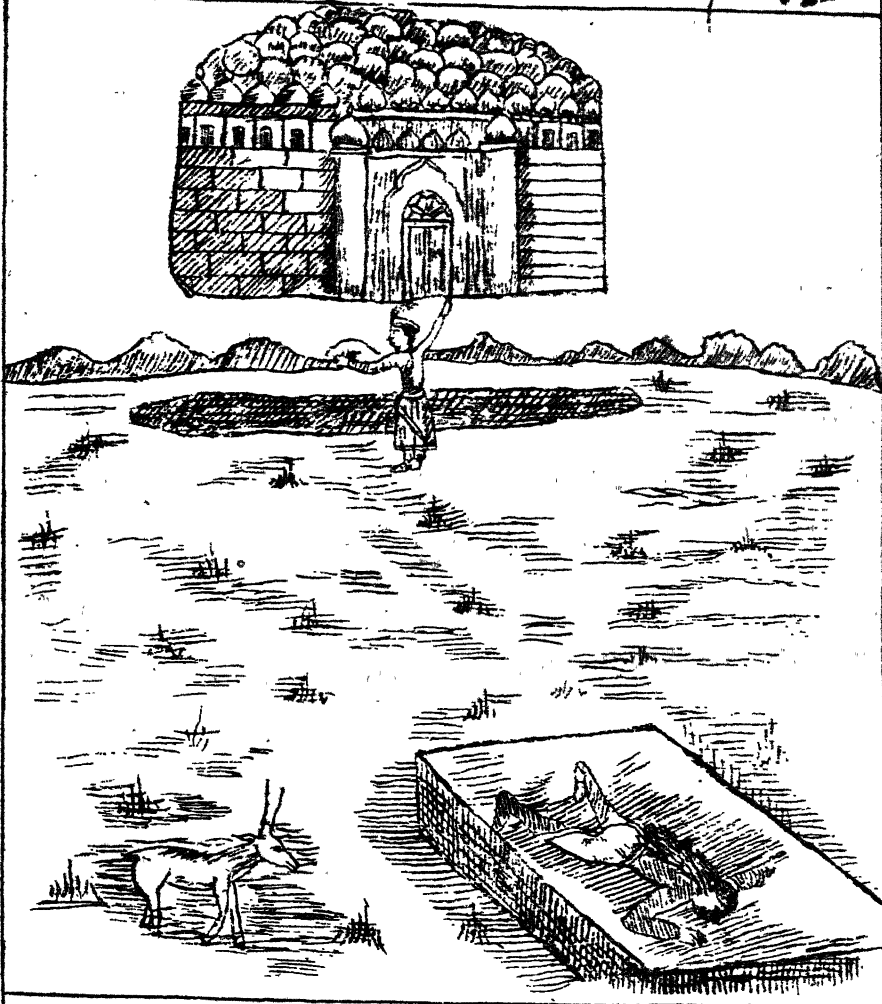
اتنا جلد نہ پھرتی تھی بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جانعالم وہان ٹھہرا وہ قلعہ بھی حرکت سے ساکت ہوا اور اُسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار با زیب و زینت بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اُس کی بلندی کے ردیرو کوتاہ ہے ہر طرف سے مسدود راہ ہے جہان جان عالم کھڑا تھا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اُسمین سے آواز آئی اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے زندگی سے مُنھ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسن و صولت پر رحم آتا ہے جلد یہان سے جا خطاے اول عوض خوبیِ شکل و شمائل معاف کی دگرنہ

باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت پوست ہڈیون کا پتہ نہ ملیگا بادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو سے رنگین ہوگی روح بھی تاحشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کہ ای مادر بخطا تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہان تک لاف و گزاف کا دم بھریگا انشاء اللہ تعالی اور تو کیا کہون تجھے بھی اُسی کے پاس بھیجتا ہون یہ سُنکر وہ جھلایا تنگے سے سر نکال تھوڑے ماش اُس بد معاش نے اور کالا دانہ نکالا اُسوقت چرخ چکّر مین آیا اور زمین تھرّائی جب سرسون مین بونے لگے اور رائی ملائی پھر تیتا میتا اور لونا چماری کو پکارا اُن دانون کو اُس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا فضا ابر تیرہ و تار گھِر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینھ برسایا یہ بھی اسمائے رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب آگ قریب آتی پانی ہو کر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر خفیف ہو کر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اُس مین نکلا کسی طرح لوح کو قلعے کی دیوار سے لگا دے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھے شہزادے نے بجرأت تمام تر اُچک کر لوح دیوار سے لگائی اُسپر آفت آئی مرتبۂ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اس طرح کی صدائے ہیبت ناک آئی کہ ہزار توپ مین ایک بار چھٹین تو ایسی نہو بدرجۂ مہیب تھی کہ گاو زمین کا کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپ کر دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد ہو گیا دہ کا فر آتش پرست سرد ہو گیا لرزان کوہ و ہامون ہوا میدان سیاہ بلند صدائے نالہ و آہ ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزدے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اُن پر لپیٹا کچھ پھندے پڑے اُسمین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بد حواس سراسیمہ متحیر کوئی آس نہ پاس ہر سمت حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جانعالم نے پہچانا تاب نہ رہی جی سینے مین رعب محبت سے سنسنایا اکیلے دیکھ کے کلیجہ مُنھ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تھرّاتا دم چڑھاتا دوڑ دوڑ کر گرد پھرنے لگا لڑکھڑاہٹ سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس و لحاظ بھی کسی کا نہین یون بیپاکانہ پاس چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھ بھی چار ہو گئی سنان الفت اُدھر تو کر گئی تھی اِدھر بھی دو سار ہو گئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی طبیعت

اُدھر یہ حال ہوئی بدن تھرّایا جانعالم نے یہ سُنایا میر سوز جسکو ہو شکیب نہ تاب فغان رہے + تیری گلی مین وہ نہ رہے تو کہان رہے + آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے + رفتار گرم تھے سو ہمین درمیان رہے + بندہ نواز حال پہ میرے کرو نگاہ + سے ہجاے گریہ یہ کہ پس کاروان رہے + یہ کہکر گر پڑا غش آگیا

تصویر جانعالم اور انجمن آرا مع قلعہ سرکنڈا شستہ پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہو کر گرنا سر بزانوے انجمن آرا

عشق کی نیرنگیان ہنہان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اسکی چھوٹے بڑے پر آشکار ہے ہزارون کو اسنے فریب سے مارا ہے انجمن آرا کو دل مضطرب نے تڑپ کر بٹھایا بیقراری مین اسپر قرار آیا کہ یہ مقرّر عاشق صادق ہمارا ہے جو ایسی بلا سے نہ ڈرا سر کو بیچکر اس وادی مین پانون دھرا ورنہ اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے جاتا رہا حجاب ہرچند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر اپنے زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی آنکھ سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روے یار دھونے لگی اور یہان جو بوند آنسو کی منھ پر پڑی اور دماغ مین خوشبوے کنار دلدار چڑھی نخلخے کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نہ رہی آنکھ کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوے دلدار پر پایا نازو نیاز سے دماغ عرش اعلی پر پہونچایا اور پانون پھیلایا یہ اترایا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جان عالم نے چشم نیم وا سے

شہزادی کا منھ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مؤلف مین جو چونکا تو وہ بھی چونک پڑا
ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کر لین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تمنے نزانو سر کا یا انجمن آرا
نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چڑھ ہے مین نے تیری محنت اور مشقت پر نظر کر کے یا انسانیت
کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے چلتا دھندا کیجیے
واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جان عالم نے یہ جواب دیا اُستاد خاک ہی اپنی اُٹھے تو اس مکان سے
اُٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اُٹھ سکے + الا چور کی داڑھی مین تنکا تمھین
اپنا عاشق کبھی نہ سمجھون گا نہ معشوقون کے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے کہا
چہ خوش بھلا دل تو بہلا تو کچھ ہنوز زبان کا مزا نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نہ مان مین تیرا مہمان
تمھارا بعینہ یہ حال ہے **فرد** چہ خوش گفت سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و
ناولہا + عشق اور عاشقی کی باتین میری بلا جانے رمز و کنایہ کسی اور سے جا کے کرو اپنا چہرہ
تہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو یہ تمنے سُنا نہین شاید **مثل** حلوا خوردن را روے باید جان عالم
نے کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مہنت مین کہان سے لاؤن کیونکر ویسی صورت
بناؤن ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہے تمھین ابھی تک موہن بھوگ
کا ذائقہ نہین بھولا ہے دم تقریر زبان پر حلوا ہے ہمنے آپ کے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا
اب مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا تپ کی سنکر کھسیانی ہو گئی کہا چلو صاحب وہ موا
قربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹ جلی کی ہنسی اپنے گھر جا کر کرو سحر و جادو زور و ظلم مکر و فریب سے
انسان ناچار ہے اسمین کسی کا کیا اختیار ہے مگر خیر اور جو چاہیے کہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف
گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہے اگر خدا
ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کلٹا ہے کو ایسی باتین
سُناتا جان عالم یہ سنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہمکر آبدیدہ ہو کہنے لگا میری
کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دو لخت جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا اسکے
آنسو جاری ہچکی طاری ہے مسکرا کر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر ٥ سچ ہے او چھے کا جی

احسان بڑا ہوتا ہے ، خاطر جمع رکھ اپنے گھر چلکر تجھے مال وزر سے لاد دونگی کہ تو چل نہ سکیگا بوجھ سے
ہل نہ سکیگا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جان کے یہ فقرہ سنایا ہم بھی
کبھی حاجت روا لے عالم مشہور تھے مگر اُلفت سے مجبور تھے اگر تمپر عاشق نہ ہوتے کیون سلطنت
کھوتے سر پہ ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح و ظفر ہرکارون نے
بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اُسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا ایک سُکھپال ہمراہ لیا
صبا وار سناٹے مین آپہونچا جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال اور محلات کی عورتونکا ہجوم
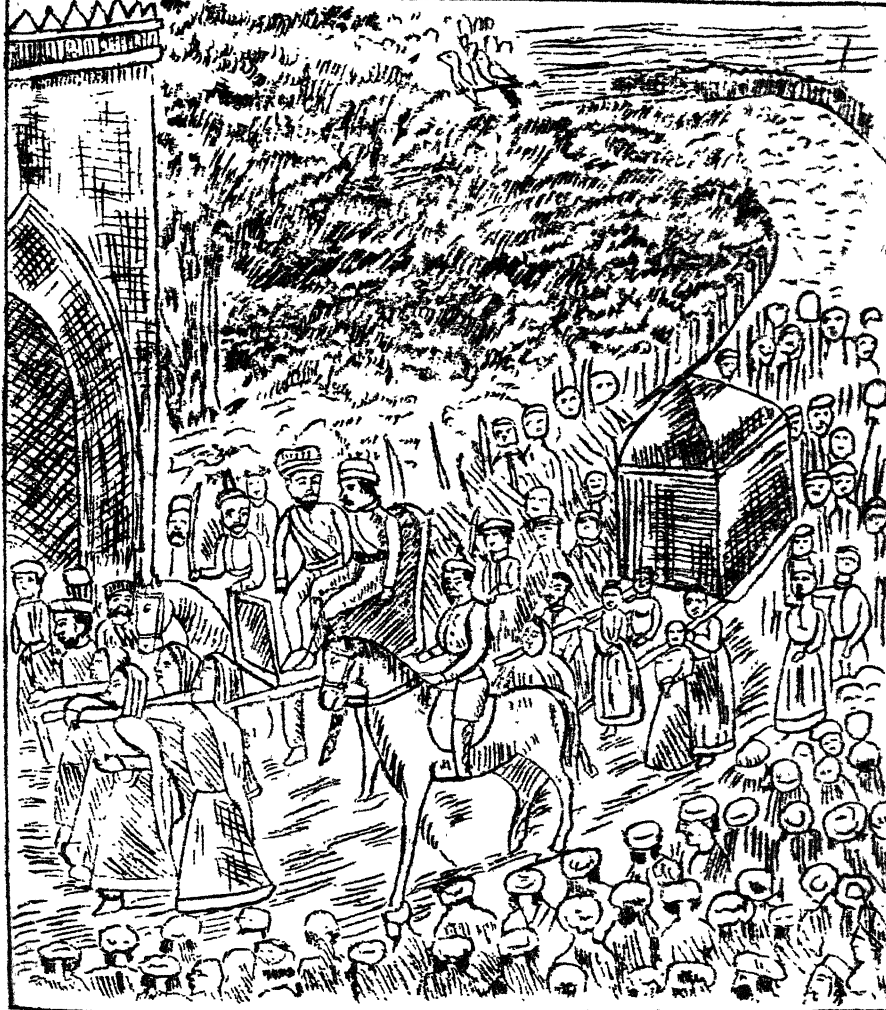
انجمن آرا منھ چھپا کر بیٹھ گئی جانعالم پاس سے سرکا بادشاہ تخت سے اُترا جانعالم کو گلے لگایا جرأت کی
تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی پھر بیٹی کو چھاتی سے لگا سکھپال مین سوار کیا شہزادے کو برابر
تخت پر بٹھالیا ترقی خواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سُرخ و سفید تخت اور سکھپال پر
نثار کیا اسقدر اشرفی روپیہ تصدق کیا کہ آج تک جو محتاج مسافر اُدھر جاتے ہین چاندی سونا
پاتے ہین نصیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس سوار ہی نوبت نشان
فوج سب سامان آ مہیا ہوا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزارون دوڑے شادیانے بجاتے مبارک
سلامت کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے جان تازہ
پائی محل مین انجمن آرا رونق افروز ہوئی سب کو شادی نو روز ہوئی محل والیون نے کہرام مچایا
بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم اسی طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت سے باہم ہون
انجمن آرا کی مان گرد پھرتی تھی دمبدم سجدہ کرنے کو زمین پر گرتی تھی کہتی تھی ہمارے دن اللہ نے
پھیرے مگر بدولت جانعالم انجمن آرا جب یہ نام سُنتی خوش کیا کھل جاتی الا لوگون کے سُنانے کو
تجاہل عارفانہ کرکے یہ سُناتی صاحبو یہ کیا بار بار کہتے ہو جو میرا مقدر سیدھا ہوتا تو وہ کون
تھا جو دن پھیرتا ہمصحبتین مزاجدان اس کہانی سے تاڑ گئین کہ آپ کی بھی آنکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اُس کی مان سرکی وہ سب پاس آ آکے کہنے لگین ہے ہے ہم تو تیری مفارقت مین مرتے
تھے زندگی کے دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جانعالم کی جو تیونکے صدقے
سے نظر آئی جسطرح ہمارے مطلب دلی ملے خالق اُسکے بھی جی کی مراد دے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری بدل
چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک مچائی ہے جو چلے کی خوبی بزرگی
خردی سب ڈوبی واہ وا تمنے میری چڑھ نکالی اپنی دانست مین دیوانی بنالی خدا جانے یہ کون ہے
اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اُسے تو کیا کوسون وہ تو مسافر بیچارہ ہے
جی مین آتا ہے اُسکا منھ نوچون جس جس نے یہ نخرا بگھارا ہے اور بھی مجھے چھیڑو گی تو رو دونگی
اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپس مین رمز و کنایے رہے تمام ملازمان
بادشاہ مع رؤساے ترقیخواہ نذرین لیکر حاضر ہوے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان
قلمرو بادشاہ ہین فقیر سے ہفت ہزاری بڑے آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کرکے ناچ دیکھین

خوشی کرین اور جسے مقدور ہو سرکار سے تو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس با فرحت و انبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت بے تکلفانہ کا یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اسقدر زر و جواہر محتاج فقیرون کو عنایت ہوا کہ کاسۂ گدائی اُن کا جام و صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین بر محل رت جگے صحنک جا بجا کونڈے حاضری دونے بڑے پان منتون کی جس جس نے مانی تھین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تڑاق پڑاق پریوش خوش گلو با انداز مع سامان و ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانے جھجھے بجانے نئی مبارک باد سُنانے لگین **مؤلف** شادی و جشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک ہووے + صد و سی سال سلامت رہے با امن و امان + حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے + وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سر پہ اسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے + بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے + خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہون **سرور** + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے +

بیان جلسۂ شادی اُس وطن آوارہ کا انکار کرنا اُس مہر سیما ماہ پارا کا اور مان کا سمجھانا اُسکا شرما کے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو اے ساقیِ گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ + جوانی کی لائے جو دل مین ترنگ + سہے کتنے صحرا نوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہون نغمہ سنج + سرود سرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی و دامادی انجمن بیان مین یون زمزمہ سنج ہوے ہین کہ جب جلسۂ عیش و طرب سے فرصت سب کو ہوئی ایک روز بادشاہ جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش تھا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جان عالم کے ہمارے ذمۂ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہے اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ عشق انجمن آرا مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہے اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا اور اُسکے پھندے سے چھُڑایا ہے اس کے قطع نظر صورت سیرت خلق و مروت ہمت و جرأت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن مین مہر و ماہ سے نرالا
مناسب کیا ضرورت ہے کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کرو خدا جانے آج کیا ہے کل کیا
ہو کا رام وزیر بفرد ا گذرا اُسنے عرض کی جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا مطلب عین تھا بادشاہ نے
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کرکے جواب باصواب حاصل کرو کل سے سرگرم سامان
شادی ہو یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو ماں نے طلب کیا اور دو چار
مشلا نیان آئو تین سن رسیدہ محلدار ین جہان دیدہ قدیم جو تھین اُنھین بلوایا شہزادی کی
جلیسین بھی یہ سُنکر بے بلائے آئین اُسنے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری دنیا کے
کارخانے مین یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی ماں باپ پاس
ہمیشہ نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے
اور خدا و رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو وراے ان باتون کے
ایک شخص سنے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سے ہاتھ اُٹھا کسی آفت سے منھ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سرکھپی اور جان جو کھون کی جب تُنے ہمکو دکھایا ہمنے تمھاری
صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے چھوٹا
بڑا اُس پر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے نہ دو
تو تم مین اُس مین بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہے وہ مرد میدان نبرد ہے
رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان وذی شعور ہے الا جانی ہمارا کہنا آرسی
مصحف مین نظر پڑے گا دیکھیے گا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سُنکر سر جھکا لیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا یہان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہے کسیکو بنایا کسیکو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھُدرے گونگے بہرے ہین وہ چاہے نہ جبین کہین نور ہے کہین نار ہے
گل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا مین کونسی شے بیکار ہے بڑون سے
اچھون کی تمیز ہے یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہے اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آیا ہے یہ شخص نہ آتا اور میرے
مقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا دی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

لمؤلفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین + ہوتا وہی ضرور ہے جو سرنوشت ہو + میری قسمت کمبخت
بڑی ہے ایک مصیبت سے چھڑا دوسری آفت مین پھنسایا ہردم کے طعنے اپنے بیگانے
کے سُننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھڑایا خدا جانے وہ کون ہے کہان سے آیا ہے اپنے مُنھ
سے میان مٹھو شہزادہ بنایا ہے آپ کی لونڈی ہون بہرصورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو
چاہ سے گر پڑون اُف نہ کرون مگر جو آپ اُسکی شکل پہ ریجھ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ یہ مقدمہ
کیا چاہتی ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہے کہ بادشاہونکے
نزدیک احسان کسی کا اُٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو اُسکا بھلا ہو کام ہو آپکا
نام ہو یہ فقرہ سُنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اُسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی واقعی وہ
بیچارہ تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے اری نادان وہ تو خود صاحب تخت و تاج
ہے اِس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا کہا حضور بس ان کا یہ شعور ہے ان کے نزدیک وہ شہزادہ
نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شے ہے کہ اِس کے واسطے اسفندیار سا
روئین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سر اُتارا گیا وہ جو دائی دادا آتون مغلانیان پرانی پرانیان
حاضر تھین بولین قربان جائین واری ماں باپ کی عدول حکمی مین خدا و رسول کی نافرمانی ہوتی
ہے تمھین انکار مناسب نہین اور خدانخواستہ یہ کیا تمھاری دشمن ہین جو راہ چلتے کے حوالے
کسی کے کہے سُننے سے بے دیکھے بھالے کر دینگی آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے نشیب و فراز
بات کا محل و موقع سوچتا سمجھتا ہے تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو کھیلنے
کودنے کے سوا قدم نہین دھرتی ہو انجمن آرا نے جواب نہ دیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو میرزادیان
اُس کی ہمنشینین جلیسین تھین جنسے اِس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین ہے ہے لوگو
تمھین کیا ہوا ہے آتون جی صاحب بے ادبی معاف آپ نے دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہے خیر یہ
صاحبو دُلھن سے صاف صاف کہوایا چاہتے ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اُڑ گئی اتنا تو
سمجھو بھلا ماں باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ نہ مانینگی الخاموشی نیم رضا بوڑھے بڑونکے
رو برو اور کہنا کیا یہ سُنکے آتون قدیم جسنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اسنے مبارکباد کہکے
انجمن آرا کی ماں کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونے لگی نواب ناظر بیگم

کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اِسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کرکے اُٹھے بمراتب نذرین گذرین
تو نقارخانون مین شلک کا حکم پہونچا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک وسلامت کی
صدا زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہے اب کسکے ملنے کی + یہ ایسا کون
بختاور ہے جسکا بخت جاگا ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ وارد
ہے تم امورات محل مین مستعد رہو ہم اُسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجالایا خلعت فاخرہ مع
ہاتھی پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی باچھین تابناگوش کھلین
فرحت کے باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اُٹھاتے تھے بادشاہ نے
رمال نجومی پنڈت جفردان جو جو ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے طلب کیے
اور ساعت سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا شکلین لکھین کسی نے پوتھی کھولی کوئی حرف
مفرد لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھک دھن مکر کمبھ مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیا ن گنکر
بچار کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد و قمر زحل کا حال مع گردش برج کہکے
حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی و دلو حوت میزان کی میزان دیکر شمار کرنے لگا
کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہے اُس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے اور
باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ شادی
بامید دیگر و امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند مین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال اور منجمان صدر نشین مسند کنشت و دیر حکم رادیان
خوش فال مانجھے کا جوڑا دُلھن کے گھر سے چلا تا مزدور سے فیل نشین زن و مرد فرد فرد بالباس رنگین
پکھراج کی کشتیون مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین پینڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا
خوان تک بسا اور دودھ کے واسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی چوکی جواہر جڑا زمرد نگار کٹورا
بٹنا ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا دریکتا بڑا بڑا لنگی لنان کی تھی بیل بوٹے مین گلستان کی تھی بٹنا
اور تیل بے میل جو عطر کشمیر پر خندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کنٹر دن مین عطر سہاگ مہک پری
ایجاد نصیر الدین حیدری ارگجہ محمد شاہی فتنے کی بو چار سو زعفران کا تختہ کھلا

کوسون تک خوان سے خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان جوان سکھپال اور چنڈولون مین زنانی سواریان اُن کے بناؤ کی تیاریان کہاریان پری جمہ برق درخشان کا عالم باہم قدم قدم اُس سامان سے وہ سب انجھا لیکے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر کے کوچہ و بازار رنگے وہان دولھانے یہان دُلھن نے مانجھے کے جوڑے پہنے منادی نے ندا کی جو سفید پوش نظر آئیگا اپنے خون سے سرخ ہوگا یعنے گردن مارا جائیگا بادشاہ نے خود ملبوس خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین شہاب اور زعفران کے سرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر گلال کے ٹیلے ٹیکرے رہے کوچہ ہر بازار کا زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین ڈوبا امیر و فقیر تھا بتاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ آج سے چوتھی تک سوائے اہلِ حرفہ اپنے امور ضروری موقوف کر گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو جو کچھ احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو جو تم سے متعلق ہون اُنکی فرد درست کر حضور مین گذرانو اُن کے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور سے ملیگا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو حکم ملا کہ جس کی جیسی لیاقت ہو یا جس کا جو شایق ہو بشرطیکہ اُسکے لایق ہو برضامندی طرفین وہ ویسا طائفہ وہان بھیجدو دکان دارون کو ارشاد ہوا دنرات دُکانین کھلی رہین قریب قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف بطرفی بادرچیخانے مین ٹھہرا ہندوؤنکو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری شیرمال فرنی کا خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین چھوٹے بڑے سب نہ کسی کو کسی سے غرض نہ مطلب پکّا پکا یا کھانا کھانا دوکانون پر بیٹھے ہر وقت ناچ دیکھنا سرکار کا کام بنانا بغلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد + کسے را باکسے کارے نباشد + اور اس سے پہلے بتعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ بابو صوبہ دارون کو شقے عاملون کو پروانے جاچکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ دو دو کوس کے فاصلے سے باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین جو مسافر گذرے ماطلبیدہٗ بادشاہ آئے بھوکا نجائے اور مژدہ شادی راہ چلتون کو سُنا شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرض کہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سے تماشبین بے فکرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر سب سامان
بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے وہی مشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار چوگھڑے روپہلے سنہرے
جڑاو ہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لاکھ خوان بحسن و خوبی بسیار پُرتکلف سب پچاس ہزار
مین مصری کے کوزے باقی مین میوہ اور قند کے جھبڑیان مرصع کاری کی بڑی تیاری کی نقرئی
دہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان نارڑے سے بندھین آرایش کے تخت بے حساب اس روش کے
جنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئے گل بوٹا اس سج دھج کا جو نقل کو اصل کر دکھلائے
آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار بے پایان سرو جھاڑ درخت میوہ دار ہزار در ہزار
لا بیان بہت تزک بڑا سامان آرایش کے گلدستون سے چمن روان ساتھ تھا سردست
یہ باغ ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر درست تدبیر نے
خوب تیاری کی نار نول کی مہندی ہزار ہا من بو باس مین دُلھن مین رنگین جسکی دید سے ہاتھ مثل
پنجۂ مرجان رشک عقیق مین اور لعل بدخشان ہو جائے ایک بار لگائے لال ہو تمام عمر کف افسوس
ملتا رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاو سینیون مین خاشمع مومی و کافوری اُسپر روشن
ملیدے کے خوانون پر جوبن آرایش و آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چہک دمک سے
مہندی لایا اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام ہمچشمون مین سرخرو ہوا برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سے دُلھن کا مکان پانچ کوس تھا یہان سے وہان تک دونون طرف بلور کے جھاڑ
آدمی کے قد سے دوچند سو سو بتی کے سربلند پانچ چھ گز کے فاصلے سے روشن اور دس گز
جدا نقرئی طلائی پنجشاخا جلتا اُن سے کچھ دور ہزارون مزدور ٹھاٹھرون پر روشنی کرتے
جھاڑ رشک سرو چراغان چمکتے جا بجا ترپولیے اور نوبت خانے بنے کتھک اتھک اُنپر ناچتے
نوبت بجتی مغرق شامیانے تنے اُسکے قریب دورویہ آتشبازی گڑی روشنی یہ روشن تھی کہ
چیونٹی سوار کو بہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرضکہ دولہا سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی پٹکا شملہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا پلٹنین آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس دکور گرجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دو رویہ باگین سنبھالے خود اپنے آگے آگے بیش قرار در ماہے دار۔ پھر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے منڈھا مین پر رنڈیان جوان شادی مبارک گاتین بیچ دھج دکھاتے طبلے
بھڑ بھڑاتین بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصبان کندھون پر دولھا کے قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ

برچھی والے باانداز چوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پر تکلف سر ہزارے ہزارون غلام زرین کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود عرقی بھرا دشت مہکتا گرد ہزارہا پنجشاخا پھنکتا سونے چاندی کی دستیان روشن جلو مین چالیس بادشاہ پُر شوکت وجاہ پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر و زیر ارکان سلطنت ترقی خواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی جانعالم کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش و خرم چلے کوچہ و بازار بوباس سے معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش وطیر حیران تھا یہ رات ہے دُلھن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین دوڑین پانی کا طشت ہاتھی کے پاؤن کے تلے پھینکا کسی نے اور کچھ ٹوٹکا کیا دولھا اُتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سو طائفہ رنڈیون کا سوا بھانڈ بھگتیے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار ربابیے سرود لیے کے حاضر تھا ناچ ہونے لگا قریب صبح قاضی طلب ہوا بساعت معین کئی سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب مطلوب کو سلک ازدواج مین منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی دیکھ اُٹھی سوزیون بولا تجھے یہ رات اے رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ہو ایک سُر مین مبارکباد

تصویر بزم نکاح جان عالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے

لگانے لگے کئی لاکھ روپیے بادشاہ نے عنایت کیے دولھا زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین ہونے لگین
وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دو بدو سورۂ اخلاص کھُلا آئینہ رونمائی
مین مرے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہو رہا ڈومنیون کا سٹھنیان گانا دولھا دُلھن کا شرمانا کبھی
ٹینے گانا اچھے بنے سلونے ہمجولیون کا پوچھنا ٹونا لگانا دولھا کا ہنسکے کہنا عرصہ ہوا کوئی دلھن کی
جوتی دولھا کے شانے سے چھوا گئی کوئی اُسی کا کاجل پارا ہوا لگا گئی ہمسنون کی چھیڑ چھاڑ
اُن کے جوبن کی بہار فقط ململ اور شبنم کے ڈوپٹون کی آڑ جبدم یہ رسمین ہو چکین تو بات
کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اسطرح جنی کہ دیکھی نہ سُنی میر حسن وہ جب پاؤن پر کی
اُٹھاتے تھے اڑا + نہین اور یہان کا عجب غل پڑا + جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے باؤہنی گائی
سب کی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دُلھن کو گود مین اُٹھایا سب کا
دل اُمنڈ آیا شور وغل مچایا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دید ہین نہ شنید ہین شادی مین غم
سلف سے توام ہے مگر ثبات بجز ذات باری کسی کو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان
ہین اُنکا حال کیا کہین مؤلف اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور گاہ + معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار سے
غرضکہ دُلھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھدیا برات رخصت
ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا دولھا پر
دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون بھباس الیا للت
رام کلی کا بجنا نقیب اور چوبدارون کا کوئل کی طرح کوکنا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا جھانجھ سے
شور جھٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کرکیتون کا سو میل کڑکا کچھ کچھ تارون کی چمک نقارون کی
صدا دھونسے کی گمک چاند کے مُنھ پر سفیدی دُلھن والون کی یاس و ناامیدی عطر کی
ہر سو لپک پھولون کی مہک سب کو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش بالسی ہار
پھولون سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کسی جا بکھر دے اور بیڑون کے
پتے کھلے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محفل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاش تیاری دُلھن کے گھر مین نالہ وزاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین پڑا
کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھ تاسف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیرانداز پر پروانون کے
پر فراش فرش اُٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت دیکھنے کے
قابل ہوتا ہے راہ چلتا بھی دیکھکر رہتا ہے اس کی لذت وہ جانے جس کی نظر سے یہ ہنگامہ گذرا ہو
کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نہ کیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خندان چہرے پر شباب کی چمک
عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید نثار ہوتا
سرچوک ہو کے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہان کی تھین ہونے لگین بکرا ذبح کیا
انگوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب یہ منتظر ہوئے کہ شام وصل
کا سرانجام ہو اُسدن جان عالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی گھڑیالی سے دن کی خبر منگوانا دیکھنے کی
گون مین تھا بدحواس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہو بے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا واہ قسمت
کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مکرر پوچھتا تھا ابھی کیا بجا تھا اُدھر
انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی لوگونکے
چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کر کے وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی عروس شب
نے مقنعۂ مہتاب سے رونپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ آنکھ بچا کر جا بجا
کنارے ہوے دولھا دُلھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوے شادی کا روز

تصویر جان عالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ
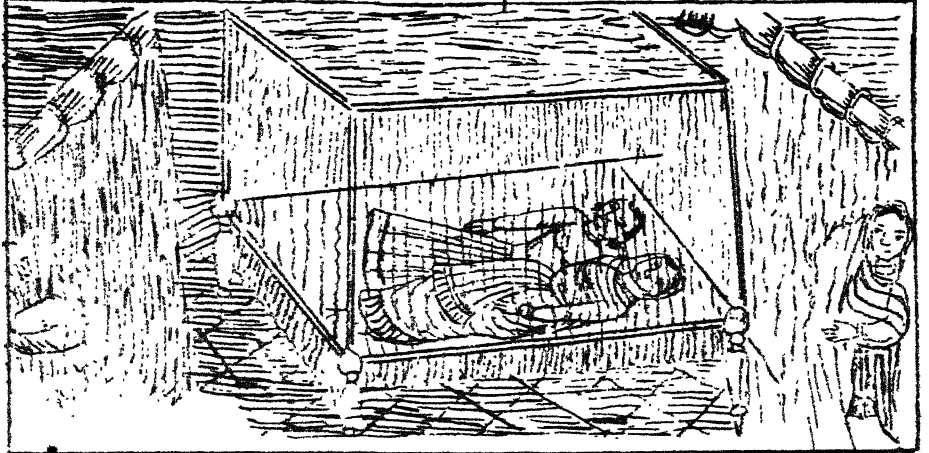
شباب کا عالم مشتاقون کا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ اور
نفقے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا اوچھ کسا خود
نشۂ عشق سے باختہ حواس تمنا ے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت طرفین سے
گرم اُدھر شوق اِدھر شرم ایک طرف ولولۂ گرم جوشی ایک سمت حیا سے منھ پر مُہر خموشی
بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہے اُس روز ہمنشینن برابر والیان
تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان ڈر دن پر چُپ رہے آہستہ آہستہ دونون نے دُکھڑے کہے جانعالم
نے توتے سے ذکر سُنکر در بدر خراب خستہ ہو کر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادے کا صدمۂ فراق
سہنا پھر طلسم مین پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اس کے نقش سلیمانی لینا وہان سے
چل دینا بکشادہ پیشانی وخوش بیانی بیان کیا مگر ملکۂ مہرنگار کی ملاقات جلکت رنگی کے حرف
حکایات اُس کی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما بات کو مطلب کی جا سے
چبا چبا کے کہا یہ اکثر ہوتا ہے کہ معشوق کے روبرو جو اُس پر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے اُس کا ذکر
کرتا ہے شیخی بگھارتا ہے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہے دل کے پھپولے توڑتا ہے
اس کی شرح گو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہے انجمن آرا نے جادوگرنی
کے قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر رو کھی صورت بنائی ناک
سمیٹی تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز
ملاقات محنت ومشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہو شرم وحیا کھو ہم آغوش ہوے رنج درکنار غم و درد مہاجرت فراموش ہوے
مؤلف یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اُٹھا + گلے سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا + سینے
سے سینہ لب سے لب ہاتھ بازون بلکہ جتنے اعضاے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہے ایک جان
دو قالب وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہے کہ ہوگئے اُستاد ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے
اُس سے + یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے + خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم برسر تکرار
دونون کے دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا ڈنڈ دریان کر رہے تھے شہزادی موقع پر ہاتھ نہ لگانے
دیتی تھی جب بے بس ہو جاتی تھی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی اسے صاحب تنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اُٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچۂ سربستۂ
تمناے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ و خندان ہوا دُر ناسُفتۂ دُرج شہریاری رشک عقیق یمن
غیرت دہ لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی چنان بردوآوردو آوردوبرد + کہ دایہ زحسرت
پس پردہ مُرد + رشک و حسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت درپردہ ہلاک ہوا تقاضاے سن
الھڑپنے کے دن اُسوقت دونون گھبرائے اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین
چادر پلنگ پہ شفق صبح پھولی غرضکہ شرماکے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی
ہنوز پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی عام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا زردلیدہ حمام
مین داخل ہوے جو جو محرم راز شریک سوز و گداز تھین اُنھون نے رات کی باتونکے پتے رمز و کنایہ مین
دیے سب نے قہقہہ مارا جب رو برو پنجیری اور شیشے مین تنبول آیا شرماکے سر جھکایا غمزہ و ناز ہر انداز مین تھا
نہا دھو خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت بمشورہ شاہزادہ
ہونے لگے بعد رسم چوتھی جانے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام بادشاہ نے
رہنے کو عنایت کیا اگر اُس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لاکھ بار
قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے نہین ناتمام رہے لکھنا بیکار رہے سو بار
خزان جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر ہو سکے خامۂ مانی بھسل جائے رشک گلزار
جنان ایک تختۂ فردوس سائی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار و گل اُسکے جور خزان سے آزاد
بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب و غرائب چہچہے نئے رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سر سبز پتے خوشرنگ پھول پھل
مزے دار گل تکلیف خار سے بری جابجا نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریوں پر مہندی کی
ٹٹیان کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولے پھولونکی
بو سے خوش سے دل و دماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر ہو ذائقہ زبان پر منھ
مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار فوارہ آبشار گرد چمن در پر ند خوبصورت قطعہ دار باغبانیان پریزاد
حور وش کمسن مہ لقا بیٹھے جوا ہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوئین
پختہ چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوا ان ڈول ہو جسے پر

نزاکت برسے بیل کے بدلے بیل گلے کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ باغبانیان مہ پارہ زربفت کے لنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس دوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا پانؤن مین طلائی چھڑے کان کی لومین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے ڈول کو سنبھال ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اُسمین ملاتی چھیڑ چھاڑ مین چٹکی لیکے اچھل جاتی ایسے باغ پُربہار مین جانِ عالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پریونکا اکھاڑہ ساتھ دین و دنیا فراموش ہردم نوشانوش باعیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہردم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگزارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنھیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار کا نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچھ دھیان اُس جگر فگار کشتۂ انتظار ملکہ مہرنگار کا

پھر مذکور اُس مہجور کشتۂ فراق سوختہ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتہ دل خون ملکہ مہرنگار شہزادے کے آنیکی امیدوار اور حکایات ضرب المثل

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام مگر غم کا قصہ ہے وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم + خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہے + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہے + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہے + یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ و ملال و نگارزان دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اُس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور از دلدار و ہمقرین غم رونا دیدۂ شادی حجلہ نشین ماتم دل ریش سینہ فگار یعنی ملکہ مہرنگار کا فرقت مین یہ حال ہوا استاد یان تک کہ اُٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسپر مرے بالین پر تم اُٹھ کے نہ آ بیٹھے + مین نام ترا لے لے دن رات جو چلاؤن + او سنتے ہوے بہرے کیونکر نہ گلا بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہے ملکہ گھلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم اُٹھاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی + مؤلف پوچھ کچھ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون +

ایسی باتین درد آمیز وحشت انگیز کرتی کہ سُننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین ملکہ نظر بخدا رکھو
حسن اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار + سوز پھر بہار
آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی آتی ہے فوجِ عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب آخر
ہوئی اے شمع تو زاری نکر + پھر وہی محفل رہی تیرا شبستان غم نہ کھا + وہ سنکر یہ کہتی کہ مین
چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون خسرو پس از انکہ من نمانم
بچہ کار خواہی آمد مؤلف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا + تب اُس کے
دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا + آج تک اُس غفلت شعار فراموش کار کی کچھ خبر
نہ آئی ہم نے غم جدائی مین جان گنوائی مؤلف تپ جدائی سے اس طرح اب بزار
ہون مین + اجل کے مُنھ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین + کیا ہے رنج جدائی نے
ایسا کاہیدہ + نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہون مین + جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے
دل مین ہے تری جا + تو سب کی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین + قرار می برد از خلق آہ و
زاری ما + سرور رنج مین کسکے یہ بیقرار ہون مین + یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہو کر
اُن درختون مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج و راحت تھین
اُن سے مخاطب ہو کر یہ کہتی اہلی شیرازی خوش آنکہ تو بازآئی و من پاے تو بوسم +
در سجدہ فتم خاک قدم ہاے تو بوسم + ہر جا کہ تو روزے نفسے جاے گرفتی + آنجا روم و گریہ کنان
پاے تو بوسم + روے تو تصور کنم و لالہ و گل را + در حسرت رخسار دل آراے تو بوسم + ہر جا کہ
غزالیست چو مجنون سر و چشمش + در آرزوی نرگس شہلاے تو بوسم + من اہلی درویش و آن
شاہ بتانی + دستیکہ ببوسم تمناے تو بوسم + اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام بادل ناکام
اُسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت شکل مہرہی گردش ہے ہمکو سارے دن +
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام +
مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوے سنوارے دن + رہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھسے وہ پیارا +
عجب مزے کی تھین راتین عجب تھے پیارے دن + نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ +
اب اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون +

ذرا تو دیکھ بخومی مرے ستارے دن + لگا یا روگ جوانی مین کیون میان جرأت + ابھی توکھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + رات کو بحال بیقرار وہ سوگوار ناچار گھبرا تی تمام شب کراہ کراہ کرسب کو جگاتی اور یہ سناتی اُستاد حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے + الٰہی کوئی کسیکا امید وار نہ ہو + وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہین بچپنی سے پہاڑ ہوجاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبراتی یہ لب پرلاتی اُستاد جیسا شب عشرت کو فلک تونے گھٹایا + کی جلد نہ فرقت کی ستمگر سحر ایسی + ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت تھے شب وصل مین سب جان کے کھانے والے + آج کیا مرگئے گھڑیال بجانے والے + شب کونالہ تھا دن کو زاری تھی دن رات اُسپر سخت بھاری تھی لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دل کو شاد کرو شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو بصحت وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت ذوالجلال سے قریب ہے تو اُسوقت بحسرت یہ کہتی مؤلف شب وصال جو قسمت مین ہے تو ہووے گی + دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہووے + ۵ مریض ہجر کو صحت سے ابتو کام نہین + اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہین + رکھو و یا نہ رکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے + ہمارے زخم جدائی کو التیام نہین + کیا جو وعدۂ وصل اُسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھو مری شامت کہ ہوتی شام نہین + وہی اُٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا + کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین + اٹھایا داغ گل افسوس تمنے دل پہ سرور + مین تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین + اُستاد آخر شب وصال کی جا پیش کی وہی + ہر دن تھا اے فلک مجھے جس رات کا خیال + معاملات عشق دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکہ آتش فراق سے بادل پر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بے قرار نالہ جگر افگار رائگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے اسی طرح سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم کھاتا ہے بھولا ہوا یاد آجائے وگرنہ ہجر مین پھڑک کر مرجائے مطلوب کو نعش پر لاکرکے اُس کی بھی جان گنواتا ہے حضرت عشق دشمن جان عاشق معشوق ہین انکے حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہے اور حقیقت مین اصل ہے بغور سنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہوجانا آخر کو جان دینا دونون کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفۂ جوار جوار دکان مین فراوان اُسکی
بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارت گر لندن غرضکہ اور تو اسباب
سب طرح کا دوکان مین تھا مگر گھر مین وہ زر درقم طرفہ ٹوم تھی فرنگ سے ہند تک اُسکے
حسن کا چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے سورت تک اُسکی صورت کی دھوم تھی
اُستاد ہے رخنہ ساز ایمان وہ زادۂ فرنگی + اسلام اب کہان ہے عاصی فراموش ہے ہزارون
انگریز بریز بریز کرتے اُسپر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب تھے
جب ہوا کھانے کو سوار ہوکر آتی تھی دورویہ خلقت کی جان اُسکی ہوا خواہی مین برباد
جاتی تھی گبر و ترسا اُسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاری اُسکا دم بھرتے تھے مسلمان دل و جان
نذر کرتے تھے مؤلف اُس بعت فرنگ کو دکھلاکے قاش دل + کہتا ہون چکھو یہ دل بریان
کا توس ہے + اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت
نوجوان سوز عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے شر بیقراری آب و گل مین
میر تھا طرحدار آپ بھی لیکن + رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن + قضارا وہ آفت کا مارا
کچھ اسباب لینے اُس کی کوٹھی مین آیا اور اُس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے
دوچار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا
دل سے ہاتھ دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اُسنے مشتری سمجھ
میزان محبت مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہار دی دن دہاڑے لٹ گیا
عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمدورفت بڑھائی
پھر تو یہ حال ہوا جرأت دن مین سو سو بار اب ہم اُنکے گھر جانے لگے + منھ چھپانے وہ لگے
ہم اُنپہ مرجانے لگے + سلف سے عشق آجتک چھپا نہین مشہور ہے اس مقدمہ مین انسان
مجبور ہے میر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا + مضطرب کد خدا اے خانہ ہوا + جب یہ امر
مفصل سوداگر کے گوش زد ہوا پاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونو نکو
نصیحت و پند کیا پھر سلسلہ آمدورفت قطع کیا کیا بھالی کا رخنہ بند کیا اُدھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اُس پر مع اسباب دکان
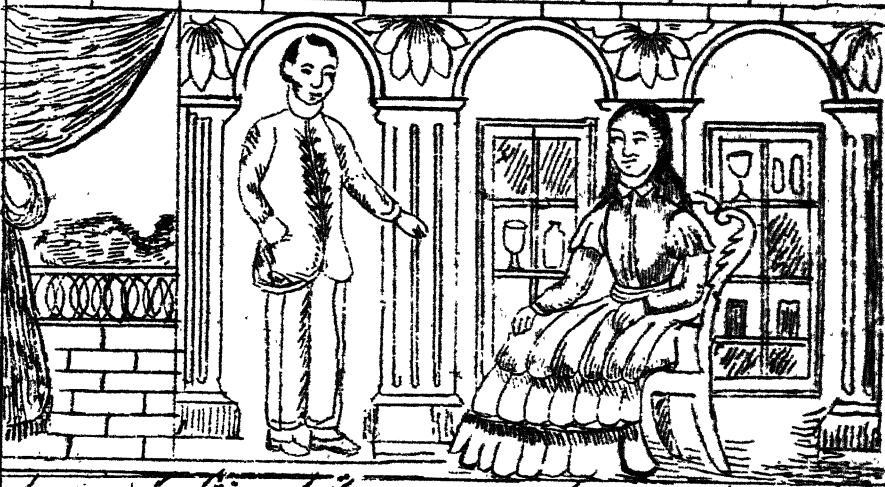
بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان صبر و تحمل کو ہیزم خشک کی طرح جلا صبر کا قافلہ لوٹ لیا میر بستر خاک پر گرا یہ زار + درد کا گھر ہوا دل بیمار + خاطر افگار خار خار ہوئی + جان تمنا کش نگار ہوئی + دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا + شوق نے کام کو خراب کیا + رفتہ رفتہ سخن ہوے نالے + لگے اُڑنے جگر کے پرکالے + یہان تک تب مہاجرت اور درد مفارقت سے حال درہم و برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اُٹھا کے صاحب فراش ہوے دل و جگر سینے مین پاش پاش ہوے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے اُستاد مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے + کہ بیٹھ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + جو جو اُسکے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتون کی سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سودمند نہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دستہ اسکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جویاے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل اسکا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر نتند دل خود رفتہ کو سنبھال تونے پسر مجسٹرٹ کی حکایت نہین سنی کہ اُس پر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اُس نے کہا کیونکر

حکایت پسر مجسٹرٹ سے بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی

تباہی شہزادی کا ملنا پھر مفارقت مجسٹن کا ساتھ جاتا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تھا مجسٹن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل
جامع ہر کمال طبیعت اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو برمحل کمالات مین یگانۂ روزگار تجارت
مین نامور ہر دیار سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا مٹی چھوتا سونا ہاتھ آتا تھا
کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسی کا خیال تھا مدام فرحت مین ملال
تھا خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمنائے دل حصول ہوتی ہے چھتر برس کے سن
مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت بشادان سرگرم پرورش
تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم اُستادان باذکا جمیع علوم اور فنون مین کامل ہوا
درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھوین سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت
مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہجائے مجسٹن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف شرط ہے
اُسنے عرض کی حضور عمر طبعی کو پہونچے سن ہین فدوی کے سیاحت کے دن ہین چاہتا ہون
کہ آپ کے بقید حیات سفر کو جاؤن جودت طبع دکھاؤن آخر مجسٹن نے دس بارہ جہاز پرمتاع و مال
پندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوے
دو مہینے کے بعد ہوائے جور گردون سے جہاز تباہ ہوگئے مجسٹن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران
ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اُچھلتا یہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین
دن تختہ کنارے پر لگا اُس کو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اُترا اور گھانس کی رسی بنا وہ تختہ
پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ بتلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار ہوا
آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا شہر مین داخل ہوا وہان عجب سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا
ہو کان ہر ایک کھلی اشرفی روپیہ کا ڈھیر اسباب سب طرح کا موجود مگر آدمی کا پتہ مفقود
اس قرینے سے معلوم ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث ہے
نہ والی ہے پھرتا پھراتا قلعہ مین آیا دیکھا باغ سرسبز پرمیوہ بیچ مین بنگلہ زربفت کے نفیس
پردے پڑے پردہ اُٹھا بنگلے مین آیا پلنگ جواہر نگار گسترده اُسپر کوئی بشکل مردہ ڈوپٹہ
تانے نہ کوئی پائینتی نہ سرہانے پڑا ہے اُسنے ڈوپٹہ سرکایا صورت نے چونک کر سر اُٹھایا

اسکی صورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سیل فنا ہے تو نا آشنا ہے اس لیے
در گذر ورنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم مین کیا ہوگا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہے
بیان کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سُنا کیونکر آ پھنسا اُسنے کہا سات دن سے
بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سُناؤن عورت بولی مدت کے بعد کھانیکا
نام تیرے منھ سے سنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو
پینے کا نام ہے اس سے نہین بیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتی متحیر ہون کیونکر
جیتی ہون مگر تنہائی مین ہان خوف کھاکے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہے جاگتی
رہتی ہے سخت جانی کی بدولت نہین مرتی ہون جرأت یہ غلط کہتے ہین بے آب و خورش جیتے ہین
لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ✦ تو اس باغ مین جا اور جس میوے پر رغبت ہو کھا
مجسٹن خک بیٹے نے جاکے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا گو نہ رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس آکے حسب و نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سُنائی پھر
اسکا ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر بے چراغ کی مین شہزادی ہون باپ میرا والی ملک تھا
مجکو سوائے سیر و شکار کے کسی امر سے سروکار نہ تھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی
دفعۃً ایک سانپ نمودار ہوا اور میری طرف بڑھا مین نے تیر مارا معلوم نہین لگا یا خطا کر گیا پھر جو
دیکھا تو اژدہائے مہیب ہیکل عجیب جھپٹا آتا ہے مین تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے
وہ طعمۂ دہن مار خونخوار ہوئے کہا نتک بیان کرون ساکنان شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان
کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ صحبت ہے کہ قریب شام وہ مار خون آشام آکر
اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہے مجھپر جب بھوک پیاس کا غلبہ
ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز
ذات پروردگار نہ تھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پسر مجسٹن نے کہا خاطر پریشان
جمع رکھ اگر فضل الٰہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے
بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھودا قلعے سے بارود لاکر اُسمین بچھائی اور دور تک نقب سی
بنائی پھر گھانس ہری اُسپر جمائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سُنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا کہ دفعتہً وہ افعی پرزہر خدا کا قہر آیا اور اپنی جگہ پر اُس سبز قدم نے

تصویر مجسٹن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ

فرش زمردین پایا بہت خوش ہوکر بیٹھا یہ تو تاک مین تھا پتھر سے آگ نکال اُس نقب مین ڈالدی فوراً ایک دہماکا پیدا ہوا وہ ٹکڑا زمین کا مع سانپ آسمان پر پہونچا دونون نے شکر کا سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون ساتھ رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوے ایکدن رنج تنہائی کی شہزادی نے شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی صاحب بہار عمر ملاقات دوستان است + چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا + کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ اگر وطن جاؤن اور مجسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضارا وہان پہونچے جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلوگے یہ سوچکر دونون سوار ہوے وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہے کہ بیان قاصر ہے مگر ایک ناریل اکسیر سے بھرا ہے دولت لا انتہا ہے جو تو اجازت دے تو اُسے لے آؤن مصرعہ بروزد طمع دیدۂ ہوشمند + مجسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا کچھ بندھا یونہی رہا شہزادی لڑکا لیے اُتری اُسکے اُترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی تکان سے ٹوٹ گئی تختہ بہ چلا ہرچند اسنے ہاتھ پانون مارے وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی بحال خراب دریا مین وہ بادل کباب یہ نکلا دل سے کہتا تھا دیکھیے مرضی ناخدا نے کشتی بادبان شکست

کیا ہے یہ چھوٹا ہوا ہے قوم عاد کا ہے اِس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لیے بہا جاتا ہے رحم کھا پنسوئی کو دوڑا جہاز پر لیا
اتفاق زمانہ مالک جہاز مجسٹن کا دوست دمساز تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس دن مین
جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجسٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ نے ملا یا یہان
چند دن سے جہاز کی تباہی مجسٹن نے سن پائی تھی غریق لجۂ غم تھا بارے بیٹے کو دیکھکر سجدہ
بدرگاہ باری کیا پوتا گھاتے مین ملا اور کلمات شکریہ اُس سے کرنے لگا اُسنے کہا بندہ پرور
خیر ہے دنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد چند روز مجسٹن
نے بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اُس نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی یہ سنکر
سمجھا مشکل پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر فیما وقع خیریت اسی مین تھی جو ہوا مصرعہ
بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے مجسٹن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا لا اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان + در عالم خواب احتلام شد
در رفت + اُسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین تین مشہور ہین
زر زمین زن یہ سب سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جائیگا مجسٹن نے کہا افسوس ہم
تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمھاری جوانی تھی اے بھائی کوئی
نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین جو تم اور وہ باہم تھے
وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی زن دوست بود وے زمانے + تا جز
تو نیافت مہربانے + چون در بر دیگرے نشیند + خواہد کہ ترا دگر نہ بیند + مصرعہ
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید + ہرچند اُس نے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اُسپر حالی کیا وہ بے مغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو + مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے +
ناچار مجسٹن نے کہا تم جب تک ذلت نہ اُٹھاؤگے اور ہمین خراب نہ کروگے اس حرکت بیجا سے
باز نہ آؤگے نہ چین لوگے اُسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب اور چند
مشیر خوش تدبیر ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہاز و نکو لنگر ہوا مجسٹن کا بیٹا اُترا مگر جہان

ویرانہ بوم و غول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بیہڑ تھا اُسے ہموار پایا بلندی نظر آئی
نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہرپناہ تیار اُسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا کسی سے
پوچھا اس شہر کا نام کیا ہے والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی
اُجاڑ ہوگیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن ہوئے
اُسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈنڈی ہے نام اسکا
شہزادی منڈی ہے مجسٹن نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش بہت ہوئے ہوگے تو سیدھے
پھر چلو اُسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اُٹھائی اُسکی صورت بھی نظر نہ آئی دو باتین کرلون تو
پھر چلون مجسٹن نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اُٹھے گی وہ کب
مانتا تھا اُنھین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے روز غرضکہ
سواری کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز کو
مہمیز کرتی آپہونچی یہ پکارا ہمنے ایفاے وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے
سلامت موجود ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اُسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہے ملاحظہ
کیا مگر جواب کچھ نہ دیا چلی گئی یہ خفیف گھر پھرا مجسٹن نے حال پوچھا بولا ملاقات ہوئی کل پھر
جاؤنگا اُسنے کہا صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائیگا بہت پچھتائیگا اُسنے دوسرے روز بیٹے کو
سکھایا کہ جب سواری قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہوگیا
مہر مادری سے محبت پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ لیے آرام تمام لیے پھرتا ہے تم بات بھی
نہین کرتی ہو بلکہ پہچانتی نہین جب سواری قریب آئی یہ تو بہت چلا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ مین تو بگڑ گیا
کہا شہزادی باگ کو روکو وہ خود تو رکی تھی باگ بھی رک گئی پسر مجسٹن بولا مؤلف

یاد ایام کہ نفرت تھی زمانے سے تجھے
فکر تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے تجھے
کبھی چوٹی کی خبر بھی تھا کنگھی کا خیال
مجکو افسوس یہ آتا ہے کہ گذرا نہین سال
تھی لگاوٹ ہی تجھے یاد نہ خلطا سبب

ہوتی وحشت تھی بہت غیر کے آنے سے تجھے
بیٹھ کر غیر سے باتونکا کبھی طور نہ تھا
بارہا مجھسے بھی ہتے تھے ترے سر کے بال
ایسی کیا بات تجھے دلمین سمائی ظالم
گرمجوشی کا بھلا کب تھا یہ بدلیکا سبب

خوف آتا تھا کہین آنے سے جانے سے تجھے
ہمین ہم تھے تجھے تری صحبت مین کوئی اور نہ تھا
پاس بچے کے سوا دوسرے سے ہوتا تھا ملال
دفعتہ سب رہ و رسم بھلائی ظالم
بیٹھنا کوٹھے مین ہمرہ مجھے تنہا سبب

جو کچھ کہ چھتے کبھی ہمنے نہ دیکھا سب
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھ سے
زمین پہ جو کہ ساری خدائی تجھ سے
اب قسم کھاتا ہوں دل نہ لگاؤنگا کبھی
ربط تو کیا ہے نہیں پاس بٹھاؤنگا کبھی
ہر زبان اور دو کے یہ ذکر رہیگا ہر بار
سر پٹک مرگئے سب پر نہ ملا وہ زہ کام

ابتو مٹی مین کیا چھید غضب تو نے کیا
ابتو تا حشر کدر ہے صفائی تجھ سے
بخدا ملنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
ذلت و رنج نہ اسطرح اٹھاؤنگا کبھی
موسم اب دل کے لگانے ہی کا جاتا رہا
گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار
گرے معشوق کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھل گیا سب یہ ترا بھید غضب تو نے کیا
وضع اپنی نہین کیا کیجے برائی تجھ سے
خوش رہو تم کہ تمہین کھو کے دل سو بیٹھے
گر طرحدار بھی پاس ہزارین پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ زمانا نہ رہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
ہیچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر اڑ کا گھوڑے سے لپٹ گیا بیچارہ نادان باتون کا سود و زیان کچھ نسمجھا جو کچھ باپ نے سکھایا تھا کہنے لگا جب کہ چکا شہزادی نے تیغہ تور سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا وہ

تصویر شہزادی سواری اسپ دلپسیر مجسٹن مع پسر خود اور تیغہ مارنا شہزادیکا لڑکے کو اور اسکی لاش

دم سے گر پڑا دایۂ اجل نے کنار عاطفت مین اٹھا لیا اہل جور سے ملا دیا پھر باگ اٹھا چلی مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اس نے کہا کیون جو ہم نے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بدنصیب بولا صبح اختتام ہے جو ہونا ہے ہو جائیگا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہی بنائیگا دم سحر جب وہ چلا مجسٹن کا جی شدہ اسکا ساتھ ہوا جسدم شہزادی کی ہوا کی پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجسٹن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ و سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس باین ریش و فش تو نے سنا نہین قال اعظم دعا دنا دثات جہان بس ہمین پسند آمد + کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم +

اس پیرانہ سالی مین تجھپر ہزار سانحے گذرے ہونگے کچھ الم و رنج کا مزا یا فرحت و خوشی کا نشہ باقی
ہے اے نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیے کس کا غم کس سے خاطر شاد کیجیے اگر عقل رسا
یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین رووُن
کیا پچھلی صحبتون کو + بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین + یہ کہکر گھوڑا آچکا را کہ پھر
سلسلہ جنبانی اس امر بمعنی کی موجب مضرت جان جانا بجستن تے بیٹے کو سلام کیا اور نہ کچھ
کلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا ہوا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا مجوب وطن پھرا جیتے جی باپ کا تم
چار نہ کی پھر اُس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول
ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سُنکر وہ فرہاد بیستون عشق شیرین زبانی سے کہنے لگا
مقولہ اُستاد کب تلک جیون گا مین موت اکدن آتی ہے + ہجر مین جو آجائے عین مہربانی ہے +
سب جلسہ سرچک کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار رجب اُسکا
حال ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہو اگر ہماری وصیت
بجالاؤگے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اُسنے کہا بعد انتقال بہ صد جلد اجنازہ
تکلف کا بناکر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹھی
جو لب دریا ہے اُسکے نیچے سے لیجانا اور دل مین یہ تھا اُستاد ساتھ وہ میرے جنازے کے
لحد تک آئے + اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + غرضکہ رات کو اُس مریض فرقت کا ہجر مین
وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال + یہ اگر سچ ہے
تو مر جاتے ہین ہم + مولف مر کے حاصل کیا فرقت ہی مین تو تمام وصال + جان دی ہم نے
مٹایا ہے خلش ہجران کا + صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچی کے عاشق محروم ناکام کا کام تمام
ہوا مر گیا شدہ شدہ سوداگر کو اور اُس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سے حال تغیر ہوا مگر
ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو بصد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست
کر بجرے کی چھت پر دھر لیا لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا سرنگے غل مچاتے باجے بجاتے
عجب سانحہ تھا ہزارہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلے آتے تھے جسنے صندوق کی طرف دیکھا
فریاد مچاتا تھا اُسیدن سے دریا دریا اشک ہر بحر کی چشم سے روان ہے شل سیماب بیقرار انہ دوان ہے

اور جسے احباب حباب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہے پھوٹتا ہے
موجون سے تلاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے جگر یعنی گلا زخم دار ہے سنان غم
سینے کے پار ہے ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت
کی پیٹھ پر سپر ہے خلاصہ یہ کہ اسی صورت سے جنازہ اسکی کوٹھی تلے آیا اور صندوق سے
اس زندۂ جاوید نے بہ آواز بلند سنایا اُستاد اے فلک آخری پھیرا ہے ہنو تجھسے گر اور + اسکے کوچے
مین جنازہ مرا سنگین تو ہو + اسی وقت وہ مہ پارہ کشش دل اور تپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار
کوٹھے پر چڑھی اور بیتابانہ پوچھا کہ یہ لاش دلخراش کس جگر پاش پاش کی ہے کہ جاجان بارگاہ
عشق سے صدائے دور باش دور باش کی ہے وہ بولے کہ یہ کشتہ تمھارا ہے رنج مفارقت نے آپکے
اسے بے اجل مارا ہے افسوس کہ اس بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر نہوئی اور کسی شخص نے عمداً
اُسے سُنا کر یہ شعر پڑھا جرأت گر جائیگا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے + سبھون سے پوچھتا ہے کسنے
ایکبار ڈالا ہے + یہ سنتے ہی وہ نعرۂ جانسوز آہ و بلد و تسینہ برملن سے کھینچکر کو دپڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اُس پر گرنا
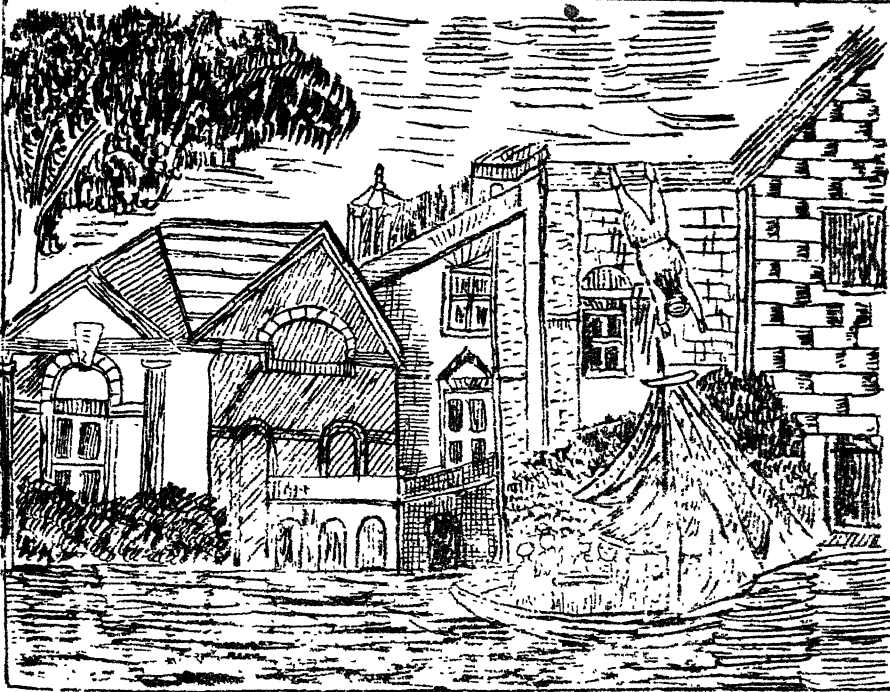
دیکھیے صندوق نعش پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ مین سو بخت خفتۂ عاشق جگا دیا
کشش محبت نے بچھڑوں کو اسطرح ملایا دیکھنے والے تھرا گئے دلگدازون کو غش آ گئے شہر مین یہ
چرچا گھر گھر ہوا منزلون یہ اخبار مشتہر ہوا اُسکے مان باپ نے بہت سی خاک سر پر اُڑا دونون کو
پیوند زمین کیا اِس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہین کیا نہ خاک ہجر کے مارون کو بے قرارون کو قرار
آیا ہزارہا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق ہے مردم + شکل تصویر
آپ مین ہے گم + کام مین اپنے عشق پکا ہے + ہان یہ نیرنگساز یکا ہے + جسکو ہوا التفات اسکی
نصیب + ہے وہ مہمان چند روز غریب + ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے + کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے
کون محروم وصل یان سے گیا + کہ نہ یار اُسکا اِس جہان سے گیا + پھر یہان سے خامۂ مصیبت نگار
حال ملکۂ زار لکھتا ہے کہ آخر کار جی تنگ ہوا تپ دوری سے یہ ڈھنگ ہوا اُستاد لگے زمین پہ اب
سب اُتارنے ہمکو + یہ دن دکھائے ترے انتظار نے ہمکو + فراق مین ترے بن موت اب تو مارا ہے +
تڑپ تڑپ کے دل بے قرار نے ہمکو + جب اپنا آہ دم نزع کنٹھ بیٹھ گیا + تم آئے بالین پہ
اَسد دم پکارنے ہمکو + صبح سے تا شام ٹکٹکی جانب در دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ زبان پر اُستاد
ذوق زبسکہ رہتا ہے آنیکا اُسکے دھیان لگا + صدائے در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا + بیاد زلف نہ تا دود آہ
سب پہ کھُلے + مین مُنہ پہ اِسلیے رکھتا ہون پیچوان لگا + ہزار خوار ہوے تجھ سے عندلیب یہان +
یہ بے ثبات چمن ہے نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی اور جان زار تڑپنے سے
دل بیقرار سے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی ۵ گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین ہیتی
ہین دو دو پہر بند + اُسوقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جان عالم کے دل کو بے چین کیا خیال
آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اُس کا کیا حال ہو گا دل نے کہا جینا وبال ہو گا گھبرا کر
دست پاچہ ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت
احباب وطن مجھ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہرحال اطاعت اور
رضا اُسکی جمیع اُمور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمنائے سیر کوہ و بیابان بے پایان ہے شہزادہ
موافق معمول دربار مین حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا بادشاہ محزون
و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کیا جو کلیجہ مُنھ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جا بجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج
فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار پُر تمکین
برس دن مین حضور کو مجھ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک سلطنت بلکہ جان تک سے دریغ نہین
وائے بر حال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کر کے مرادون سے دن کو دن نہ رات کو
رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجھ کو پالا ذولولۂ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصہ
بعید گذرا انھین میرے جینے مرنے کا حال معلوم نہین اُنکے صدمہ کو غور کیجیے رخصت بہر طور کیجیے
آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس
امر مین حضور کد نہ کرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپائدار باقی ہے
پھر شرف آستان بوسی حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کے مرونگا دین برباد ہوگا
اور دنیا مین عزت و آبرو نہ رہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور رحمت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا
یہ اب نہ رُکیگا - آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو
چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبرداد دن نے
اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ یہ غلغلہ گھر گھر ہوا خُرد و کلان بوڑھا
اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم جانعالم ذرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مؤلف چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سُست جگہ
بیٹھ رہنے کی دنیا نہین + یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سکو رہتا ہے یان + سرائے فنا
بھی عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جمکے اک جا سر ذرہ + قریبون سے اپنے رہا دور دور + طے کنندگان
ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ
بے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصویر یار ہم آغوش لکھتے ہین
کہ اُس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو
اُس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام باد ل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سرِ راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر
نے فرمایا کہ تم شہزادے کو رخصت کرو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لینگے یہ خبر
اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا بچا نوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوسرے ٹیکرے
پر اُسی دم جمع ہوئے جھٹپٹے وقت جانعالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی بادشاہ راہ کیطرف
متوجہ ہوا روشنی نمود ہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی تو پخانہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری کا
ہودج وعماری کا ہزار بارہ سو جنگی باڑہ مست چارون پھٹیان ٹنگتین بان پٹے سونڈ و نین چڑھے
بھونڈے رنگے طلائی نقرئی زنجیرین کھنکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے کلابتون کے
ہیکلین جڑاؤ مغرق گنگا ہین پڑین دور و یہ اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل اُنھین دیکھتے خوف
کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے جوڑ یدار پگڑیان باندھے
کمر مین پیش قبض یا کٹار ہاتھون مین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو بوڑی بردار ایک
چرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے ترتیل قریب ساٹھ مار
برابر دو سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے
کے دریا مین ڈوبے بیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی کے دن خود کُلہ
زرہ پہنے بائین دہنے چار آئینہ فولادی مین ہر دم روے مرگ معائنہ کرتے ہاتھون مین
داستانے خانہ جنگون کے باتے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب مین پہنچے کی
جوڑیان قبور مین سرور بہادری سے سر دو مین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت پر
برچھا ہاتھ مین تیکھا پن ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا دشیران کنام وغا مونچھون پر تاؤ دیتے
ہر بار نوک کی لیتے گھوڑے وہ خوشخرام کہ سمند سبز فام جسکا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا ہے
دیکھنے والے کہتے تھے چمن روان کیا پھلا پھولا ہے دو صفین باندھے ہوے بیچ مین پنجشاخے روشن
گھوڑے کداتے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد زرد
قبائین دربر سرخ پگڑیان سر پر آبی بانات کے پاجامے پاؤنین ہتھیار لگائے مہارین اُٹھائے
ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیونین دو دو سو کوس کا دم نجتی فلک اب تک بلبلاتا ہے
جب ان کا دھیان آتا ہے قدم قدم یہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹھیاوار کا دکھنی دہ دہ گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر
سے نہین گذرا اڑیانہ موٹرانہ رس کا خلل رنگ اُجاڑ نہ کھونٹا اُکھاڑ ساپن نہ ناگن عقرب نہ ارجل
شبکور نہین منھ زور نہین کم خور نہ مٹھانہ کھوٹا بال بھونری سے صاف حشری بگری کہنہ لنگ نہین
سینے کا تنگ نہین ہمہ تن اوصاف کسی پر جڑاؤ زین بندھا کسی پر چار جامہ دوال کو کسا
کسی کی فقط گردنی اُلٹی گنڈہ پٹہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دُمچی طرحدار پر ہما کی کلغی
لگی پاکھر پُر تکلف پٹھون پر پڑی دوگاما گام شہ گام پویہ ایبہ رہوار دُلکی کا منجا اُلیل کرتا جلودار
چنور لیے مشغول مگس رانی مین ہمرکاب تپائی بردار معقول سرگرم جانفشانی مین باگڈورین
پُر زر سائیس لیکر نکلے اُنکے بعد نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا بیکر جلو مین نصرت و ظفر یہ سب
جلوس باکر و فر آیا نوبت کی ندا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنلے سے شور و غل شہنا مین بھیرون
بھاس کے سُر بالکل نقیب اور چوبدارون کی آواز پر سوز و گداز عجب کیفیت کا عالم تھا اُدھر
نقارہاے شتری اور فیلی سے گوش کر و بیان کر ہوا جاتا تھا ایک طرف شہر کے ڈنکو نکا غول بجاتے
بجادنے کا غل مچاتا چلا آتا تھا میر سوز کہے تو مہر دمہ لیکر عصاے نور ہاتھو نمین + یہی کہتے تھے گرد و نیز
ادب سے اور تفاوت سے + پھر شکارہ کا سامان سیر شکار لائے باز آہنین چنگال تیز بال بحری بلشے
شاہین عقاب فلک سیر جہانگے طیر اُنکے قریب تازی ولایتی کتے بودار گلدانگ تازی جانبازی
کرنیوالے چیتے جو دشمنونکا بُرا چیتے بلکہ ہو چیتے سیاہ گوش در آغوش ہرن لڑنیوالے خانہ زاد گھر کے
پالے اُنکے بعد ہزار ہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چھڑکاؤ کرتا کمر مین کھاروے کی لنگیان شانو نپر بادلے کی
جھنڈیان مشکون مین بیدمشک بھرا دہانے مین ہزارے کا فوارہ چڑھا متعدد غلام بادلہ پوش
حلقہ بگوش ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پڑے منقل انگیٹھیان سونے چاندی کی لیے عنبر و عود جو سلگتے
نکلے پھر تو کوسون تک جنگل رشک تاتار مثل طبلۂ عطار ہو گیا اُنکے متصل دو ہزار لالٹین والے کم سن بلور
کی صاف صاف شفاف لالٹین لیے شمع مومی و کافوری روشن کیے وہ سب غنچہ دہن زیب انجمن
بڑھے پھر صداے اہتمام نقیبان خوش گلو چار سو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو ہاتھ نظر
آیا شاہ خاور بھی دریچۂ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت مین وطن آوارہ ہوا
دم سحر نسیم و صبا کی فر فر شمع کا جھلملا جھلملا اُداس جلنا سواری کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانورونکی سیر

ذکرحق مین وحش و طیر سرسبز درخت اہلہے پھول رنگ برنگ کے ڈہڈہے سرون کی آب پاشی صدائے
نالۂ مرغان خوش الحان سے دلخراشی خسرو انجم کا شمع ثابت وسیارہ چھپنے پیا سورج کی کرن کا جگمگانا
پھولون کی بو باس چشمہ سرد و شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سب کی نگاہ کبھی اس کیفیت پر
نگاہ اُس انبوہ پر ادھر مسافرون کی کثرت اُدھر بادشاہ پر ارمان خلق خدا با حسرت بچشم انتظار امیدوار
آمد بیادہ و سوار و تماشاے عجیب روزگار رہتے یکایک غول خاص بردار و نکلا آیا کمخواب کی مرزائی
انگرکھے گجراتی مشروع کے گھٹنے دلی کی ناگوری پانوُن مین سر پر گلنار رنگے طرحدار خاصے کے
غلاف بانات سقرلاتی بلغ و بہار گرد پوش ململ کے سینگرے ساز مطلا جھلاجھل کے زرق چچماق توڑے دار
قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جوا ہر نگار اور برچھی بردار بانداز گتے واسطے پیش قرار
در ملاہے دار راکب و مرکب جھگڑے کا عالم گرداگرد بیچ مین شہزادہ جانعالم اسپ با درفتار پر سوار برابر
انجمن آرا کا سکھپال پری تمثال ہزار بانسو کہاریان پیاری پیاریاں کمسن جسم گدرایا شباب چھایا زربفت
اطلس کے لہنگے مصالحہ کا ململ کے دوپٹے باریک بنت گوکھرو کی کرتی انگیا کاشانی مخملی کرتیان کندھون پر سکھپال
اُٹھائے باتی پیا جاتے اِدھر اُدھر جھپٹا ڈکرٹے ملایم ہاتھون مین پڑے پانوُن مین سونے کے تین تین چھڑے
کانون مین سادی سادی بالیان نشۂ حسن مین متوالیان کسی کا کان جو آلا تھا تو حسن
کی دوکان مین ناز و ادا کا نرخ دوبالا تھا انداز و ناز نرالا تھا دہ آہستہ تیوری چڑھاکے
پانوُن رکھنا کبھی سسکی جھجکی بڑی سیر تھی کئی سو سواری کا دوڑ نیوالا خواجہ سرا عجیب عجیب طرح کا
نسکٹ قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول گھوڑون پر سوار بند و بست
مین مشغول جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمایش سواری کی آرایش بڑا تزک
بمرتبہ کر و فر نہایت دھوم دھام پادشاہ کے پاس آپہونچے جانعالم نے دیکھا ظل سبحانی کے چشمۂ چشم سے
جوئے خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری گھوڑے سے کود کر آداب بجالایا بادشاہ نے بہ تبسم
فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ شہزادہ مجرا کرکے سوار ہوا جسدم جانعالم
نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بیقراری جانعالم اور انجمن آرا
کی گریہ وزاری دیکھکر تماشائی واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت سلطنت
کی فرقت ہے ایسے مہر و ماہ کے جانے سے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہو جائیگا انکا الم جدائی رنج

تصویر جانعالم مع سامان سفر و سکھپال انجمن آرا اور اِدھر اُدھر ٹیلو پر لوگ بیٹھے اور سواری روان

دشت پیمائی ہزار روز سیہ شام غم دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد رنڈی بے کہے سنے ہمراہ ہوے
غریب الوطنی اختیار کی وہان بود و باش گوارا نہ ہوئی انکے بعد چھ سات سو پالکی نالکی چنڈول محافہ
امیرزادیونکا اور انیسون جلیسون کی تین چار سو کھڑکھڑیان اور رفنس پیشخدمتونکا دو تین سو میانہ چوپہلا
مغلانی آتون محلدارون کا ہزار نو سو رتھ اکبر آبادی دو برجے سائبان دار نئے معرق پردے چھٹے
ناگوری بیل جو ثور فلک سے نہ کھیے تھے جُتے۔ اناچھو چھو چھٹی نویس باریدار لونڈیان باندیان سوار
یہ بھی قطار قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے لدے لدے
کسے کسائے چکڑے نظر آئے غرضکہ تا شام بھیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہے کہ روپے
اور اشرفیان امام ضامن کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سید مسافرون نے پائین اور کھجور کھجونکا یہ حال ہو
کہ راتب کے سوا ہاتھیونکو کلچے ملے اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کھجورین جو بٹ نہ سکین راہ مین پھینکدین وہ گٹھلین
اسکے درخت آگے کم تھے اُسدن سے جنگل ہو گئے اُسوقت بادشاہ سراسیمہ و بدحواس باحال یاس و لشکر مین
آیا وہ بسا بسایا شہر اجڑا ویران نظر آیا بازار مین جا بجا چراغ گل سر شام نگر بھی غائب اندھیرا کل جسطرف
دیکھا لوگ تھکے ماندے پھر کر پڑے سے بازار مین تختے لگے تھے سر چڑھے تھے لوگ سوز مفارقت سے دردمند
دوکانین بند جو جہان پڑا تھا شہزادی کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا دو شخص اگر باہم تھے با دل پُر غم تھے
کوئی کہتا تھا کوئی چپکا پڑا رو رہا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا بادشاہ کو
دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہان بھی چھوٹے بڑے کو غمگین پایا لوگون کے عزیز جدا ہو گئے

سب اُس یوسف رفتہ کے زندان فراق مین اسیر بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے وہ
چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت مین نقش دیوار ہو رہی تھی
آنکھوں پر زور بخار رہی تھی بادشاہ ملے سمجھایا ہاتھ منھ دھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ در دل
جانعالم اور انجمن آرا روبمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام براحت و آرام
کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ اُردوے معلی کا عجب عالم تھا ایک عالم مرد و زن ہمراہ جہان کی نعمت
تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیہ پیسا اشرفی ڈھاکے کا ریزہ بنارس کا گلبدن گجرات کا
کمخواب الماس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب اور نان بائی کچی پکائی لیے ہوے
میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی مینا بازار باغ و بہار جدا جدا ہر گنج کا جھنڈا گڑا
چوپڑ کا بازار بڑا جلو خانے کے روبرو نصف شب گذرنے تک دوکانین کھلین اکاسی دیا جلتا بھولا بھٹکا
اُسکی روشنی مین آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریونکی نگہبانی زسنگارو ندمین جھکتا غرضکہ سب
خرم و شادمان رواں تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا تھا شعر بسامان سفر با خود دل

رنجیدہ دارم + بکف چیزیکہ دارم دامن برچیدہ دارم +

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکہ مہر نگار مین پیر مرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح بعد رخصت بصد شوکت و حشمت

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جس روز ورود
لشکر فیروزی اثر ملکہ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبرداروں نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہنچایا
کہ مبارک ہو شاہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سُنتے ہی غش آیا پھر
سنبھلکر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پانوں پھیلا کے سوتا ہے اور جو میرا دل بہلانے کو
کہتے ہو تو سُن لو **مؤلف** تفریح کلفتون کی ترغیب ہے لاحاصل + بہلانے کی باتین ہین یہ دل بھی
بہلتے ہین + چندے جو یہی لیل و نہار ہے تو قصہ فیصل ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے **مؤلف**
گر اُسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے + تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے + بے احتیاط شرط
کہ اس چشم تر پہ آہ + دامن لیے ہوے ہے آستین لیے + مدفن کا اپنے ہم کو تردد ہو کس لیے + کوچہ
کی تیرے یار سلامت زمین رہے + تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب + ہم خرمن فراق کے بس خوشہ چین رہے +

جو کر انتخاب تھے صفحے پہ دہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہین رہے + کسکی خوشی کہانکی ہنسی
کیسا اختلاط + ہمکو نہ چھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے + چھٹا نہ نزع مین بھی خیال اُسکا لے سرورد
دم بھرتے ہم اُسی کا دم واپسین رہے + اس عرصے مین وہی خواص دل آرام نام بارہ دری سے نیچے
اُتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہان سے آکر اُترا ہے ملکہ ہنسکر بحیلہ سیر خواصون کے کندھون پر ہاتھ
دہر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھے پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان سپاہ فراوان ہے
خیام شاہی استادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شہزادۂ جانعالم بچند سواراسپ
صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا دل تو اُسے نچا کھچا منزلون کا مارا دشت غربت کا آوارہ دیکھا
تھا اب حچم دخم جاہ وحشم سے پایا بدن تھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ زور تماشا ہوا اُستاد
آتے ہی ترے جھلتا ہے رعشہ سا بدن مین + ہر چند کہ ہین بیٹھتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی چہرۂ پر غم
مژدۂ وصل کی سرخی سے بدل گئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اُتر سیدھا ملکہ کے باپ پاس گیا
رسم سلام بجالایا اُسنے دعاے خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا الحمد تجھین بصحت وعافیت اللہ نے کامیاب
دکھایا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد نے فرمایا شہزادی نے فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ
بھلا کرے اُسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی صفت وثنا ظل سبحانی کی زبانی سنا کرتی تھی آج
شہزادے کی بدولت سعادت آستان بوس حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا کہ اگر اجازت
ہو ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہون اُس مرد حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانۂ شماست
جانعالم رخصت ہو خیمے مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنیکی خبر پیشتر ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کے باہم گلے ملنے کی

سامان اُس اُجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش لینے کو آئی فراشی سلام کیا گلے سے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تمنے مجھے محجوب کیا مین فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند شاہ و گدا دو نون بندۂ خدا ہین الا تمھارے قدم آنکھون پر رکھون تو بجا ہے آپکے آنے سے مجھے بڑا افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی ہمنے خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتین بیگانہ وار نکرتی تو کیا ہوتا اُسکے صاحب ہمارے بھائی ہے تو رشتۂ ہمسری اور برابری ہے اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمھین ہو سرکاری اُلش ہمین ملا ہے پہلے مزا آپ نے چکھا ہے جوبن لوٹا ہے غرضکہ دو دو نوکین ہو گئین اختلاط حرف و حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہے جسوقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب مین منھ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق و محبت ملکہ کا مذکور کیا کی کہ اِس صفت کی عورت آجتک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا اُس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لایق کہان ہین لیکن مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + تم قول کے پورے ہوا قرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیز و ہمین سرفراز کرو شادی کا نام لینا منھ چڑھانا ہے نہ وہ ہم ہین نہ ہمارا زمانہ ہے آخر بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جانعالم کے ساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا کہ ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات کی ٹھہری اور اُن دو نون مین وہ راہ و رسم محبت و اُلفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری ہوئی اور سچ ہے جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہین اُنمین رشک و حسد رنج و ملال دخل نہین پاتا کٹی جلی ڈاہ بغض عداوت کج بحثی دانتا کلکل رونق کی تو تو مین مین چھوٹی امت پر ختم ہے لاکھ طرح انھین سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگون سے نے جھونٹک جھانٹا نہین رہا جاتا دو دن ایک طرح پہ صحبت برابر نہین آتی ہے زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک مین دم ہوتا ہے مؤلف

عشق مین طرفین سے الفت برابر چاہیے		جو بدل بندہ ہو اُس کو بندہ پرور چاہیے

داستان حیرت بیان رخصت جانعالم پیر مرد کا شغل بتانا چلتے وقت وزیرزادے کا ملجانا انجمن آرا کے میلانسے شہزادے کو بندر بنانا اس بیچارے کا ہزارون مصیبت اُٹھانا مع الخیر صحت پانا

مصیبت نگار و مصائب رقم	جگر چاک و مغموم میرا قلم	زمانے کے کچھ طرز لکھتا ہے یان
عجائب غرائب ہے یہ داستان	مری بات یارو یہ کرنا یقین	کسی کا کوئی دوست مطلق نہین

جو یہ دوست ہین ایسے دشمن کہین | نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین | کیا امتحان مین نے اکثر سرور
ضرورت کی کچھ دوستی ہی ضرور

قصہ کوتاہ چندے شاہزادۂ والا جاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوڑے عزیزون سے منھ موڑے عرصہ ہوا ہنوز زندگی دور ہے اب چلنا ضرور ہے وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب اُسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اُسنے بھی روکنا مناسب نہ جانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت اسقدر مال و اسباب نقد و جنس کی قسم سے شہزادیکو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پُردرد جانعالم سے کہا فقیر کے پاس کچھ نہ تھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانۂ قارون سے زیادہ کام آئیگا اگر جیتا ملاکر وگے پھر چند قدم تنہا لیجا کر بتاکر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے یاد رکھو حضرت یوسفؑ سے زیادہ صدمے سہوگے زمانہ کے اخوان الشیاطین پُر از کید آمادۂ کین ہین اسی سبب سے دنیا مین راز کہنا بُرا ہے چھپائے رہنا بھلا ہے۔ یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے سب کو یاد ہے کہ دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادرزاد ہے ؎

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی | بیچ ہی ڈالین جو یوسفؑ سا برادر ہو وے

پھر انجمن آرا پاس آیا فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگذاری مین قصور نکریگی اسے تمکو سونپا تمھین حافظ حقیقی کے سپرد کیا تو خدا حافظ سواری پہلے سے تیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش با وقار شہزادے پر بتکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اُسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتھ نکلا ہرن کے پیچھے گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھراتا پیادہ پا ادھر آنکلا اُسنے جو یہ لشکر جرار اور قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہے کہان کی تیاری ہے لوگون نے تمام جانعالم کا قصہ سُنایا یہ خوش ہوا جی مین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیر مرد جو یہان کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو جدا لے گیا ہے اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا وزیرزادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اُسی دم لباس فاخرہ پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب خیمے مین داخل ہوا وزیرزادے کو محلسرا مین طلب کیا انجمن آرا اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وہی شخص ہے جسکا الم مفارقت مدام دل مین کانٹا سا کھٹکتا تھا آنکھ سینے مین بھٹکتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے ملجاتے ہین ایک دن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام سخت دور ہوے بہم مجبور رہوے وزیرزادے کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال بیمثال دیکھ دیوانہ ہو ہوش و حواس عقل کھو نمکحرام بنا وصل کی تدبیر مین پھنسا

استاد یار اغیار ہو گئے اللہ — کیا زمانے کا انقلاب ہوا
استاد خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا — کوئی کسی کا نہین دوست سب کہانی ہے

دو چار گھڑی یہ صحبت رہی پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیرزادے کیواسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پھر جتنی جلیسین انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کے ہمراہ تھین اُسے دکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دلوادون وہ نطفۂ حرام اور خیال مین تھا عرض کرنے لگا میری کیا مجال ہے اور کیا تاب و طاقت ہے جو اُنھین بُری نگاہ سے دیکھون جانعالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہے بہ اسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مدنظر ہوا دل مین گھر ہوا تمام صعوبتین حالات سفر تلخ راہ نفع و ضرر شہزادے نے بیان کیا مگر جب پیر مرد کے مشورہ کا ذکر آتا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہے ایک روز ملکۂ مہرنگار اور انجمن آرا نے متفق ہو کر جانعالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہے ہر دم ایک شخص غیر اور جوان کو شریک صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہے اور داب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے شیطان کو انسان دور نہ جانے غیر تو کیا اپنے کا اعتبار نہ ملنے جانعالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا اُسنے تمھاری ونڈیون کا پاس کیا نہ کہ تمھارا حفظ مراتب اور مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان نہ تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا سے مخاطب ہو کر کہا برلے خدا انصاف کیجیے خاطر کی نہ لیجیے انکے حق مین کس بیوقوف کو تامل ہوگا آپ اگر عقل کے دشمن ہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے نام ڈبوتے تو بھلا سچ کہو شرمندہ ہو جبین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا غواص فکر کو محیط تامل مین غوطہ زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کا جنگل کا حوض وہ اسمین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی یا از خاندان ملاہی تھی جانعالم کھسیانا ہو گیا کہا بات اور مسخراپن اور کہان کا ذکر کس جگہ ملایا کیا میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو سمجھو شعر

عشق ازین بسیار کردست و کند — سبحہ را زنار کردست و کند
استاد کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہے — کیونکر کہ حواس اپنے مین پاتے ہین خلل ہم

بھلا اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرمائے تو یہ کہانی لاسکتے ہین

رنڈی ہون ناقص عقل سب کہتے ہین بھلا صاحب اگر مجھ سے بیوقوفی کی حرکت ہوئی تعجب نہین شکر کرنیکی جا ہے کہ
آپکا مزاج بھی میرا ہی سا ہے آخر یہ بات ہنسی مین اڑگئی گر وہ مکار ہر کوچ و مقام مین وقت کا منتظر تھا ایک روز
بزم اندوز شہزادے کا خیمہ صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار گرچہ ہمہ تن خار خار پرآزار مین ہوا فضائے صحرا نے
کیفیت دکھائی پھولونکی خوشبو دماغ مین سمائی جابجا چشمے روان دیکھکر یہ لہر آئی کہ تنہا وزیرزادیکا ہاتھ پکڑ
لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی طلب ہوئی جسدم جانعالم کی آنکھونمین سرور آیا اختلاط کا زبان پر مذکور آیا اس دغا شعار
غدار نے وقت تنہائی صحبت بادہ پیمائی نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادے نے ہنسکر کہا
خیر ہے وہ بولا جو شرط رفاقت حق خدمت دنیا مین ہوتا ہے غلام سب بجالایا مگر محنت و مشقت غریب الوطنی
دشت نوردی کا عوض خوب بھرپایا جب آپ سا قدردان بات کو چھپاوے تو پھر اور کسی سے کس بات کی امید ہے
جانعالم نشے مین انجام کار نہ سوچا اس فیلسوف کے رونے سے بیچین ہوگیا کہا اگر تجھے یہی امر ناگوار ہے تو سن لے
جو اسرار ہے مجھے ملکہ کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اسنے پوچھا
کسطرح شہزادے نے ترکیب بتادی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہے
شہزادہ اٹھکر جنگل کی طرف چلا چند قدم بڑھکر بندر مردہ دیکھا کہا دیکھ مین اسکے قالب مین جاتا ہون یہ کہکے
شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اٹھ کھڑا ہوا وزیرزادے کو سب ڈھنگ یاد ہوگیا تھا فوراً وہ کور نمک زمین پر گرا
اپنی روح جانعالم کے قالب خالی مین لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا
مین پھینکدیا شہزادے کا نشا کرکرا ہو گیا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را علاجی نیست
وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختون کے پتون مین چھپا پھر تو با دلجمعی تمام

تصویر بندر کے قالبمین آنا جانعالم کا اور وزیرزادیکا جانعالم کے قالبمین آنا اور اپنا قالب ٹکڑے کرنا

وہ نطفۂ حرام لہو کپڑوں پر چھڑک بید حڑک ملکہ کے خیمے مین آیا رویا پیٹا چلایا کہا اسوقت ستم کا حادثہ ہوا مین وزیرزادے کے ساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا اُسے اُٹھا لیچلا ہر چند مین نے جانبازی سے شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا اگر اُسے نہ چھوڑا لے ہی گیا ملکہ نے تاسّف کیا سمجھا یا قضا سے کیا چارہ یہی حیلۂ مرگ اُسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا کے پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الاگھبرایا ہوا باہر چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمے مین آئی وزیرزادے کا مذکور تعین رہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تھا پریشان ہو کر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی راہ مین ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا منہ تکتی تھی اپنے سایہ سے بھڑکتی تھی خیمے مین اُترتے وقت کسی نے چھینکا تھا خواب متوحش نماز کیوقت دیکھا تھا تم بھی بفضل الٰہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آج کی حرکتین شہزادے کی غور کرو خلاف عادت ہین یا مجھی کو وہم بیجا ہے انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادے سے محبت کیسی تھی رنج والم بُرا ہوتا ہے بدحواسی مین کیا ہوتا ہے القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنے کی تھی اسے اندر کا حال کیا معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جوقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا شہزادہ وہان بیٹھا ہے مگر مضطر اسنے پوچھا آج کہان آرام کروگے وہ جھجک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا یہین سو رہو شہزادے نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا اسکا بہت خوب کہنا ملکہ نے بُرا مانا انجمن آرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے مین لائی روئی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کیواسطے کچھ مفصل بتاؤ وہ بولی غضب ہوا قسمت اُلٹ گئی شہزادے سے چھٹ گئی خدا کی قسم یہ جانِ عالم نہین وہ بھی شہزادی تھی گو سیدھی سادھی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خراب جو ہو سو ہو تم یہین سو رہو پھر حبشنون اور ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو اسوقت شہزادہ کیا اگر فرشتہ آئے بار نہ پائے یہ خبر سنکر وہ بیحاڈرے اکیلے اور خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہے ملکہ نے کہا دیکھا اگر جانِ عالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا اُسے کسکا ڈر تھا اُس کا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہے اُسوقت ملکہ نے ماجرا غیر کے قالب مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانیکا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے سے کہا ہوگا یہ فساد اُسکا ہے ہمین اُس کی چتون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا تھا سمجھایا تھا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اُس کا مزہ پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین گو

تھی زور نے پیٹنے مین کٹی انجام کار کا تردد و تفکر رہا کہ دیکھے شیشۂ ناموس تنگ سنگ ظلم سے کیونکر بچتا ہے اور کیتی تھین

اُستاد کے تیغ جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہو وے بھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو

اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبرداروں نے اُس بنے شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفریہ ہے - یہان سے پانچ کوس شہر ہے حاکم یہان کا زرہ پوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا ادھر یہ بیچاریان ڈر سے با دل صد چاک اُدھر ملکہ کے رعب سے وہ بچا بھی خوفناک ساعت بھر بیٹھ کے اُٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان کے بادشاہ نے سنا کہ لشکر بے شمار سپاہ جرار شہر کے متصل آپہونچی اُسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر کو چند تحفے دیکر استفسار حال در پردہ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کر کے من و عن حضور مین عرض کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ جانتا تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر اذکار ہر شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار اور اچھا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا درم رخصت خلعت فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا حسن اخلاق دبدبۂ شوکت و صولت آئین سلطنت رعب و جرأت کا اُس کے اس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہو کر سوار ہوا خبرداروں نے اس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی اسکی صورت پر غش ہو گیا فصاحت پر عش عش کرتا رہا بصد تکرار شہر کا تکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی سجائی خالی ہوئی اس کو اُتارا لشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ و انجمن آرا سر چوک دو محلسرا برابر خالی ہوے شہزادیان وہان اُترین چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا اگرچہ جانعالم بندر ہے الا اُسکے جینے مین اپنی مرگ کا خوف و خطر ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اُسے جان سے مار ڈالیے پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کے نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی داڑھی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپے پائیگا اہل شہر بندرون بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر تڑواتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اُس سفاک نے
کیے جب بندر کم ہوے دام بڑھے بحدیکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوے دو کوس چار کوس گرد و پیش
نام و نشان بندر نرہا عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوے آجتک متھرا اور بندرابن اور اودھ بنگلے مین
خستہ تن ہین بلکہ اُس زمانے مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصۂ درازگذرا وہ بندرون کی کثرت جوزی
اُس کسرے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض ہر شہر مین ہر طرف غلغلہ ہوا سب کی یہی معاش ہوئی
ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اُس بستی مین بستا تھا مگر محتاج مفلوک
بہزار جستجو ڈھنگا پو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار پیسے کو بیچکر جورو خصم
روٹی کھاتے اگر خالی پھرا فاقے سے پیٹ بھرا ایک روز اُس کی جورو کہنے لگی تو سخت احمق ہے
دن بھر جانورون کی تلاش مین در در خاک بسر اُلو سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا پھرتا ہے
اسپر جو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسی طرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ
آئے تو برسون کی فراغت ہو جائے لالچ تو بڑا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی
پکا اور جسطرح بنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤنگا نصیب آزماؤنگا اُسنے
مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات رہے چڑیمار جال پھٹکی پھینک لاسا لکیا چھوڑ ٹٹی جو دھوکے
کی تھی وہ توڑ روٹی اور چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختون مین
ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سنیے شہزادہ جو بندر بنا تھا اُسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو دیکھا
تھا اور سر تڑوانے کا حال سُنا تھا بد حواس پریشان سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہر طرف چھپا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنیکی مع شگاف درخت

کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُسروز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب ضعف
و نقاہت سے ایک درخت کے کول مین غش ہوکر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پانوٗن آکر گردن
پکڑی اُسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اُٹھایا یقین ہوا زیست اتنی تھی
آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہوکر چھلکا یکا یک الٹ گردون دون انا للہ و انا الیہ راجعون چڑیمار
نے کمر سے رسی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل کہا اے
شخص کیون خون بیگناہ راندۂ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہے مصیبت زدے کو اور دکھ دیتا ہے وہ بولا
کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہے اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہے بلا سے مگر تیرا چھوڑنا ناروا ہے
آج قسمت آزمائی ہے نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی ہے تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لونگا چین کرونگا یہ
سُنتے ہی سن ہوگیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت سے کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہے
کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے
گیا تھا طائر مطلب دام و دانہ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا دو کلمے یہ سُنیے جسدن
شہزادہ گرفتار بلائے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ دل گرفتہ خود بخود گھبرائی رو رو
یہ بیت زبان پر لائی اُستاد ہوئی کیا وہ تاثیر اے آہ تیری + تھی آگے تو کچھ بیشتر آزمائی + انجمن آرا
سے کہا تمنے سُنا یہ کمبخت بندر پکڑوا سر کٹواتا ہے یقین جانو جانعالم اسی ہیئت مین ہے اور آج خدا
خیر کرے صبح سے بے طرح دل ناکام کو اضطراب ہے جان زار کو پیچ و تاب ہے گھر کاٹتا ہے غم کلیجہ چاٹتا
ہے معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑا گیا یا اور کوئی آفت تازہ ستم نو بے اندازہ چرخ کہن دکھائے گا

ہنسی کے بدلے رُلائیگا میر	جس سے جی کو کمال ہو الفت	جس کی جانب درست ہو نسبت
جنبش اُسکی پلک کو گر ہان ہو	دل مین یان کاوش اک نمایان ہو	یار کو درد چشم گر ہو وے
چشم عاشق لہو سے تر ہو وے	وان دہن تنگ یان ہے دلتنگی	حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور فزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت گئی
مان باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آبلے پڑے ہین جان کے لالے پڑے ہین مصحفی

مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا	دل مین دشمن کے بھی یارب نہ چبھے خار اپنا

اور جسکے واسطے آوارہ و سرگشتہ ہوے یہ صدمے سہے نحوست بخت نا فرجام گردش ایام سے اُسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ تا سنخ مجھے فرقت کی اسیری سے
رہائی ہوتی + کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری + کوئی
بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی + ہوں وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل میں بھرتا + غم عالم کی اگر اس میں
سمائی ہوتی + یہاں تو وہ باتیں تھیں ادھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے لگی۔ بندر
سوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہے اگر نرم زبانی سے مذکور آفت آسمانی
سنے اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا اے نیک بخت خوف نکر

تصویر چڑیمار کی بندر لیے ہوے اور اسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا

دو باتیں میری گوش دل سے سن لے گنواریاں جی کی کڑی بھی ہوتی ہیں۔ بندر کا بولنا اچنبھا سمجھکر
کہا کہہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلائے محن گھر سے دور قید سے مجبور ہیں ماں باپ نے کس کس
ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھلانے کو گھر سے نکالا یہاں تک در بدر
حیران پریشان کر کے برے دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہو کر آئے المستاد
پیدا کیا خدا نے کسی کو نہیں عبث + لایا مجھی کو یاں پہ جہان آفرین عبث + اب صبح کو جب ہم
مارے جائینگے تب سو روپے تمھارے ہاتھ آئینگے۔ خون بے گناہ کی جزا حشر کے دن پاؤگے
بیکنٹھ چھوڑ نرگ میں جاؤگے پیسا روپیہ ہاتھ کا میل ہے اس پر جو میل کرتے ہو کتنے
دن کھاؤگے دھبہ جیتے جی نہ چھوٹنے کا دھوتے دھوتے مرجاؤگے۔ اگر ہمارے حال پر
رحم کروگے خدا اور کوئی صورت کریگا سو روپیہ کے بدلے تمھارا گھر اشرفیوں سے بھریگا ہمارے
قتل میں گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا

مرنے سے برا ہے لیکن خدا جانے ارادۂ ازلی مشیت ایزدی کیا ہے ہماری تقدیر مین کیا کیا لکھا ہے جو خدا کے نام پر نثار ہے اسکا اسکا ہر حال مین مددگار ہے تونے بادشاہ یمن کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت بندری دو بائین لالچیون کی قضا آئی جائین گنوائین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے جب گھر گئی جدھر پھیرا اودھر پھر گئی - بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف کرکے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہے سناؤ مہراج

فسانۂ شاہ یمن سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا راہ مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر سلطنت ہاتھ آئی

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک اسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج و تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جبدم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین احتیاج پکاری مین برآئی یہانتک کہ لقب اسکا خدا دوست نزدیک و دور مشہور ہوا - ایک روز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہے تو سہ تین دن مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید انھین حکم ہوا کہ جو اس کی نافرمانی کریگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اٹھا سائل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا کہا کیا قصد ہے سائل بولا پہلے تو وہ فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزا ملا ہے خدا تاج و تخت مجھے یک لخت بخشدے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیکر کچھ نہ ہیہات لیا فقط لڑکون کا ہاتھ مین ہاتھ بی بی کو ساتھ لیا دل کو سمجھایا کہ

تصویر سائل کی تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکونکو ساتھ لیکر چل نکلنا

اتنے دنون سلطنت کی حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھیے گو جاہ وحشم مفقود ہے مگر شاہی بہرکیف موجود ہے اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا قل سیروا فی الارض ہے۔ دنیا جاے دیدہے عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا تھا غرضکہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چست کیا اور چل نکلا دنیا کا اور نقشہ ہے مصرعہ کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است + کل وہ سلطنت ثروت کروفر افسر وتاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس کبھی چار کوس بے نقارۂ و کوس ہزار رنج وتعب چلنا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین ہر روز راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافرخانے مین بادشاہ اُترا اتفاقاً ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اُترا آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار سیر کرتا ہوا مسافرخانہ مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی چھپی نہین رہتی **سعدی** حاجت مشاطہ نیست بروے دلآرام را + سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آکے سلام کیا یہ بیچارے اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ نے سلام کا جواب دیا اس عرصہ مین وہ غدار حیلہ سوچا بہت افسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر ہون قافلہ باہر اُترا ہے میری عورت کو درد زہ ہو رہا ہے۔ دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی کر رہا ہون ملتی نہین تو مرد بزرگ ہے کچ ادائی

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا کرلے بھاگنا

نہ کر اس نکبخت کو اللہ میرے ساتھ کر دے اسکے واسطے سے اُسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ ایک بندۂ خدا کا
مفت خون ہوتا ہے یا اللہ کا نام سن کر گھبرائے بی بی سے کہا زہے نصیب جو محتاجی مین کسی کی حاجت
برفع ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نکر اسنے دم نہ مارا سوداگر کے ساتھ روانہ ہوئی دروازے سے باہر
نکل اُس غروب سے کہا قافلہ دور ہے مجھے آئے ہوے عرصہ گذرا ہے آپ گھوڑے پر
چڑھ لین تو جلد پہونچین وہ فلک ستائی فریب نہ جانتی تھی سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر
بیٹھا باگ اُٹھائی قافلے کے پاس آکوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا پھینکا اُسوقت اُس
نکبخت نے داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روئی پیٹی چلائی آہ وزاری اُس کی اُس بیرحم سنگدل کی
خاطر مین نہ آئی بادشاہ پہر بھر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیے دیکھیے وہان کیا ماجرا ہوا بیٹون کا
ہاتھ پکڑے سرا سے نکلا ہرچند ڈھونڈھا نشان سے سوا قافلہ کا نشان نہ ملا وہ گرد اُڑتی ہوئی
دیکھی جرس کی صدا سُنی نہ پانون مین دوڑنیکی طاقت نہ بی بی کے چھوٹنے کی دل کو تاب سیطرح
عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریادرس بحسرت ویاس قافلے کی سمت دیکھکر
یہ کہا مصحفیؔ

تو ہمرہان قافلہ سے کہیو اے صبا	ایسے ہی گر قدم ہین تمھارے تو ہم رہے

ناچار لڑکون کو لیکر اُسی طرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح راہ سے یہ ناآشنا نہ وہان سیاح کا گذارا ایک نعرہ مارا اور ہر طرف ماہی بے آب سا

تصویر بادشاہ کے دریا پر پہونچنے کی اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین گرنا
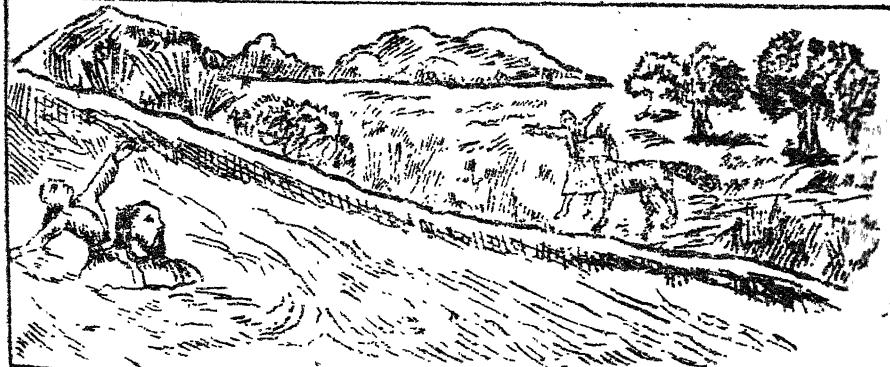
وا ہی تباہی پھرا پہر کا مل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار نہ ہوا اگرچہ ڈھب ڈھب ڈصبانے کا ڈھب

تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اُٹھا دریا مین در آیا نصف پانی بصد گرانی طے کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اُٹھا لیچلا وہ چلاّیا بادشاہ سُنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے کا لڑکا پانی مین گر پڑا از بادہ مضطرب جو ہوا غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی بھر کیف کنارے پر پہونچا دل مین سمجھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا چھوٹا ڈوب مرا نیرنگی فلک سے عالم حیرت بی بی کے چھٹنے کی غیرت بیٹون کے الم سے دل کباب سلطنت کے دینے سے خستہ و خراب اسی پریشانی مین شکر کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا اور شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی اُدھر آیا اُس ملک کا یہ دستور تھا کہ جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت و ساکنان شہر وہان آکے باز اڑاتے تھے جسکے سر پر بیٹھ جاتا اُسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوڑ چکے تھے ابھی کسی کے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا تھا کہ باز اُسکے سر پر آبیٹھا لوگ معمول کے موافق حاضر ہوئے تخت روبرو آیا ہر چند یہ تخت پر بیٹھنے سے باز رہا کہا مجھ گم کردہ آشیان کو سلطنت

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگون کا اُس کو بادشاہ بنانا
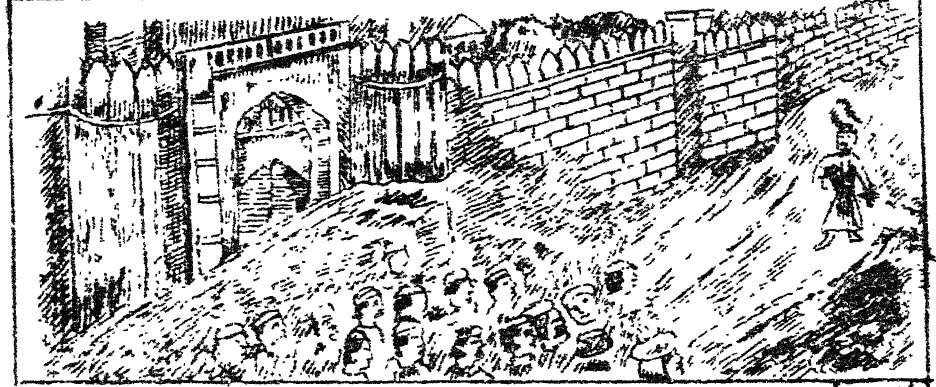
شایان نہین ہے مین نے اس عملت سے اپنے مرزبوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت سے منھ موڑا ہے مگر وہ لوگ اُسکے سر پر باز کا بیٹھنا عنقا سمجھ نہ باز رہے جو شاہین تھے تاڑ گئے پر مین پہچان گئے کہ یہ مقرر ہمارے اس سلطنت پہ قصہ مختصر دگڑ جھگڑ تخت طاؤس پر بٹھایا نذرین دین توپ خانے مین شلک ہوئی بڑے تزک حشمت سے اشیائے سلطنت کا شاہ دولت مین داخل کیا تمام قلمرو نقد و جنس اشیائے بحری و بری انکے تحت حکومت قبضۂ تصرف مین آیا گزشتے پرنام جاری ہو منادی نے منادی ڈُنڈ بجر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا وہ لیٹر گردن مارا جائے گا ہے شعر

دل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین　　کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے

کارخانۂ قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و عسرت عزّ رفیع سہ

عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی　　فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

یہ سلطنت تو کرنے لگا مگر افسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا مفصل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان یاد آتے تھے ظل سبحانی آہ کو لب پر لاتے تھے۔ اب اُن لڑکون کا حال سُنیے جسکو بھیڑیا اُٹھائے لیے جاتا تھا اُدھر سے کوئی تیرانداز سبکدست آتا تھا اسنے چھڑا دیا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اُسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اُلجھایا وہ دونون لاولد تھے اُسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لابقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے۔ جل جلالہ کیا سنگ تفرقہ فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا۔ چند عرصے مین بیٹونکی مفارقت نے بادشاہ کو بے چین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اُسی کا نام ہے بچھڑے ملانا اُسکے روبرو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف و عسرت نقشے بدل گئے تھے قطع اور ہو گئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت نمائی ہے۔ بہم ہوے مگر جدا رہے۔ لیکن بادشاہ بہ محبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سنا ہے کامل کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دن مین معتمد و مقرب ہوے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی عملے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بھی اُس عورت ناراض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سُنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ وارد اُس سے زیادہ خلیق و غریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحائف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اُسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر نے حریف جانا مگر بادشاہ اُسکو ذی اعتبار سیاح دیار دیار سمجھ بیشتر اطراف و جوانب کا ذکر سُنتا ایکدن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گھر نہ جانا

کچھ پوچھنا ہے وہ بیٹھا تو مکدر و پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا یہ باعث عنایت بی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہے اُسکو فدوی سے اغماض ہے اُسکی نگہبانی بذات خود کرتا ہون ایسا نہو کل کے راز پنہان فاش کرے حماقت تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہمارے ذمہ ہے۔ وہی لڑکے بسکہ معتمد تھے خاص دستہ اُن کے ہمراہ کر پاسبانی کی تاکید کی لڑکے آداب بجالا کے سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تھا۔ در خیمہ پر کرسی بچھا دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنۂ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ کہو جو نیند اُچٹنے کا بہانہ ہو اُسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنوگے نیند کیا کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی اے عزیز باتمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ بعد سلطنت سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تم سے بہت مشابہ تھا اُسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادی کو لیگیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے آگے چلکر دریا ملا نا ڈبیڑا کچھ نہ تھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اُٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے نے پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا خود غوطے کھانے لگا۔ پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیر اندازنے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ پاس لایا وہ روکر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والے کے باعث ترے تھے پھر دونون بغلگیر ہو ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آکر حال پوچھنے لگی اُنھون نے ماجرائے گذشتہ بیان کیا وہ پردہ اُلٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم آج تک سوداگر کی قید مین ہین اُسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اُسوقت سب نے پہچانا سوداگر کو قید کیا صبحدم جب جلاد سپہر شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم کا ہمسفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان یہ رنگ مچا تھا وہ ظالم ستم شعار بدرجۂ ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے تھے بیزار دن رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اُسے مارا خلق کا ہی سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو مع تمنائے قدم بوسی تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی محبت وطن دلمین جوشزن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی قطعہ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر یوسف کہ بمصر پادشاہی میکرد میگفت

گیا بون کنعان خوشتر + القصہ بین مین آیا دونون سلطنتین قبضہ مین رہین جب بندر نے یہ فسانہ تمام کیا
پھر کہا اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پر شاکر تھا ایک سلطنت
کی دو پائین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اُنھون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلائق
رہینگے جتنے نیک ہین یہ قصہ سنکر بد کہینگے رنڈی ان باتون سے بر سر رحم ہوئی۔ بندر کی تسکین
کی کہا تو خاطر جمع رکھ جبتک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اُسے روٹی
کھلا پانی پلا کھنڈری مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اُٹھا بندر کے لیجانیکا قصد کیا عورت نے کہا
آج اور قسمت آزما پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہمپر ہتیا لگے
بن آئے نہین توکل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاء اللہ رنڈی تو خدا پر شاکر
ہے تو مرد ہو کر مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ ٹپک جھٹک جال پھٹکی اٹھا لاسا کمپا لے
ٹٹی کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر گھر سے خراب ہوکر دو تین جانور لاتا تھا اُس روز دن بھر مین پچاس
ساٹھ جانور ہاتھ آئے پھٹکی بھر گئی خوش خوش گھر پھرا کئی روپے کو جانور بیچے آٹا دال نون تیل لکڑی خرید تھوڑی
مٹھائی لے بھٹی پر جا ٹکے کا ٹھرا پیا ہاتھ پانون پھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا مفلسی کا غم بھول گئے
جورو سے آتے ہی کہا اری ہنومان جی کے کدم بڑے بھاگوان ہین بھگوان نے دیا کہ آج روپیا دو لئے اتنے جانور
ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی پھر روٹی پکا آپ کھا کچھ اُسے کھلا پڑ رہی بندر بچارا
سمجھا چندے پھر جان بچی جو فلک نہ جل مرے اور اسکا رشک نہ کرے مؤلف کیا شاخ گل پہ بھول کے
بیٹھی ہے عندلیب + ڈرتا ہون مین نہ چشم فلک کو بُرا لگے + جب لایا یار پاس ہی لایا یہ اے سرور +
لگا ہے نہ نخل غم مین ثمر اس سوا لگے + اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنون مین
گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہوگیا قضارا کوئی بڑا تاجر سرا مین اس بھٹیاری کے گھر مین اُترا جسکی
دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا لیے
مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہے اُسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا
ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم
رہتے ہین سوداگر نے کہا ادھر آ سن یہ کسکی آواز آتی ہے بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا اس صدا سے مجھے دل
لیتا ہے اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ لڑکے کو دونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی بندر باتین کرتا تھا اُسے دیکھ چپ ہو رہا

بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا بہنے اسے بچونکی طرح پالا ہے اپنا دُکھ ٹالا ہے شہر
پُر آشوب ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اُترا ہے ایسا نہو یہ خبر اُڑتے اُڑتے اُسے پہونچے بندر چھن جائے
ہمپر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آ کے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تھا
اُسنے کہا دیوانی ابھی وہ آواز کسکی تھی بغور سنیے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بولی طبیان ہون
بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا سُن ہے اری بندر کہین بولتا ہے
پھر بولی جی گریب پر درصدکے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت
خلجان بمرتبۂ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک
عورت دوسرا مرد تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری سچی ہے وہ سوداگر
کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اُسنے کہا بھید کھلگیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بندر ہمین دو
جو احتیاج ہو اسکے جلد زمین نو نہین بادشاہ سے اطلاع کر دونگا یہ بچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون
رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی چڑیمار سے کہا اے شخص فلک کجرفتار
گردون دوّار نے اتنی جفا پر صبر نہ کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضاے الٰہی پر راضی
ہو مجھے حوالے کر دو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے
چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون چڑیمار نے
کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت و مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی
سوداگر کے ساتھ جانے پر راضی ہوگیا بڑا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے
کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تمپر خرابی لاؤن آخر کار بہزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون نے قسم لی
کہ بادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکے عوض بہت کچھ دیا بندر کو
سرا مین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع

اے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون | مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
گریان بشکل شیشۂ و خندان بشکل جام | اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد | جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اے عزیز آتش کاروان نقش پاے یاران رفتگان ظاہر ہون مگر پنہان ہون بلبل دور از گلزار گم کردہ آشیان

صیاد درپئے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہے زمانے کی شکایت ہے حاجت روائے عالم محتاج ہے تخت ہے نہ افسر ہے نہ وہ سر ہے نہ تاج ہے غریب دیار چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب اُنھین میرا غم ہوا مرنے سے ہم اسلیے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین مرے جاتے ہین مجھے دام مکر مین اُلجھا یا دوستونکو میرے دشمن کے پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجیب سانحہ پیش آیا میر تقی

سخت مشکل ہے سخت ہے بیداد — ایک مین خون گرفتہ سو جلاد — کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق
بیکسی چھٹ نہین ہے کوئی رفیق — آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے — اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے
لب ٹھہرتا نہین ہے پائے ثبات — ایک مین اور ہزار تصدیعات — مصرعہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل +

مگر آج خوش قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہے انتشار طبیعت برطرف ہو تو بجمعی تمام آغاز سے تا انجام اپنی داستان غم سانحۂ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھا یہ بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہے کہا اطمینان خاطر رکھ تیری جان کے ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی غزلین پڑھین نقل و حکایات مین سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش ہوا اگر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اُسے بندر کی باتین سنواتا وہ استعجاب سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر اُس کور نمک محسن کش کے گوش زد ہوئی سُنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے پتہ لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر شاد نہین طبیعت بہلانے کو اسے بچہ سا لیکر فرزندون کی طرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے بندر ہے مگر عنقا ہے مفارقت اس کی خانہ زاد کی جان لے گی آیندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہان سے خالی پھرا وہ ظالم اظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہاں بھیجدو نہیں تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان مٹا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زبون ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین جسطرح بنے سوداگر سے پکڑکر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سرا مین آیا بندر دست بستہ زبان پر لایا کہ اے مونس غمگسار و فاشعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش بیکار ہے سراسر بیجا ہے قضا کا زمانہ قریب پہونچا درنا کامی دل ہے مبادا کسی طرح کا رنج میری دوستی مین تمھارے دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا بُرا بھلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے جو کہا وہ سر کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضاے شدید ہوا اور دن کم رہا بعد رد و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دے کے اُس شب مہلت لی اور صبح کیوقت چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرعہ زر بر سر فولاد نہی نرم شود + اس عرصے مین یہ حال تباہ و ماجراے جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس باتین کرتا تھا وہ کل مارا جائیگا مختصر کہ اُس کشتۂ انتظار مایوس دلفگار یعنی ملکہ مہر نگار کو بھی معلوم ہوا وہ شیداے جانِ عالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہے افسوس صد ہزار افسوس اب کیسی تدبیر کیجیے جو اس بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیرزادے کو کوس پوچھا دم سحر کدھر وہ سوداگر جائیگا یہ تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی ہر سمت کی گذرگاہ ہے یہ سنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی اور ایک تو تا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہڑ تھا تماشائیون کا میلہ سا ہو گیا جس وقت تاجر باختر نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہو کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط باندھکر چلا بندر سے کہا پریشان نہو جب تقریر سے اور اصراف کثیر سے کام نہ نکلیگا جو بن پڑیگا وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد ادرع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد سوداگر کا سراسیمہ آگے بڑھنا تھا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بندر لوگون سے

مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا میر سوز

برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون — جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون
اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دہر کے — تصویر ہون وے لب حسرت گزیدہ ہون
صیاد اپنا دام اٹھائے کہ جون صبا — ہون تو چمن مین پر گل عشرت چکیدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین — بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
غم ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون — سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون

صاحبو دنیائے دون نیرنگی زمانۂ سفلہ پرور بوقلمون عبرت و دید کی جا ہے گرما گرم آیند و روند کا بازار ہے کس و ناکس جنس ناپائدار لہو و لعب کا خریدار ہے اپنے کام مین مصروف قضا ہے جو شے ہے فنا ہے معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلۂ جبر و اختیار ہے کوئی کسی کی عداوت مین ہے کوئی کسی کا شیدا ہے جسے دیکھا آزاد نہ پایا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہے سود کی امید مین سراسر زیان سری ہونے کا سودا ہے اُسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بے زبان ناچیز کو یہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعون مین چہرہ لکھ دیا باتین سُننے کو ساتھ چلے آتے ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہے حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتے ہو یہ رحیمی کی صفت ہے شان قہاری دیکھو اُسی تقریر کی دھوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل ہے وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اُسے آرام و چین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جائے آزمایش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و آسایش ہے دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان ہو کر زمین پر پانوُن نہین دھرتے ہین جب سر کو اٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین خاکسارون کے سر کچلتے ہین آخرکار حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان اُس کی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سے پاس رہے خست سے چھوٹ جائے یاس و حسرت سے پھر عمر بھر ہاتھ دھرے رہتے ہین ناسخ

دنیا اک زال بیسوا ہے — بے مہر و وفا و بے حیا ہے
دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن — رہتی نہین ایک جا پہ جمکر
مردون کے لیے یہ زن ہے رہزن
پھرتی ہے ہر رنگ زرد گھر گھر

انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسی نے دھریا محمودی کا دیا یا حریر کربلا کسی کو گزی گاڑھا میسر ہوا بصد کرب و بلا اُسنے صندل کا تختہ لگایا

اُسنے پیر کے چیلون مین چھپا یا کسی نے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسینے مر مرکے گور گڑھا پایا کسیکا مزار مطلا منقش رنگارنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر دونو کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا لاسکا بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک نے نہ بنایا کہ دونو مین یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدۂ پیر ہے سو یہ بھی خوش نصیب نیک کمائی والے گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ دھکر مر جاتے ہین لوگ در گور کہکے چلے آتے ہین کُتے بلی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن گور بے چراغ صحرا کا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہے تمنا چھٹ کوئی پائنتی نہ ہوتا ہے سالہا مقبرون کی عمارات عالی اور ساز و سامان کی دیکھا بھالی مین سریع السیر ہے ہزارون سنج گور بے چراغ غریبان کی دید مین بیٹھے بٹھائے سہے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث اُسکے سریر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلون کو قدرت حق سے گنبدونمین آشیانۂ زاغ و زغن بمنارون پر مسکن بوم شوم قبر پر کُتے لوٹتے دیکھے میر

مزار غریبان تاسف کی جا ہے
وہ سوتے ہین پھرتے جو کل جابجا تھے

رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جبر بن ہے بہار پر غور کیا تو پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق ہر کوئی پیچھے کرتا ہے کسی کو قلق ہے نوش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہے مؤلف

بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا
صیاد کو سر پٹک کے روتے پایا
گلچین کی بھی نیند اُڑ گئی لیک سرور
جو اہل دول تھے اُن کو سوتے پایا

مدتون صداے مرغ سحر کے پنج اُٹھائے کبھی دم نہ مارا شکوہ لب پر نہ لائے برسون زلزلے اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف اُسکا عین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی حرم محترم مین مسکن رہا گاہ دعوی رہائی گنشت و دیر کی عالم سے آیہ حدیث وعظ و پند ناقوس برہمن سن سر دھنا وہ بدکیش مانع ملت صنم لطف زیست حظ نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش

رخنہ پرداز اہل ایمان و دین کا رہزن تھا تامل کیا تو ان دونوں سے دور حسد بغض بے بہا معلوم انکے نزدیک انکا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے اور کو برا سمجھے مطلب کی بات بہمات دونوں کی سمجھ میں نہ آئی باین دانائی ان سے خدا سمجھے مؤلف

اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے
کتنی یہ بری سمجھ ہے اچھا سمجھے

دنیا فقط رہگذر ہے ہر دم مثال تار نفس در پیش سفر ہے تا زیست ہزاروں مفسدے ہیں فی رہے مرنیکے بعد بازپرس کا خطرہ ہے کسی طرح انسان کو مفر نہیں کونسا نفع ہے جسکی تلاش میں ضرر نہیں حاصل کار یہ ہے کہ دنیا میں جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم کرے تا مقدور کسی کی خاطر نہ برہم کرے دگر نہ شعر

نیم شبے آہ زند پیر زال
دولت صد سالہ کند پائمال

دل شکستہ کی دلداری یا فتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دوچار ہو جائیں تو مال سے بالکمال سے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایات ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے منہیات کا مانع ہو رنج کا حال ہے سب رنگ میں شامل رہے زمانے کے مکروہات سے گھبرائے نہیں صحبت غیر جنس سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہیں دولت کا اعتبار کیا مفلسی سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہے جینا مستعار ہے اسپر کسکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے رہائی یہاں سے انجام ہے شعر

کسی کے مرگ پہ رنے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز
بہت سا رو لیے اُن پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں

عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانہ قارون کی فکر میں ہر ایک صبح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل لاحاصل کوشش اس امر میں سراسر بیکار ہے بقول ناسخ

ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت
جو علم و ہنر رکھتے ہیں وہ ہیں محروم
مانوس ہے بل احمق و خر سے دولت

روپے کا جمع ہونا جوا ہر کی تلاش میں دنکا جاگنا چاندی سونے کی امید میں رات کا نہ سونا سیمین تن لعل لبوں سے بہم ہونا جنھیں میسر ہر بار ہے انھیں مفارقت دینا ناگوار ہے اور یہ کلام ہے مؤلف

یاں کے جلنے سے جی اُلجھتا ہے
کیا ہی دلکش سرائے فانی ہے

سلف کے اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو سزاوار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر مے بینم

لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے سودا

سے چرخ جب سے ابلق ایام پہ سوار
رکھتا نہین یہ ہاتھ عنان کا یک قرار
جنکے طویلے بیچ کئی دن کا ذکر ہے
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ اُدھار

اور جب وعدہ آپہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج ظفر موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز دوا قربا پنجۂ ملک الموت سے چھڑائے اگر یہی مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و قدوس دارا و سکندر بصد حسرت و افسوس جان نہ کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسیکی بر لائے یا نام نیک چھوٹے یہ البتہ کام آتا ہے ورنہ دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے پابند ہنا خراب ترک کرنے والا نایاب ہے شعر

ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ
کچھ بڑی ایسی کائنات نہین

شعر
اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن
جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

قطعہ
دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است
صید اجل است ہر کہ جوان و پیر است
ہم روے زمین پر است وہم زیر زمین
این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر است

الا مقتضاے عقل یہ ہے کہ عالم اسباب مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نہ رکھے ہمیشہ اپنے بھلے سے بُرائی کی ہے جو گیا یہان سے یعنی جہان گذران سے اسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوان پیر تک حقیقت مین نفس امارہ سخت ناکارہ ہے اسکو بہر کیف پچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چند بہ نیکی نام یادگار رہے شعر

اس طرح جی کہ بعد مرنے کے
یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے

دنیا مین کسی سے دل نہ لگائے کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مر جانے کی بات ہے معشوق باوفا عنقا کی طرح ناپیدا ہے اور پُر دغا ہرجائی ہر جا مہیا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دل سے دور کرنے مین جان کی آسائش ہے مولف

کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے
خراب و خستہ مین اس دل کی آرزو سے رہا

فکر دلسے قسمت ہاے نادانی کہ جب نشۂ جوانی کا موسم پیری مین خمار اُترتا ہے اُسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر
روتا ہے وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے ناچار مولف افسوس ملکے پچھتاتا ہے گذشتہ را
صلوات کہکے دلکو سمجھاتا ہے آدمیونکو بندر کی تقریر دلخراش پر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پندگاہ
کلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند کبھی سخنان وحشت افزا سنا تا چلا جاتا تھا اہلِ دل طبیعت کے گداز سے
روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پر درد پر ضبط ہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جنازے کی طرح ہاتھی کے ہمراہ تھی ایک
عالم کے لب پر نالے تھے فغان و آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کے جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلب
سوداگر سے بولی ایکدم ٹھہر جا مین اسکی تقریر کی مشتاق ہون سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے کہا اے مقرب بے زبان
اگم کردہ خانمان اگرچہ اب ہم کس لایق ہین مگر تیری داستان ظلم و جور کے شایق ہین بندر نے آواز پہچانی پہلے تو خوب
رو دیا پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست خویشتن فریاد + میر لیئے نکہ کہیے
کوئی نہین آگاہ + اک قیامت بپا ہے یان سر راہ + کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز + ہے جہان اس سے سب سخن پرداز
بس تغافل نکر ترحم کر + گوش دل جانب تکلم کر + شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند + دو تین ہاتھ
جبکہ لب بام رہگیا + افسوس یار نے عیاری کی دغا سے یہ نوبت ہماری کی جبکا رونا ہمین ناگوار تھا
وہ ہمارے لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرھوین صدی ہے نیکی کا بد سے بدی ہے محبوبون کی
تمنا دل مین رہی وطن جانے کی حسرت آب و گل مین رہی دوستون کا کہا نمانا وہ آگے آیا پچھتانا پڑا
بے اجل جلاد کے فریب سے ذبح ہوے طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے زندہ در گور ہوے الحق دنیا
دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا تھا ناحق لوگون نے دار پر کھینچا
غرض جو بولا مارا گیا جان سے بچارا گیا کہتے تو کہا پر سوچکر بات بنائی جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اُس
اکفر کو پہونچے تو یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال سے دنیا مین نہال ہوتا ہے یہ بگینا دگونے کے سبب
ناحق حرامزادی کی بدولت حلال ہوتا ہے مولف کمال شے زوال شے ہے اُسپر لاکھ حاسد ہون + بھلا
نازان ہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا + خدا جانے ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند مُنھ کسکا + ہوئی ہے عید
غیر دن کو ہمین ہے چاند خالی کا + مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین کلہاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی
مصرعہ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی + شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر + تو
گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث + اب سر دست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینہ چشم مین مدنظر ہے

ہماری ہمین کو خبر ہے کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہے جو جانتا ہے وہ دیکھتا ہے جسے خبر نہین اُس نے
آہ و فریاد تمھارے واسطے غریب دیار ہوے اور تمھارے سبب قتل کے سزاوار ہوے **شعر** بجرم عشق توام میکشند
غو غائیست ✦ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست ✦ ان باتون سے رہے سہے شک ملکہ کے برطرف ہوئے
سمجھی جان عالم یہی ہے جو ابر بادیا کہ جو جانتے تھے اُنسے کیا ہو سکا انجان کو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا بندر کی نگاہ جو پنجرے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا وقت ہے
ہنگامۂ و تلاطم تو مچا تھا کسی نے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی گود مین لیٹ کر توتے کے قالب مین
پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا بندر مر گیا

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کے قالب مین لانا بندر کو اور مرنا بندر کا
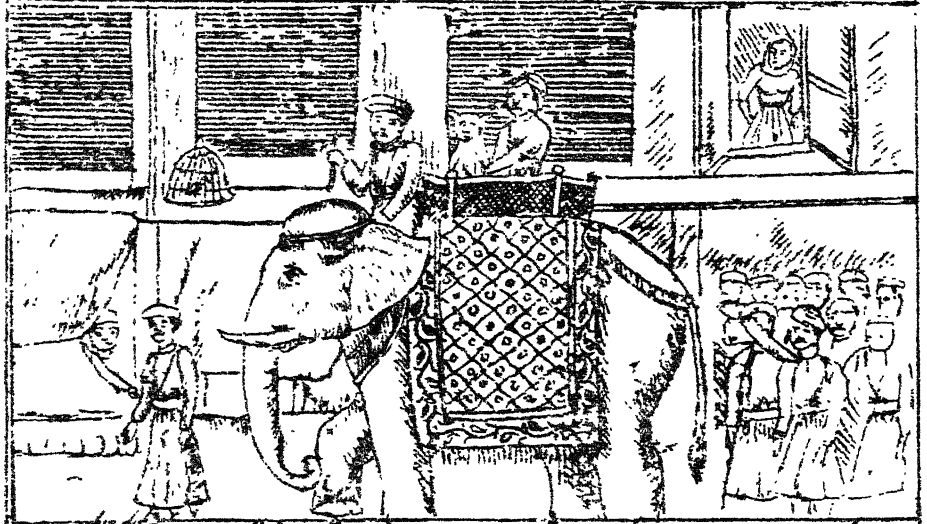
چاہا ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خواصی مین بیٹھا تھا سمجھانے لگا بندر پر و شکر کیجئے جانے
شکایت کا موقع کیا ہے حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے مان باپ کو چارہ نہین مرجانا بجز حمقا عقلمند کو
گوارا نہین اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چھین کر مار ڈالتا جان کھونیکی جگہ تھی صبر کیجیے جو خدا کی مرضی اُسکی رضا
مین مجبوری ہے چلیے صبوری ہے صابرونکا مرتبہ بڑا ہے اُنکے حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمنے سُنا ہے کہ نہین
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن غرض تماشائیو نپر جو یہ حال کھلا رونے پیٹنے کا دونا شور و غل مچا سب متفق ہوئے یہی کہا
بسکہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب کو بن حیل تھا سامنے جانیکی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود مین جان گنوائی بنا قتل
جو ثابت ہوا خوف سے مر گیا داغ تقریر ہائے صفحۂ دل پر دھر گیا یہ خبر اُس کا فر اکفر کو پہونچی اُس پر بھی چین

نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہان ملکہ مہرنگار پنجرا لیے بیٹھی لوگونکو پاس سے
سرکا دیا میان مٹھو نے ہو بہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سُنا دیا کہ اس طرح نشے کی حالت مین
اُسکے روفے پر عمل بتایا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنایا پھر چڑیمار کے حال مین پھنسنے دو بست دیئے
دشمن پہنچے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تجسے لایا ملکہ نے
کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالے جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہے یہان یہ گفتگو تھی کہ اُس
نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ آتا ملکہ بات نکرتی خفیف ہو کر
اُٹھ جاتا اسروز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے دیکھا اس سے دب گئی ہمکلام ہوئی اب
جلد ہی نکر دام روز فردا مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے اس سے فیصلہ شرط ہے ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا
اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ
خوبصورت سا ہمین بھیجدو پالینگے رنج کو ٹالینگے یا توجپ رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ بچا بہت خوش ہوے
اُسی وقت ایک بکری کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اُسکے روبرو بچے سے کھیلا کی
دو تین روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے بچے کو دبا کر ادھموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے کو جلد بلا لا
عرض کرنا اگر دیر لگاؤگے جیتا نہ پاؤگے یہ خبر سُنکر وہ محلسرا کا عازم ہوا ملکہ نے پنجرا اُس ہلاے اوج سلطنت کا
پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچہ کو گود مین اُٹھا اس زور سے دبایا کہ وہ مر گیا ہنگام نا
اسکا نالہ و فریاد کرنا گریبان چاک کرنیکی کھیڑا پاک کرنیکی تدبیر کی وہ بیقرار ہو کر بمنت بولا ملکہ ہزار بچہ اس سے اچھا
ابھی موجود ہوتا ہے تم کیون روتی ہو ملکہ نے اُسی حالتمین کہا مین کچھ نہین جانتی تم سے ابھی جلا دو جو میری
خوشی چاہتے ہو وہ بولا بھلا مردہ کہین جیا ہے کبھی کسی نے ایسا کام کیا ہے ملکہ نے رو کر کہا واہ تمنے میری مینا جو
جلائی تھی جب مین بلبلائی تھی یہ دلمین سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی کارخانے مسبب الاسباب کے
معروف و مشہور ہین دنیا مین مثل ہے کہ کرد کہ نیافت جس نے جیسا کیا ویسا پایا ہر فرعونے را موسی قطعہ
اے یار جو کوئی کسیکو کلپا ویگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا + اس دار مکافات مین سُن لے غافل +
بیداد کریگا آج کل پاویگا + وہ بدحواس پوچھنے لگا ہمنے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی تم پلنگ پر لیٹ رہے تھے
وہ جی اُٹھی تھی یہ پتہ بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینک دیا وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح
بکری کے بچے کے قالب مین لایا وہ کودنے لگا ملکہ مہرنگار نے گود مین لیا پیار کیا وہ سوچا دو گھڑی ملکہ

کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب مین لیجاؤنگا مطلب تو نکل آئے یہ نہ سمجھا فلک کی گھات ہے فریب کی بات ہے چرخ کو کچھ اور منظور ہے اب اُس جسم مین جانا بہت دور ہے شہزادہ جانعالم یہ سب معاملے پنجرے سے دیکھ سُن رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم مین لا اُٹھ کھڑا ہوا یہان وہ بزدلا جانعالم کو دیکھکر تھرا گیا خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بُری ہے کوئی دم کو گلا ہے اور چھُری ہے ملکہ نے جلد دو انجھر وہ پڑھکر

تصویر وزیرزادے کی پلنگ سے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کے قالب مین لانیکی اور جانعالم کا اپنے قالب مین پروازکرنا
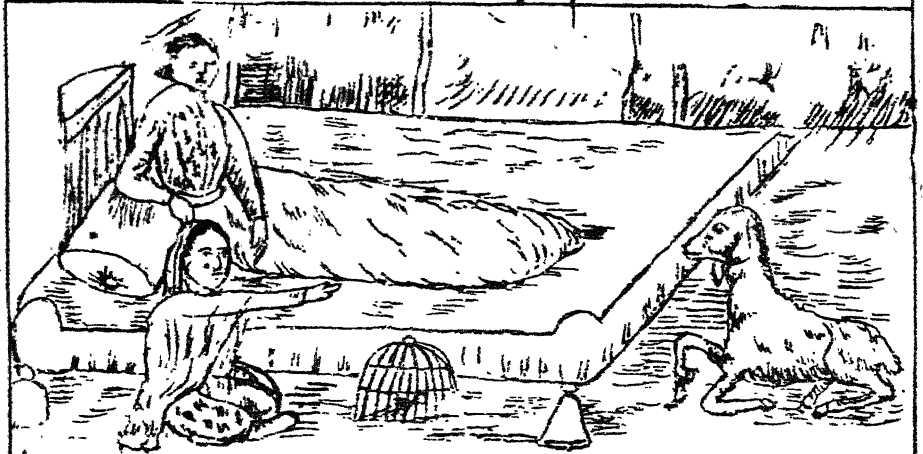
پھونک دیے کہ وہ اُور کے قالب مین روح لیجانا بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالے نے تمھاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا بچھڑے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہے وہ بکری کا بچہ بیدین وزیرزادہ ہے یہ کہکر تینون عاشق و معشوق گلے مل مل خوب روے جو جو محرم راز تھین دو دو تین مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اُسیوقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادائے شکر نعمت خلعت و انعام ہر اقسام کا عنایت کیا وطن آنیکا وعدہ حتمی لیا پھر چڑیمار اور اُسکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بسفارش غضنفر شاہ اُس مملکت کے چڑیمارون کا چودھری کر دیا پھر لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونے کو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخر کار بدقت تمام و طول کلام و درازی ایام مفارقت والدین کہکر اُسے راضی کیا پیش خیمہ اسی دن لدگیا دو چار دن رخصت کی دعوتون مین اور لگے اخیر جلسے خوب دھوم دھام کے ہوے اپنے عمل تک وہ ساتھ آیا تمام لشکر نے یکا یک پایا پھر رخصت ہوے وہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے

ورود لشکر نصرت اثر دشت پُرخوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا ساحرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف پتھر بنانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگرنیونکی لڑائی شہپال کا قتل فوج کی رہائی

نگارندۂ داستان عجیب ۔ یہ لکھتا ہے پھر ماجراے غریب + طلسم جہان دیدہ کا ہے مکان + پھنسے اسمین رہتے مین پیر و جوان
و لیکن ہنسا جو کوئی غنچہ سان + ہوا مثل گل دستبرد خزان + جسے ہمنے دیکھا وہ تھا دل حزین + خوشی کی جگہ یہ ہے دنیا
نہین محرران جادو نگار سحر ساز راقمان فسانۂ ہوش ربا حیرت پرداز نے لکھا ہے کہ جان عالم ہر صبح مثل
مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے مین پھر اُسی دشت بلا
صحراے خار خار جہان حوض مین کود پڑا تھا وارد ہوا حوض کے متصل سراپردہ خاص نصب ہوے گرد لشکر
نصرت اثر اُترا انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہوا تماز شام کیواسطے جدا خیمے
مین تشریف لایا نماز پڑھ کے کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار بچھی تھی اُس پر لیٹ رہا سستی کے باعث
غنودگی سی تھی کہ دفعتہً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادہ جان عالم کی
عمر دراز ہو نصیب دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ نقش سلیمانی
اور لوح دیجیے دھو کر پلا دین عارضہ مزاج مطلوب بد مزگی طبیعت محبوب سُنکے بیقرار ہوا کچھ نیند کا خمار کچھ طبیعت کا
انتشار دیکھا نہ بھالا نقش و لوح حوالہ کیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے جانعالم
بہت دنون اُڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گئے

تصویر جانعالم کے پتھر بننے کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیونکا دعائین مانگنا

شجاعون کے دل تھراگئے محل مین رنڈیون کو غش آگئے گھبرا کر شہزادے نے اُٹھنے کا قصد کیا جگہ سے ہلا نہ گیا
غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہگیا جو کھڑا تھا اینٹھا رہگیا ہر طرف غل اور
شور تھا جو پڑا تھا زندہ در گور تھا کچھ دُکھ کچھ ہنسی تمام فوج آفت ناگہانی مین پھنسی عجب کھلبلی مچی نامردی کی
بال بچی کل لشکر انسان سے حیوان تک نیچے کا دھڑ پتھر کا اور اوپر کا جسم بدستور آہ و نالۂ و فریاد و بکا سب لشکر
مین بپا تھا اور محلسرا مین بھی یہی ہنگامہ مچا تھا ہر ایک گرفتار بلا تھا وہ رنڈیون کی زاری انجمن آرا کی بیقراری
علی الخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و آسمان کانپتا تھا جب وہ یہ کہتی تھی شعر ہر دم زمانہ داغ دگرگونہ در دہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد + تمام لشکر مین از شام تا پگاہ ہر ایک کے لب سے نالۂ جانکاہ بلند رہا
جسوقت ماہ دم سرد بھرتا نقاب سیاہ روے تابان پر ڈال کر غمکدۂ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور
آفتاب جگر سوختہ مشرق سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی خوفزدہ
دیکھنے لگے اُس ابر سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک رنڈی اُس پر سوار وہ بھی آتشبار
شہزادے کے خیمے مین اُتری جانعالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر پناہ و در ہا موت قریب
آئی قسمت نے کس جگہ لا کر نیرنگی دکھائی وہ بولی جانعالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا وہی جو تھا
اُسنے کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیر مرد کی نشانی کہان ہے جسکے بھروسے پر کودتے تھے اگر زندگی مع
لشکر درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت اور محبت مقدم جانکر ہمسے داد و مدار کرو نہین تو
مین ایکدم مین سب کو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن کردونگی دشت لاشون سے بھر دونگی شہزادے نے کہا ہمارے
لوح دل پر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے عادت سے مجبور ہون بیوفائی سے دور ہون جو کہا
سو کہا جو کیا سو کیا اگر قضا آئی ہے مرنے سے کیا چارہ ہے مگر جیتے جی بات جانی کب گوارا ہے یہ سنکر وہ جلگئی غصے سے
رنگت بدل گئی کچھ بڑبڑا کر جانعالم پر پھونکا یا نصف پتھر تھا اب حلق تک ہو گیا حسرت و یاس سینے مین بھری تھی
تصویر آذری سی پلنگڑی پر بے حس و حرکت دھری تھی وہ تو اژدہے پر چڑھکر اُڑی اور پکاری اجل سید آجکے دن اور رات
مہلت کی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون اپنی گردن پر لیا یہ سنکر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ
آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیمون سے گھبرا کر پکارتی تھین جانعالم جواب دیتا تھا یہی آواز کا سہارا
انکی زیست کا سبب تھا اب تا حلق پتھر ہونے سے وہ جرس قافلہ گم کردۂ راہ دشت غربت سے بے صدا
ہو گیا وہان صبر کا راہبر جدا ہو گیا ہر چند دونون چلائین شہزادے نے مطلق جواب نہ دیا بولا بھی نہ گیا

پھر ملکۂ مہرنگار بادل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میرحسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نتھا + کہ جس کے عوض یون رُلانے لگا + مژدہ اے مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی سے بچی ہم نے ناکامی مین جان دی چرخ ستم شعار نہ وہ رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا مُنھ حیرت سے تکتی تھی اور روتی تھی نہ بین کر آتے تھے نہ غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولکر کہتی تھین ہے ہے ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے + مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے + لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے کان بہرے خدانخواستہ اگر جانِ عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائین گی غم جدائی سے جانین گنوائینگی ہم انکے ماں باپ کو مُنھ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مرجائینگے یہ جادوگرنی قربان کی تھی یونہین نے گور و کفن رکھیگی اور آتون مخلدار جگر افگار سر سے چادرین پٹک مدینے کی طرف پکار پکار یہ کہتی تھین شعر تصدق اپنے نواسونکا یا رسول اللہ + کہو یہ حل کرین مشکل ہماری حضرت شاہ + ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک سمت انیسین جلیسین نجف کی طرف بال کھول کر التجائے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین شعر تم نے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی + یا مرتضے مشکلکشا کیون دیر میری بار کی + کوئی کہتی تھی ہمارا لشکر اس بلا سے جو نکلیگا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دون گی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بھرونگی صحنک کھلاؤن گی دودھ کے کوزے بچون کو پلاؤن گی کسی نے کہا مین اگر جیتی چھٹی جناب عباسؑ کی درگاہ جاؤن گی سقائے سکینہؑ کا علم چڑھاؤن گی چہل منبری کرکے نذر حسین سبیل پلاؤن گی غرضکہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صدائے حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامۂ محشر بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ نہ شنیدہ اُس مرد بزرگ کی ملاقات کو بروے ہوا اُڑا جاتا تھا یہ نالۂ بلند صدائے ہر درد مند اُسکے کان مین جو پہونچی زمین کا متوجہ ہوا دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ انسان سے تا جانور سب آدھے پتھر ہین سمجھا کہ سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہرنگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ اُستادزادی کی خانہ بربادی ہے در خیمۂ ملکہ پر آیا سر پیٹا چلایا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اس وقت پردہ کیا تمکا یہاں آ کے تم بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکھو
وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اُسی عالم میں پایا ملکہ نے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہے وہ عرض
کرنے لگا مجھے اُسکی ہمسری کی طاقت نہیں اور وقفہ کم صبح سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا بجز آپ کے
والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہیں یہ خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحال خستہ و تباہ لب پر
نالہ و آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکرون مین صرصر بیقرار تھی پہر بھر
مین وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچے کی طرح خموش شبنم نمط اشک ریزان پیرمرد نے فرمایا
خیر ہے اُسنے شمۂ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بے قراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال ابتر کہکر عرض کی
جلد چلیے اگر شام تک نہ پہونچے وہان صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل مین
رہیگا کشتون کو عالم نے والی وارث کہیگا کوئی گور و کفن نپائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیرمرد نے آہ سرد
بھرکر فرمایا افسوس شہزادے کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل مین نلایا میر سوز ایک آفت سے تو مرمرکے
ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی + اُسی دم شاہین تیز پرواز پر سوار ہوا مغرب کی نماز
لشکر مین داخل ہوکر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے مین آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جاکر
تسکین کی وہ رونے لگی وہان سے ملکہ کے پاس آکے کہا تمھاری بدبختی نے ہماری وضع مین فرق
ڈالا برسون کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے روکر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگامہ تعزیر بعد رہائی
اس آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے نزدیک
دور تک حصار کھینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ اے یاور زیردستان و سرزنش کنندۂ گردن کشان
اس بڈھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر مین پانون لٹکائے بیٹھا ہون آخر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے
مجھپر جو مشکل ہے تیرے روبرو آسان ہے سفید داڑھی کو بدنامی کے دھبے سے نہ رنگنا تیرہ بختی کا دھبہ این
ریش سفید نہ لگانا شعر مشکل ز توجہ تو آسان + آسان ز تغافل تو مشکل + جبکہ سجادہ نشین چرخ اول با مجمع مریدان
کواکب حجرۂ مغرب مین روپوش ہوا اور ساحر فلک چہارم پر شوکت و باحشم طلسم مشرق سے نمودار باجوش و خروش ہوا
اور وہ عبادت گذار پیر جوانمرد شب زندہ دار وظائف صبح سے فرصت پا چکا تھا یکایک وہ نابکار شیطان صفت ناپاک عورت
اژدہے پر سوار بچشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر مین تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھین

لال لال علیش کمال اور بہ آواز کرخت پکاری اے مرد پیر سست تدبیر تری اجل بھی دامنگیر ہو کر کشان کشان اس دشت جانفشانی مین لائی ہے مجھے شرم آتی ہے کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہے نے الے مر رہا ہے تیرے قتل مین بدنامی چھٹ فائدہ کیا ہے جدھر سے آیا ہے سیدھا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر اس صفحۂ زمین سے مثل حرف غلط کارد سحر سے مٹائے دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا اے ننگ فرقۂ بنی آدم مردود عالم تجھے جوش شہوت و ولولہ مباشرت نے آمادہ قتل ہزارہا بندہ اللہ نے جرم و گناہ کیا مین مرگ عزیزان دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہ موا کل مرجاؤنگا جیتے جی خلق کو کیا منہ دکھاؤنگا ہمچشمون سے ناحق آنکھ چھپانی پڑے گی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جھلا آستین چڑھا سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی انکی بھی دعا کی تاثیر سپر بنکے اس کا سحر اسپر ڈھال رنگ مٹانے لگی صبح سے پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے نہ باقی رہا طول اس مقام کا بیجا تھا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کی طاقت سے شیرنی کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر وہ مہیب شیر ببر بنا اور اس طرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چار پلے نہرے کے خوف سے دریا مین گر

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا
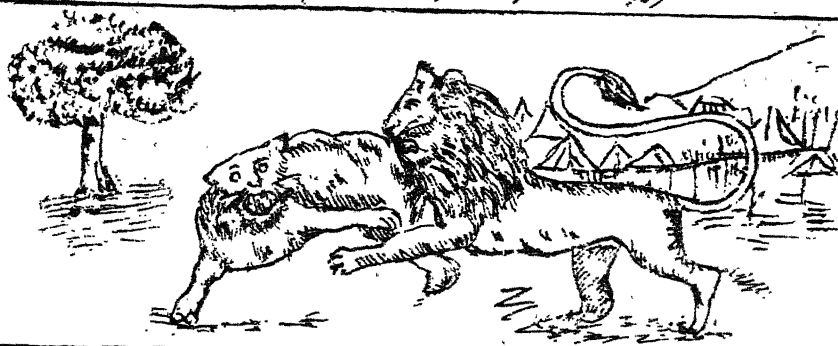
اور پانی کے جانور خشکی مین چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار وہ روباہ خصال اس ہزبر نیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اڑ چلی وہ شاہین اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اس ڈھڈو کے لشکر جنجال سے نہ نکلے گا اسی طرح بھٹکی پھٹکی ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلیگی بلا سے کچھ ہوا سے پھنسا ؤ زور مین کم پایا تھا فوراً باز تیز پرواز ہو اس سناٹے سے چنگل آہنین مین اسے دبوچا ایسا نوچا کہ اس کی جان سنسناگئی

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے
نہ چھٹ سکی اُسی کشمکش انیجا کھینچی میں مرغ روح اُسکا مجروح قفس تن سے اُڑکر آشیانہ جہنم میں پہونچا
غلغلۂ حشر و شور نشور اُس صحرا میں نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان
چکر میں آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اُڑ گیا ابتر ہوا قریب شام وہ سیاہی
موقوف ہوئی خورشید نے رُخ اللہ دکھلایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اہل لشکر نے
رہائی از سر نو زندگی پائی جان عالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت میں حاضر ہوا
سب نے دیکھا در حصار میں ایک رنڈی حاتشی نوّے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑھاپے
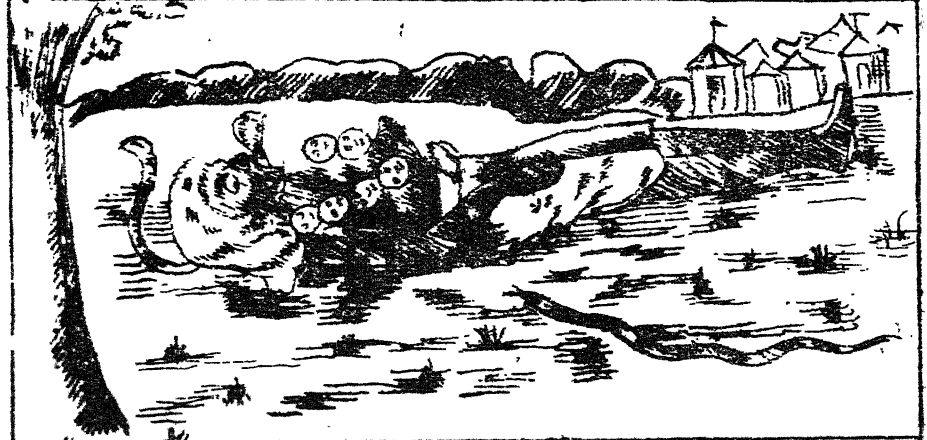
کے دن قد کمان مرنے پر لیس آنکھیں تودۂ طوفان جسم کا ہر پٹھا اور پے ژولیدہ گی گھنی ہوئی رگیں
صاف نظر آتی تھیں ہڈیاں پسلیاں بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تھیں درج دہان بے در دندان
حقۂ خالی کی طرح وا داڑھ دانت کے نام سے منہ میں خاک نہیں بھاڑ سا کھلا نیلے نیلے مسوڑھے
سڑے تالو لوہے کا توا جیب جھلسی چھالے پڑے بایاں ہاتھ سا کھو کا ڈالا اور دھنا برگد کا ٹھنا
قد کا ڈول نرالا عوج بن عنق کی خالا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑی کھڑی ہو تو سقف بے ستون کی اژدہام
گنبد چرخ کی پاڑ ہو پھیلا کے پڑی تھی گویا پتھورا کے محل کی کڑی تھی سینہ پُر کینہ تنگ چھاتو سکے
لگے تنگے کیطرح سیدھے لٹکتے پیٹ کے لپیٹ کی انتہا نہیں بلے خاک تو کبھی بھرا نہیں دل پہاڑ کی سل سے
سخت تر گردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جدا پیرزال فرہاد کش بڑھیا چہرے کا
یہ رنگ کہ سلہٹ کے سہر کا اُسکے روبرو منہ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی میں کالی بلا سی

نظر آئی کوبڑ کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیجا ہے لڑکون کو کاٹ نہ کھائے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا
دور سے نظر پڑتا اور سفید چونڈا چور کی طرح لٹکتا سیاہی کا دھبہ بجز تیرہ بختی کہین نہ دیکھا ایسے سر کی
مانگ مین یعنی مانگ جانچ سیندور بھرا بالون مین ناریل کا تیل پھٹے پھٹے دیدون مین ندیدہ فرنگی طرح کاجل
ریل پیل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپیٹے کھوپڑی اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت پہ بہشت روے نحس سوے جہنم چت پڑی تھی شہزادہ پیرمرد کو ساتھ لے کے مجلس اپنے خیمے
مین آیا شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منہ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا
ماما اصیلون نے پیرمرد کے قدم پر گر کر عرض کیا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما + اُس بزرگ نے
فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا
ہے اُسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہرنگار مضطرب
ہوئی پیرمرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا نابکار ہے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست
یہ کہکے دو ماش چت دلاست پھینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوے ہرن کے چہرے طاؤس کے
دھڑ یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین زمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھ کے اُنکے سامنے رکھا
وہ ہر ایک چونچ مین اُٹھا اُڑ گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب بیدار عامل صبح
کی آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور ہے
مارگزیدہ از ریسمان پیچیدہ می ترسد پیرمرد کے گرد جمع ہوے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ
کے غٹ جادوگرون کے جھٹ پٹ باز جرے باشے بھجنگے پر ننگے دھڑنگے سوار قطار قطار آکے میدان
مرشد کامل نے انکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگون پر سوار آتشبازی کے حقے
اُڑاتی ناریل اُچھالتی الکارے پھر تنے بادلے کی جھنڈیان کُھلی ہوا سے اُڑتی ہوئین آپسمین چھیڑ چھاڑ
سحر آزمائیان ہاتھون کی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پہ ہر ہر کرتی موجود ہوئین اُسی
پرے کے مقابل ٹھہرین انھین دیکھ کے جانعالم کا جی کلبلایا فوج کے سردارون کو بلایا اور فرمایا
گو آج و غدغۂ کامل ہے مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کاہیکو
نظر سے گذرے گا وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی چمک دمک سے صف آرا ہو
اسباب نیا سب نکالو یہ خبر سنکے پہلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کر کنکر پتھر جنگل جھاڑی

جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کی خاطر مورچے درست کیے توپون کے لیے دمدمے باندھے جھانکی لگائی کمین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان جنگی نہایا بہرستے آبپاشی کر گئے توپخانے والے بالچون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف کارزار آراستہ ہونے لگی دست چپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹے سونڈون مین چڑھے ایک ایک پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اوپر سوار پھر پلٹنین اور توپخانہ آیا قرینے سے جمایا گیا کیا توپ فلک شکوہ سورج جھنکار اور نانک متی کی پتے کی گردون گردان پر چوٹ کرنے والی مدد کو ہوٹ کو سون کی چوٹ کی اور دہ غبارے جیکا گولہ قصر چرخ مین اتارے پھر سوارون کے پرے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کر دیا آگے ہراول پیچھے سوار دونکے پیدل فوجون کے قُل نقیب چار سو سے نکلے کلے سے کلہ کنوتی سے کنوتی پُٹھے سے پُٹھا دُم سے دُم سُم سے سُم ملا دیا نشان بردارون نے علم سبز و سُرخ دُرافشان کو جلوہ دیا سر پر علم ماہی پیچم کی چمک چشم دلاوران مین بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردونکو ہول ہوئی بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کھلبلی مچی کتنون کی چھتے چھتے گانڑ چلی دریائے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا عرش کوس حربی صدائے نقارخانۂ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پہونچی اور صدمۂ طبل تند مہیب آواز دہل گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرنائے چینی نے غریو سے صور کی ہمدمی کا دم بھرا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بصد حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالائے سر تاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر فولادی سپر پشت پر بانکین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزہ اژدہا پیکر دو زبان فتح و نصرت جلو مین اقبال یاور تنگ و دو مین ہمت و غیرت دست بستہ ہمرکاب جرأت زیر قدم قرابوس زمین مین کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبا دم کو گرم عنان کرکے پرے کے برابر بگ لی چاؤش طرار خبردار باش للکارا مریخ سا خنجر گذار بالائے چرخ الامان پکارا کڑکیتون نے کڑکا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی دلاورو آج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی چار دن ہے لڑنے بھڑنے کا نوجوانو یہی سن ہے کسی کو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی رہا نہین شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا + اس صدا سے

جو سدا کے بہادر صاحب جرأت تھے اُنکا دریاے شجاعت سینے مین موجزن ہوا مونچھین کھڑی
آنکھین سُرخ چہرہ بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہاے شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہوکر
مستعد کارزار ہوے جانفشانی کو تیار ہوے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین آج تلوار کسکی خوب کاٹتی
ہے کس کسکا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی طعن پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا کون
مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اُچھلتا ہے آب پیکان دشمن کی حلق مین کون اُتارتا ہے
سرپیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کس کو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے دوا کو کون
پکارتا ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجیے دشمنون کا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام کیجے
جس سے رستم کی گور تھرائے سام و نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ کو پرکاہ کیطرح اُکھاڑیے دیو اگر سامنے
آجائے تو پچھاڑیے رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ ہے کسکے
ہاتھ کھیت رہتا ہے کون کون کھیت رہتا ہے من چلا پن کر لو زر سرخ و سفید سے سپرین بھر لو آج ہی
تو امن بان ہے یہی گو یہی میدان ہے دھل گنڈون کا لاحول خدا یہ ڈول ہوا کہ ہول سے چہرے زرد
لب پر آہ سرد منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین ہر بار بھاگنے کو باگین مڑتی تھین کڑھتے ہوے اپنے
مُنھ نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست پر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے سب بے مارے
موے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میان جان ہے تو جہان ہے نوکری نہ ملے گی بھیک مانگ کھائینگے
جانین کہان بیچینگے حرمت گئی تو گئی جان تو رہیگی لہو کی ندی تو بدن سے نہ بہیگی یہی نا کوئی نامرد کہیگا
آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہان کی پگڑی اور کہین بنا لینگے تیر تلوار کی گولی بچا کر گالیان کھا لینگے
لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھی ہین کہنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے کو آندھی ہین جونکین
لگانے مین ہمارے مان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسی کی فصد کھلی دیکھکر ہمین غش
آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے بھاگنے والے
ہین ہمیشہ گالی گلوچ کو خانہ جنگی ڈھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی سے
کبھی بھڑکے نہ نکلے تمام عمر بدن مین سوئی نہ گڑنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی کی بے غیرتی کا
بھلا ہو جسنے آجتک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمین ہیجڑا کیون
نہ بنایا فوج مین اس طرح کی کھلبل ہلچل مچی تھی اُدھر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار نے

ایک اونچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑ آ بیٹھیں سیر دیکھنے لگیں اس عرصے میں لشکر غنیم کی آمد ہوئی
یعنی شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر خونخوار
تخت اُٹھائے بڑے کر و فر سے آیا فوج بے قیاس وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن و
گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ ہمصورت بخت اُس
گمراہ کے کھلے دف دفنے اور چھانجھ بجنے لگے اُدھر کوس و کورگرجنے لگے وزیر اُسکا پیام پیرمرد کے
پاس لایا دست ادب باندھکر عرض کی ایلچی کو زوال نہیں زیادہ گوئی کی مجال نہیں شہپال نے فرمایا
ہے تمھارا جینا مرنا برابر ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانوں پر رحم نہ کیا
ان کے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھوایا بوجھ اپنے ذمے لیا پیرمرد نے جواب دیا اے
اُس اجل رسیدہ پیرنابالغ سے کہنا طرفین سے جسکا خون زمین پر گریگا اُسکا مظلمہ مواخذہ تیری بیٹی
جو فاحشہ تھی اُس کی گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا ایسوں
کے ویسے ہی ہوتے ہیں تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنگ کا ٹیکا مٹا تو تو
اُس سے بھی زیادہ بےحیا سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہے جاے نیزہ و شمشیر یا بزم ہے جو محل تقریر
ہو گفتگو سے فائدہ ہے لاحاصل باتوں سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ آئیں دیر نہ کریں دیکھیں
آج کسکے حصے میں تخت و تاج ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر مجوب پھرا شہپال
سے سب حال کہا پھر تو وہ کافر غدار گبر ناہنجار مثل مار دم بریدہ بہ خود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے
وہ ناری جلگیا چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقۂ آتشی پیرمرد پر مارا پھر لشکر کے
سرداروں کو للکارا دوپہر تک عجیب و غریب سحرسازی ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیوں کی لڑائی
رہی کہ دیکھی نہ سُنی کسی نے کسی کو جلایا کسی نے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے رنگ
دکھائے آخرکار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادہ جانعالم
کی بن آئی باگ اُٹھائی فوج جرار خونخوار تا مار خنجر دار بھرے سیاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی
برق شمشیر چمکی پہلوانوں کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب تو ابر سایہ سب تازہ دم وہ دوپہر کے
شل سیکڑوں تالیوں میں بجل سے گئے گھوڑوں کی جھپٹیں کھندل گئے شمشیر ساعقہ خصال جانعالم
کا یہ حال تھا جس کے سر پر پڑی سر اُس خود و مغفر کاٹا حلق میں قطرۂ سیماب کی طرح اُتر سینہ

پر کینہ کا لہو جاتا وہی سرحو پناہ خود مین تھا پلک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کے تنگ سے جست
گذر زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا سربالین اُسکی قضا کو روتے دیکھا اُسے خواب مرگ
مین پانؤن پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک تلا رکیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسی کے درست
نہ تھے ششدر رہ گئے ساتون زمین کے طبقے تھرّائے آسمان کو چکر ہوا مردے قبرون سے چونک کے
باہر نکل آئے جو لپکا اُسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا نہ کیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہگیا لاشون کا انبار
رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کی طرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین ادھر ادھر غوطے کھاتے
تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب
اور اُچاٹ تھا لہو لہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو
شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اُس خود سر کا مثل خیار تر اُتار اگیا سپاہ باقی ماندہ اُس تیرہ تخت
نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر ٹوٹ
پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اُن کا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکہ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگر دنگی ہیبت ناگ
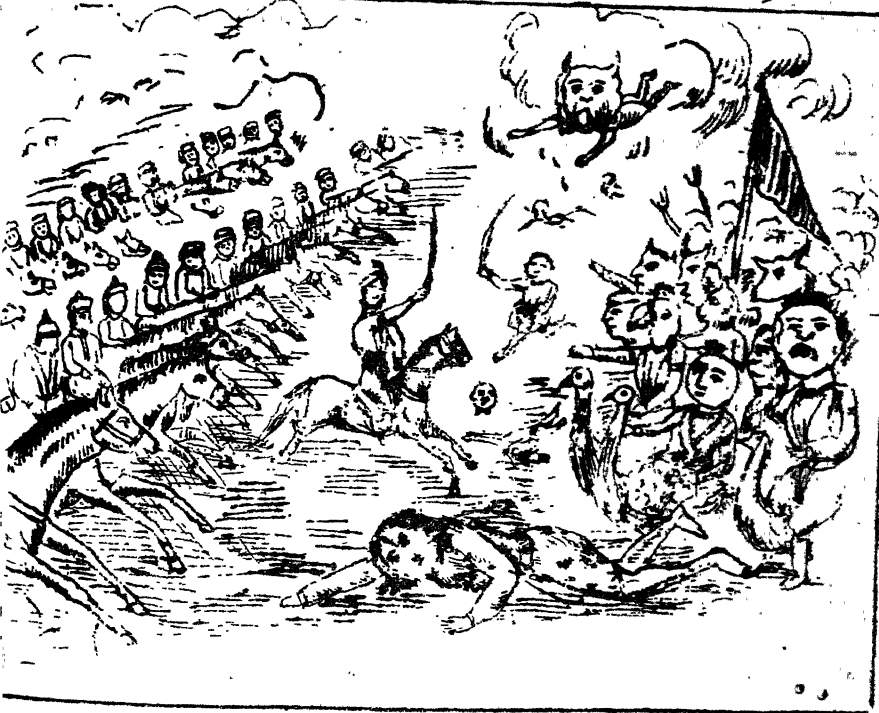
چادر پھاڑتے ماتم کرتے گریبان چاک سر در وآغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جسکا منہ جدھر اُٹھا بھاگ نکلے میدان کشتون سے اٹ گیا دشت لاشون سے پٹ گیا آجتک طعمۂ زاغ و زغن اُنھی بن سے ہے صحرائی درندون کے خوب پیٹ بھرے بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے سمجھے قیمے کیے اُٹھا رکھے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو لگا پتہ سے وہ لوح اور نقش پایا پیر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مکرر سمجھائے راہ کا خطرہ مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر لکھکر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نکرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنونکے سامنے آگئے دوستونسے دیکھا نجائے ہمسے باغ چھڑائے لو اب اللہ حافظ و ناصر ہے رسول اُنکا تمھارا مددگار و یاور ہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرا کی سے سرو پائی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجۂ محبت نے گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین ذیہوش اسطرح کیا ہے کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانۂ لاامال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اُس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایک روز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقان سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج بیحد ار اور سیر دریاے ناپیدا کنار کی پانی کا زور ہوا سے دریاے شور کا شور کیفیت لطمۂ دگرداب دیکھتا تھا نظم آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند و مواج و تیرہ و تہ دار + موج کا ہر کنارہ طوفان پر + مارے چشمک حباب عمان پر + گذر موج جب تب دیکھا + ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا وار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت پر شرف اندوز ہو کر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افروز ہوتا ہے ہم اُسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر قسمت مین جو ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سُنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ دل مین موج زن لطمۂ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اُس نے عرض کی ہنوز نہ گرداب غم تلاطم اندوہ و والم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اوبہ لہر آئی

نیا ڈھکوسلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی
ہے کیفیت نظر آتی ہے تمنے سُنا نہین قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمار است + دو چار
گھڑی دل بہلا چلے آئینگے ملاح محرم دم نہ رہیجا ئینگے ملکہ مہرنگار نے متردد ہو کر کہا یہ سب سچ ہے جو آپنے
فرمایا خفقان کیسا تمھارے دشمنون کو نزا نا لیجو لیا ہے مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا
ہے پانی سے دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہے بیراد وسرے مصرعہ پر عمل ہے سعدی
اگر خواہی سلامت برکنار است + شہزادے نے کہا خیر ہم تو مرتے ہین تنہا جائینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام
کرو جدائی کی تاب محبت کے مبتلا کو کہان ہے اُلفت کا یہی بڑا امتحان ہے چار ناچار اُسیدم ملکہ مہرنگار اُٹھی
اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچے بادبان کھنچے بالین چڑھین لنگر اُٹھا مہرنگار
مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل
افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰیہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمہ اندوہ الم
کی آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن تمہاری سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی ہے
خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سر اسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجا خوف سے
لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز نے بامراد پانی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوے
شہزادے نے پوچھا کیا ہے عرض کی طوفان عظیم الشان اُٹھا ہے ابھی یہ ذکر تھا کہ ہوا عالمگیر ہوئی جہاز تباہی
مین آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہین رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ڈوبنا

آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ و تاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسی کو کسی کی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہو گیا جانعالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا ترتا چار دن مین کنارے لگا جب تکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہون بلکہ گور کنارے لگ رہا ہون بڑی جد و کد سے اُترا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایک طرف چلا ایک بستی مین پہونچا وہان کے باشندے شکل و رجال اور یہ خراب حال دیکھ کر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے مثل سرو آزاد ہے چمن حسن و خوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جن جن نے اُسے جن کہا پاس آکچھ خوف سا کھا اس طرح بولے اُستاد کون ہو کیا ہو سچ کہو + حور ہو یا پری ہو تم + جانعالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اُن لوگون سے کہا لا اعلم

جانے دارم چنانکہ دشمن خواہد ۔ جانے دارم کہ فرقت تن خواہد
تا کامی خویشتن را اگر شرح دہم ۔ دشمن بخدا زندگی من خواہد

ایہا الناس مین گم کردۂ کاروان جرس کی طرح نالان ہون دل گرفتہ نقش پائے یاران رفتہ ہون حمق مین گرفتار ہون بچھڑون کا طالب دیدار ہون غریب دیار بیتاب دانہ نصیب ہوا نہ آب مفارقت یاران چند سے خستہ و خراب حیران ہوش و حواس یک تخت زائل ضعف سد راہ ناطاقتی حائل یار و نکی صورت نظر آئی نہین دیدۂ دیدار طلب مین بینائی نہین نہ تاب رفتار نہ طاقت گفتار مولف

بسان نقش پا بیٹھے جہان وان سے نہ پھر سرکے ۔ ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانون کا
بیاد دوستان پہرون مجھے ہچکی لگ آتی ہے ۔ کہین مذکور جب ہوتا ہے کچھ گزرے فسانون کا
علم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہمکو ۔ کہ باعث فتح کا ہوتا ہے کھنچنا نشانون کا
چھڑائے جبر سے پیر فلک نے دوست سب میرے ۔ مٹیگا داغ کب دل سے مرے اُن نوجوانون کا
شرر منھ سے نکلتے ہین شرر دل حزین ہر دم ۔ بھلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانون کا

اس حکایت جانسوز شکایت چرخ بیمہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادۂ عالی تبار ہے اللہ الولد ید اللہ شریعت ... محبوبونسے دور فتادہ اس سبب سے دل انگار ہے منت و سماجت سے مکان پر لے گئے ہاتھ منھ دھلوا کھانا لا پانی حاضر کیا جانعالم آب و طعام دیکھکر رو دیا یہ کہا اُستاد

ہو خاک بھوک کی اُس فاقہ مست کو پھر بھی ۔ جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے

خدا جانے میرے بچھڑے نکا کیا حال ہوا کسی کو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مر جاؤنگا وہ بولے حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے اسی سے بشر کی زندگانی ہے جو جیتے ہو تو کبھی روز بچھڑونسے ملاؤگے ورگرنہ غربت کے مرجانے مین گور و کفن بھی نپاؤگے ناچار سب کے سمجھانے سے دو ایک نوالے بجبر حلق سے اتارے پانی پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری سب حال پر ملال جہاز کی تباہی انیسان ہمراز کی جدائی اپنا ڈوبتے اچھلتے وہانتک آنا اور ونکا پتہ نہ پانا بیان کرکے بقول مرزا حسین بیگ صاحب کہا

ہمرہان رفتند و ما ماندیم و وزدان در کمین | خانۂ ملاح در چین است و کشتی در فرنگ

سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب بر آر نام ہے اسپر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیرین مقال ہزارون کوس سے حاجتمند انکے پاس جاتے ہین سب کے مطلب بر آتے ہین بلکہ اسپر عنایت باری ہے چشمۂ فیض اس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اس مقام سے نہین پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھا گئی گئی ہوئی جان اسی آن بدن مین آگئی گھبرا کر یہ شعر پڑھا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اسی دم چلنے کا عزم کیا وہ لوگ مانع ہوئے کہا ابھی جانیکی طاقت آپ مین آئی نہین پانو مین راہ چلنے کی تاب و توانائی نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضکہ جانعالم نے ان لوگون کے سمجھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گرد وہ سب حلقہ زن یہ بہ اندوہ معشوقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بکنے لگتا اور جب حواس خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا

ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے پہونچائی | آگے بھی مرے لب پر فریاد کبھی آئی
کیون مجھسے بگڑتا ہے او کافر ترسائی | تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی
چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی

لگا ہے مرے لب پر ہے فریاد کے افغان | پیارے غم دوری سے مین سخت ہون اب نالان
یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان | در زاویۂ الفت دور از تو چو مہجوران
تنہا منم و آہے آہ از غم تنہائی

ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر | ہین گرد کھڑے لڑکے جھولی مین بھرے پتھر
سونے کی کسے فرصت لے یار اسے باور کر | شبہا منم و اشکے وز خون ہمہ بالین تر

عشق این ہمہ فرمود ار عیب نفزائی

اعضا شکنی لگا ہے گر درد جگر دیکھو | ر و مال بھگوتا ہون لاکھون ہی کبھی رو رو
گردن زدنی ہون مین شکوہ کرون تیرا گو | صد رنج ہمی بینم اے راحت جان از تو

از دیدہ توان دیدن چیزے کہ تو بنمائی

تھا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو | آنگے تو نہ بہتے تھے سیلاب گہر خسرو
تم ابتو نوازش سے چلکر خبر خسرو | بس در کہ ہمیریز د از چشم تر خسرو

کز دست بزودن رفتہ سر رشتۂ دانائی

وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دنمین ناچارہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سر بلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند درہاے فراخ کشادہ روشن جوش نباتات دریا چمن ولالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صد گلشن چشمہ ہاے سرد و شیرین جا بجا فرہاد کی روح کا ٹھکانہ ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اگا پھولا پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ سیر دیکھتا چلا ایکطرف درخت گنجان گھنے پختہ مزار بیدار دلون کے بنے اور منڈھی کا گنبد گنبد گردان بے ستون کا جواب بنا ترسول گڑا گھاروے کی جھنڈی پھر پھرا اڑتی کلمہ شہادت بخط جلی لکھا جب اسکے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف صحن شفاف بابا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سوا سو برس کا سن و سال مگر ماتھا کمال داڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قدمبوس ہو رہی پاؤن پر پڑی پلکین دیدۂ حق بین کا اسرار چھپانے کو چشم حاسد سے گزند بچانے کو مونچھون سے لبین جسم مین موج دریا کی طرح جھریان پڑین کمر مین کردھنی مونجی سی مہین بان کی عجب آن بان کی کھاروے کا لنگوٹ ستر عورتون کی اوٹ گلے مین مجودی کی کفنی حقہ چوگانی منہ سے لگائے افیونی کی شکل بنائے شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دید وا دید سے بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خموشی پسند دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے میٹھا بیٹھ پیٹھ سے لگا تیر سا قد راست مثل کمان خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنار آسا رگین عیان کھال سے ہڈیون کے جوڑ شمع فانوس منظر نمایان تسبیح سلیمانی ایمان کی نشانی بات مین ہر تحجو ہر تحجو تکیہ کلام بات بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہند دانکا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زردشتی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کہین مصلے پر سبحہ و سجدہ گاہ

رکھی کپڑے کی جانماز بچھی کسی جا پوتھی کھلی دھونی رمی دونون سے راہ رکھی عجب ڈھنگ کا انسان خلاصہ یہ کہ
ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا

کس کی ملت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ
تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو

ایکطرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان کہین مرشد دنکے ڈھیر گرو کی چھتری بزرگونکے
مزار دبیر مولسری کے درخت سایہ دار قطار قطار درختون کی ٹہنیون مین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے اٹکتے فاختہ کی کوکو قمری
کی حق سرہ کو کلمہ کے دم سنانے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا شیر چرم کی ڈیپا دھونی لگی چلم سلگتا کسی جابر کی کھال کا بستر آہو
صحرائی اوپر بیٹھا اودا ساتو بنا بے بھنتا دھر ایک سمت بھونریکا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد چشمہ پانیکا بھرا جاے دلچسپ مکان عجب دل
کھل خودرو کی جدا بہار ایکطرف بھنڈارا جاری کڑھاو چڑھا موہن بھوگ ملتا کہین پلاو قلیے کی تیاری چھانڈا بٹ رہا تھا
کچھ مہنت ملکے کچھ مرید حال قال سے کوئی چلے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ و تاج سر و تن مین کوئی
چوا گن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایکطرف کھنجری بجتی طنبورا چھڑتا بھجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا
نوحہ پڑھ رہے لوگ رو رہے عجیب ڈھنگ کا گرو مرشد غریب یہ مریدیلے روز ایکدو کو مونڈتا تیسرے چوتھے دن عرس میلے حاصل کلام
یہ کہ وہ عجب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سنا یہ اجتماع نقیضین آرام و چین سے شہزادے کے پانو کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتھ سے
اٹھائی آنکھ ملائی دیکھا سلال کا لال چہرے پر رعب جلال جان عالم کو بغور دیکھا اسنے جھک کر مودب سلام کیا اس خوش تقریر شیرین
مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی جو یہ صورت یہانتک آئی آو بیٹھو گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ و جوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی

حق حاجت روا کرے ہم تمھارے امانت دار ہین سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار ہین جانعالم متعجب ہو رہا تھا
اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹھا جوگی اُٹھا چشمے مین جا کر نہایا گیروا جامہ پہنا سفید اور دھولا لگا
جانعالم کے نزدیک آ یہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایک دن ذوق و شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے
حال سے خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بسراغ مطلب یہان آئیگا اُسکا کام تجھسے تیرا کام
اُسکے سامنے پورا ہو جائیگا اس بات کے سُننے سے شہزادے کو نہایت مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمھارے
نام سے میری زندگی ہوئی وگرنہ دو چار دن مین گریبان صبر چاک ہو جاتا سر پٹک کر ہلاک ہو جاتا
خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان اسکا شیدا ہے عالم کو مرغوب ہے طرحدار سب کا محبوب ہے پیر فقیر
غریب امیر سب کو عزیز ہے اسکا خواہشمند ہر با تمیز ہے جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب بیجا ہے دیر آید درست آید
بابا دنیا کا یہ نقشہ ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون امر باہم ہین کبھی وصل کی شام کو دل کیسا بشاش ہوتا ہے
کبھی ہجر کی صبح کو کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہمکناری ہے ایک روز پہلو تہی گریہ و زاری ہے
کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن سر پیٹتے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے گھبرائے
اور غم مفارقت دوست جان ہونٹون پر لائے دل کو یہ تسکین دیکر سمجھائے مصرعہ چنان نماند چنین
نیز ہم نخواہد ماند ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست مصحفی

زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جاینگے دن		فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئیگی

جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہے وہی ہجر کے دُکھ قلق اُٹھاتا ہے تو نے اُن دونون بھائی جو توام
پیدا ہوے تھے اُنکا قصہ سُنا نہین کہ پہلے اُنھون نے کیا کیا صعوبت اُٹھائی پھر ایک نے سلطنت
پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جان عالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر ہے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دو نون جانورون کا پھنس جانا ان کا کھانا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پر خرابی آئی پھر شہزادی پاکر بھائی سے ملا-

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سواے
رشتہ برادری کے سر رشتۂ دوستی باہم مستحکم تھا گر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار ہمت مصروف
سیاحی دیار دیار تھی ایک روز شکار کھیلتے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا

چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اُٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن دوان
دوان افتان وخیزان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا یہ گھوڑون سے
اُترے ذبح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے شل خود بھی مضمحل ہوگئے تھے تمام روز کے بے دانہ وآب
بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چنکر باہم پہونچایا کباب لگائے بخوبی تمام دونون نے کھائے
مگر اُس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیربا نی ترتراتی نے کبھی ایسی نہ دکھائی
تھی پانی پیتے ہی سُستی معلوم ہوئی رات بھی ہوگئی تھی لیکن شب ماہ پورنماسی کا چاند اللہ اللہ
جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جابجا اُنھون نے کہا آج کی شب اس صحرا مین سحر کیجیے چاندنی کی بہار صنعت
پروردگار دیکھیے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے بدتر ہے سچ ہے جب
ماہرو ہجر مین اور نور نظر مین ہو اندھیرا اجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ

دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقے کے طور سے پڑتی ہے مجھ پر چاندنی

خیر یہ دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب فرش مخملی چاندنی کو ہمراہ نہ تھی زین پوش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگ ڈور سے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا متین ذی شعور
نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین بتاؤ تو اس وقت
ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے دوسرے کباب کی لذت پانے کا مزا آج بہت
ملا اسکا سبب کیا تھا اُسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس ہے اور
دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے اور سمت ستارون
سے ثابت ہے کہ شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الانیا مقدمہ یہ سُننے یقین
کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو کدورت سابق دور ہو
آیندہ آسائش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اس کی وجہ پوچھی اُس نے کہا آج
سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے وہ سُن کے
چپ ہو رہا یہ قصہ رفت وگذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ ایک جنگل سُنسان ہُو کا مکان ہے یہان
درندہ گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ درندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے
خدا جانے کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار ہو یہ صلاح پسند خاطر

طرفین ہوئی پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اُٹھا
ٹہلنے لگا جب نصف لیل اے شب گذر گئی تک آئی اُسی درخت پر دو جانور آپس مین اپنی اپنی توصیف و تعریف
زبان بیزبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے ایک
بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھائے ایک لعل تو پہلے دو پہر کے بعد اُگلے پھر ہر مہینے مُنھ سے
نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے اُسی روز بادشاہ ہو جائے وہ یہ باتین سمجھ دل مین
نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ کہکر نے تامل چلّے سے جوڑ کر کھینچا

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑون کے اور ہرن کے کباب پکانا اور
درخت کے جانورون پر تیر لگانا

لب سوفار کان کے پاس آیو عدۂ نشانہ سرگوشی کرکے روانہ ہوا قضا نے ہر چند اُنکے سر پر خبردار پکارا
کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا مارا ت کا تیر سراسری اُکر لیس گرم رگ جو در پے ہو گئی جان نہ بچی پیکان
سے تا سوفار دو سار ہوا زمین پر چھد کر وہ دونون ایک تیر مین گر پڑے اس نے تکبیر کہکر ذبح کیا
طائر روح اُنکا اُڑگیا دن کی لکڑیان بچی سلگا کباب لگائے جس کے گوشت مین سلطنت کا
ذائقہ سمجھا تھا اُسے خود کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اُٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ
پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی گر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہے مصرعہ تدبیر کند بندہ و تقدیر زند خندہ شعر

	آنچہ نصیب است بہم مے رسد		ور نہ ستانی بستم مے رسد	

جسوقت زاغ شب نے بیضہ ہائے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائے اور صیادان سحرخیز دام بردوش آئے
اور سیمرغ زرین جناح طلا بال غیرت لعل قفس مشرق سے جلوہ افروز ہوا یعنے شب گذری روز
ہوا بڑا بھائی اٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ شب یعنی رات کے بچے ہوے روبرو رکھے وہ
نوش کر گیا اور کچھ حال نہ کہا دو گھڑی دن چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہمنے بہت تدبیر کی مگر سلطنت
بڑے بھائی کی قسمت مین تھی مجبور وہ لعل بطریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا
اللہ کی عنایت سے جلد آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اُسکو اسکی سعادتمندی سے
خرسندی حاصل ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جاکر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین
تم گھوڑونکے پاس رہو اگر اپنے شہر چلکر یہ امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا کہان اختیار ہے
یہ کہکر اُدھر چلا جسدم شہر کے دروازے پہ پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اس ملک کا یہ معمول تھا
جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف شہر کے رسوم
کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لے دروازے پر آتے جو اُس روز پہلے مسافر
باہر سے آتا اُسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے
یہ داخل ہوا سبنے تخت پر بٹھا نذرین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور انکی رائی دہائی نزدیک و دور ہو گئی
اسکو سرور سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اُسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب تخت پر
رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا روانہ کیے کہا اس صورت کا
جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی خاک
چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پانون توڑے نہ آدمی ملا نہ
گھوڑے وہ کچھ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی
کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جس کے بیچنے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال
مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا ملازمون کو دکھاتا وہ سب

بخاطر شاہ تعریف کرتے اسکو خوشی حاصل ہوتی

مذکور اُس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اُٹھا لیجانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا پھر بعلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلہ ایلچی بھائی کی ملاقات

صیادان طائر معانی ذیہوش دوام داران بیخبی خوش بیانی خانہ بردوش نے حال اُس مفرز یرہ خستہ کا یہ لکھا ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار برادر فراموش کار بیٹھا تھا کہان ایک جانور مہیب بہ شکل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اُڑا گھوڑون نے ڈر سے باگڈور تڑا کر جنگل کا راستہ لیا کود بھاگے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بیچارا موذی کے چنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اُڑا آخر کار تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پہ تھا اُس پر جو بیٹھا یہ چھٹکر کنوئین مین گرا جامی

فغان زین چرخ دولاب کہ ہر روز ... بجاے افگند ماہی دل افروز

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اُڑا لے گیا اور وہ چھٹکر چاہ مین گرا

الا رسن حیات مضبوط تھی نہ گزند تہ کی پہونچی نہ چوٹ چپیٹ گرنے کی لگی میرحسن

کنوان وہ جو اندھا تھا روشن ہوا ... جوان اُس مین وہ ماہ کامل ہوا

وہ جانور تو اُڑ گیا یہ سنے پر کنوئین مین پڑا رہا اتفاقاً اسی روز ایک قافلہ گم کشتہ راہ وہان آیا آدمی پانی بھر نے کنوئین پر آئے یہ رسی کے سہارے سے باہر آئے جس نے اُس کا جمال دیکھا بالبتری هٰذا غلام

کا شور برپا کیا دنیا کے عجب معاملے ہین شعر

روزے نگر کہ طوطی جانم سوے لبش | بر بوے پستہ آمد و بر شکر اوفتاد

جب لوگ حال پوچھنے لگے اُسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین رہنے لگا
چند روز مین قافلہ منزل مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل اگلا رئیس قافلہ نے جو دیکھا
تمام کمال بھولا باخود سوچا ایسی گران بہا شے کا سہل لے لینا مشکل ہے مبادا فساد اُٹھے تدبیر شرط ہے جوان کو
قید کر کو توال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہے آج اسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دلمین آیا مین نے آپکی
خدمت مین بھیجا ہے اسے سزا ملے تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نہ کرین کوتوال نے قاضی سے
مسئلہ پوچھا اُسنے ہاتھ کاٹنے کا فتوے دیا مگر اس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پر گناہ ثابت ہوتا تو مدعی
اور مدعی علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعۂ ثانی مین جو اسکی راے
معدلت پیراے مین آمادہ ہوتا ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت سلطنت کا وارث نہ تھا
اللہ رے اُسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اُسکی پروا حور اُسکی شیدا خلق اللہ
اس سہ سیما پر نثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع حلیم راے سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے عصر
کی حکیم حقیقتاً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچہ خاطر اُس گل اندام یاسمین پیکر کا رونا دیدۂ صبا دہن
صدف مراد تمناے قطرہ نیسان مین بند گوچۂ عصمت وعفت مین اس درج شہریاری کے وہم وفکر تاجداران
دہر کا گذر نہوا تھا اُسدم تک ناکتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شاہزادی نے میر قافلہ سے
پوچھا اُسنے جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم وکاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سعدی باطل است
انچہ مدعی گوید + پھر جوان کی طرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادۂ مرگ تھا بے تامل بولا
شہزادی آپ روشنضمیر ہین ہم مصیبت زدون کی طرح سلسلۂ بیجرمی مین اسیر ہین یہ شخص سچا ہے وہ تو عقیلہ
تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آج تک کسی چور نے حاکم کے روبرو دبجز انکار دست بردی دفعتاً اقرار دزدی
کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے قیافہ شناسی سے فرمایا کل محکمے مین حاضر
ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ جو چمکا شہزادی کا میلان
خاطر جوان کی جانب ہوا شب کو تنہا بدلداری وتاسف استفسار حال فرمایا اُس وقت جوان ناکردہ
گناہ نے آہ سرد بھر مشرح حال از آغاز تا انجام عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ سُن کے بمرتبۂ اتم مسرور

ہوا چوری کا شک اس دزد دل کی جانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست بستہ ادب
باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور
کوتوال بے دریافت حقیقت حال حکم سزا بندہائے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی نہیں ڈرتا ہے
غضب کی جا ہے عجب ماجرا ہے واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل لے بیگناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دو تین
زبان سے حال سنا بسبب کبر سن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہین کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن ٹرا تل
کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے اگر دیرا
لعل اگلا تو سچا ہے پھر ایسے در یتیم صدف راستی کو کیون بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے وا اگر نہ بماہ آیندہ
یہ بد کردار دار کا سزاوار ہے ہاتھ کٹنے سے کیا ہاتھ آئے گا بادشاہ کو سردست جواب باصواب بیٹی کا بہت
پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھون کے سامنے نظر بند کیا
میر قافلہ کو شہزادی نے مجلس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور اتنے دنون مین شعلۂ محبت مجمر
سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی کل لعل
اگلون گا پھر صبح کو سر دربار روبروے حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت
شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اُسیدم مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا اُسے تشہیر
کرکے شہر سے بدر کیا جوان کی صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی بایماے شہزادی سبنے
متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لائق ہے تمناے ملازمت رکھتا ہے
نفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اُس کی راستبازی سے خوش تھا راضی ہوا سعدی

راستی موجب رضاے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

چند عرصے مین مقرب بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اگل حضور مین لانے لگا
روز بروز ہمچشمون مین سرخروئی حاصل کرا آبرو پانے لگا آخر کار بمشورۂ ملازمان قدیم و تحریک حکما و ندیم بادشاہ نے
اس گوہر مسلم سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اُس لعل بے بہا سے منعقد کیا یہ دونون مشتاق بصد اشتیاق
باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری سے کرنے لگے مگر ہر روز بلاناغہ
جوان بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی ایکے بھائی کا کسی تقریب مین وارد ہوا ذکر جوہر کا نکلا
ایلچی نے عرض کی کہ ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ کا ہے کہ آج تک جوہری

چرخ نے باوجود عینک مہر وماہ وگردش شام وپگاہ سال وماہ مین اُسکے سنگ کا کیا پاسنگ کے برابر
نہین دیکھا ہے یہ کلمہ سُنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینہ بے کینہ جوان سے نکلے تھے دس بارہ ایلچی کو
دکھلائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تادیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم عجب کی جا ہے کہ
رنگ وروپ نقشہ انکا اُسکا ایک سا ہے اتنا فرق مقرر ہے کہ وہان ایک ہے یہان ایک سے ایک
بہتر و بہتر ہے بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک لعل تھوکتا ہے ایلچی نے
جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا آخر رخصت ہوا جب اپنے بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا اُسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا وہ لعل پیش نظر ہوتا ایلچی کو وہ بھی
سانحہ یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اس لعل کو جُدا کرتے نہین سب اس کے قدم مبارک تخت پر
دھرتے نہین ان روزون خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن جواہر
اور لعل کی کان کہ وہ امکان نہین لیکن وہ لعل کا پتلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہے بادشاہ نے
اسکا حال مفصل پوچھا اسنے سب بیان کیا کہ داماد اُس شاہ خجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل اُگلتا ہے اور کیا
گذارش کرون جیسی حضور کی صورت ملتی ہے۔ حقیقی بھائی ایسے دکھائی نہین دیتے یہ سُنتے ہی یقین
ہوا کہ اب پتہ ملا مقرر وہ میرا بھائی ہے۔ اُسیوقت نامہ شوقیہ اُس کان گہر کے اشتیاق دید مین بادشاہ
کو لکھا کہ برائے چندے اگر اُس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو محبت دیرینہ سے بعید نہو ہمین شوق
دیدار از حد تحریر و اظہار افزون ہے اور پوشیدہ خط تمنا بھائی کو رقم کیا کہ آج تک تیری مفارقت سے
تخت شاہی بدتر از بوریائے گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سُنکر دل کو سرور آنکھون مین نور آیا
لازم کہ ہجر دور و دورۂ داد ادھر کو روانہ ہوا اور کچھ پتے حسب ونسب کے سانحہ نگار تفصیل وار قلمبند
کر دیے ایلچی سے فرمایا کہ نامہ علی رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور یہ خط خفیہ اس غیرت ماہ کو دینا
قاصد صبا دم صرصر قدم جلد تر اُس شہر مین وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور خط پوشیدہ جوان کو
حوالے کیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا یہ لہو نے جوش کھایا کہ اُسی دن رخصت کا ذکر
بادشاہ سے لایا آخر وہ عاشق برادر معشوقہ کو فرح پرور کو لیکر جہاز پر چڑھ روانہ ہوا راہ مین ایلچی سے
شہر کا نقشہ راہ کا پتا سب پوچھ لیا فرط شوق سے دن رات سرگرم رفتار تھا ساعت بھر کسی منزل کا مقام
ناگوار تھا کہ جلد پہونچین کہین نہ ٹھہرین نیرنگ زمانہ کج رفتار بوقلمون کہ ہردم و ہرساعت دگرگون ہے کیا کہون

جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہو گیا جسکی قضا تھی تہ آب و گرداب رہا جسکی بقا تھی بہ نکلا یہ قصۂ جانگداز دور و دراز پہونچا انکے بھائی نے سُنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جس ڈوبتے اُچھلتے کا پتا پاؤ جلد حضور مین لے آؤ آخر کار بہزار جست و جو تلاش و تگاپو شہزادی ہاتھ آئی ان کی خبر نپائی اُسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے کا حال کہدیا بادشاہ بحال تباہ گرداب فراق مین پھنسا شہزادی صف نشین ماتم بلحظہ لحظہ اندوہ غم مین اُلجھی جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا بہتا پیاس کے صدمے بھوک کی موجین سہتا سہتا کئی دن مین کنارے پر پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی پوچھتا پوچھتا اُس شہر مین داخل ہوا بادشاہ کو خبر پہونچی روبرو بلایا بسبب طول ایام مہاجرت و درازی زمانۂ صعوبت نہ پہچانا اُستاد

اتنی مدت مین ملا مجھسے وہ دھوکا دیکر	یاد ہی جب مجھے اُس شوخ کی صورت نرہی

ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھیے یہان صحرا نوردی بھوک پیاس مصیبت وہان حکمرانی عیش آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا اُسے بھی تامل ہوا وہ شخص بولا پہر بھر کا عرصہ باقی ہے آج لعل اُگلنے کا دن ہے پھر تم سب پہچانوگے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا ایک پہر کا وعدہ نکرتا شہزادی نے کہا تیری طبیعت کی جودت مشہور ہے ایک معما پوچھتی ہون اگر بدیہہ جواب دیا تو بیشک شک رفع ہوا بھلا وہ کیا شے ہے جسے گبر و مسلمان و یہود و نصاریٰ بلکہ سب انسان کا فرقہ آشکارا کھاتا ہے مگر جب اُسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مر جائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی قسم ہے یہ کیا معما پوچھا ہے وہ چمک گئی وحشت مٹی دلکی بھڑک گئی بیباکانہ چلمن اُٹھا پروانے کیطرح اُس شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہے تمام عالم کھاتا ہے سر اُسکا قاف ہے اُسے کاٹو تو سم صاف ہے سم زہر کو کہتے ہین کون کھاتا ہے کھانیوالا مر جاتا ہے بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اسنے لعل اگلا شادیلنے بجے بچھڑے ملے اسیطرح جامع المتفرقین سب مہجوروں کی دوری کا بکھیڑا مٹائے جو جس کا مشتاق ہو جسکی جدائی جسے شاق ہو وہ اُس سے ملجائے جوگی نے یہ قصہ تمام کرکے جان عالم سے کہا شعر

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود	مرد باید کہ ہراسان نہ شود

جو بندہ پابندہ ہے یہان سے منزل دوست قریب ہے سب کچھ معلوم ہے [illegible] تمنا بے جا ہے دنیا مقام چپ ہے کلمہ اتنا اسجگہ وقفہ کر میری زیست کا ساغر بادۂ اجل سے لبریز ہے سمند جان کو نفس سرد مہمیز ہے مجھے زمین کو سونپ

تشریف لیجانا اور چند وصیتین کین جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس نے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان ہاتھ آئیگا کہ دوست دلخوار کو اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اُسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اسکی محبت کا بروگی ہوا کہا افسوس دم واپسین کا عرصہ بہت کم دم نہین مار سکتے ہم ورنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیری کا ایک ٹکا سیکھ لے سائین چاہے تو کہین اٹکا نہیگا قبر مین لیجاکر کیا کر دنگا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لائے فوراً ہو جائے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم بیکنٹھ باشی رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا بیتابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہوکر گرد گرد یا ہادی کہکر بہت پکارے بہ نتا نکل گیا جوگی نے صدا ندی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت غسل دیا کفنایا قبر مین اُتارنے کیوقت کچھ نپایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف مریدون نے منڈھی مین گاڑ دیا ہندؤن نے راکھ پر چھتری بنائی مسلماؤن نے قبر بناکے سبز چادر اُڑھائی وہ تخت مسند راسجہ و مصلے خرقہ و جبہ اُسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسے ایک نولہ آیا اور سر نو اُن سب کو یہ تلقین کیا کہ سنو بچا گو جوگی ظاہر مین آنکھونسے نہان ہے مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے پتے گل و خار بلکہ در مسجد و دیوار کنشت سے دیدہ دوربین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہے سعدی

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

دیدہ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر کونے مین اُسی کا جھگڑا ہے نمونہ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش و نگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ سنجی ہوتی ہے قمری کی کوکو جوہا کی جان کھوتی ہے اُسکے ذکر مین سرگرم ہے جسکی زبان و منقار ہے کسی کو حرم محترم مین نامحرم رکھا بھٹکایا کسی کو بیت الصنم مین بُلاکر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانہ ہے دوڑا کر تھکانا ہے اور جس نے من بیشا کو رہر کرکے ڈھونڈھا اُسنے گھر بیٹھے پایا ہے۔ امیر خسرو

جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی پیٹھ
مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ

دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا یہ اچھا وہ بُرا پر زیان و بیہودہ ہے حق بیشک اماہر آن موجود ہے رنج مین دل کو خورش الم مین طبیعت کو شاد رکھو وحدہ لاشریک کے نزدیک شرکت کرنیوالا مشرک حماقت شعار ہے مرسلون کو رستگار جانو مرید یار سمجھکر مانو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہ ہو

اور احباب کا دل کہ حباب سے نازکتر ہے خدا کا گھر ہے آشفتہ برہم ہوا اللہ بس باقی ہوس یہ کہکر قصہ مختصر کیا
بے خبرون کو باخبر کیا جب اس صحبت سے جانعالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس جانشین منت نے
روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جس طرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جسدم آگے بڑھا
دریا ملا ہرچند ڈھونڈھا ناو بیڑے کا نقل بیڑا نہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروے آب وان سامنے آیا
قریب اُسکے دوسرا نظر پڑا اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ اس
حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس جب راہ طے کی عمارات عالیشان
دیکھی اُس چشمے کو اُسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جانیکا باب مفتوح
ہو نہوا سواے دیوار در نہ تھا اُسوقت بلبل بنکر دیوار پہ جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا
مگر سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اُسی بنگلہ کے اندر سے جاری
تھی چمن خالی اور باد بہاری عنی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نہ تھا باغ مین اُترصورت قدیم بدلکر بنگلے
مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ زمرد کے پاؤن کا بچھا ہے اُسپر کوئی
دوشالہ تانے سو رہا ہے برابر یاقوت کی تپائی پر پھولون کا دستہ آدھا سُرخ نصف سفید رکھا جانعالم نے
قدم بڑھا دوشالہ سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کہ کس ظالم ستم شعار بے رحم جفاکار
نے اس مہر دفتر خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہے بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر آنکھ پڑی چھینکا بندھا
سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہے جو خون کا قطرہ اُس حلق بریدہ سے پانی مین گرتا ہے اللہ کی
قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر بہتا ہے اس نے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہے قریب جا کر غور
سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ سر سے سر ٹکرا کر ہمسر ہو کسی کو
نہ خبر ہو بسکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کر لو کہین حرج کا ساد ہو کا
نہو ہرچند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر گوہر مقصد صدف مراد سے ہاتھ نہ لگا معاملے
سے ناآشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور و غل مچا یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی آمد ہے چھپا چاہیے
سر گلدستۂ گلبن محبت کے روبرو بھنورا بن کے بیٹھ رہا دفعۃً دیو آ پہونچا قوی ہیکل زبون شمائل گردشی سا
ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اُسی گلدستہ سے سفید پھول توڑا اُس یاسمین پیکر کو سونگھایا سر
اُچھلکر بدن سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان ہو سو متحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اُسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہے خوف سے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمین آج
تک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ جملہ بے ربط ہے غرض کہ صبح تک
مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اُسی دستے سے سرخ پھول اُس خون آشام نے
توڑ کر اُس لالہ فام کو سنگھایا سر تو چھینکے پر سر بلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو

تصویر ایک مکان نفیس پلنگ پر انجمن آرا دوشالہ اوڑھے ہوئے سر پری اور سر چھینکے پر
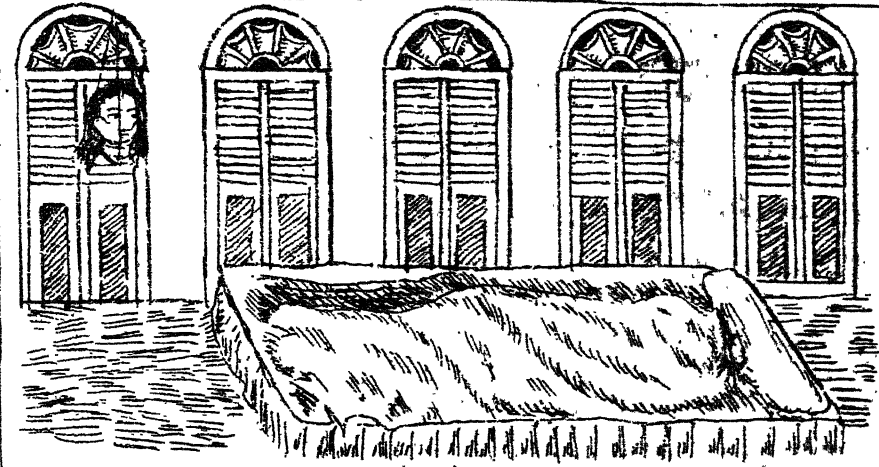
دوشالہ اوڑھا را ہی ہوا جانعالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سنگھایا انجمن آرا
بدستور با دل اُٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونون مہجور اس زور و شور سے روئے کہ تمام باغ ہلگیا زمین آسمان
دہل گیا جانعالم اپنے مصائب بُہا تنک آپکا حال فرقت کا درد ملال کہنے نپایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لا اعلم

تجھ بن مری اوقات جو اکثر گذری	وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری
تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم	مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری

یہ کہکر پھر دونون چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہین لڑی
شکست ہوئی ہے شعر بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم + دگرگون می شود احوال عالم + مؤلف

اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور آہ	معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

ہر عقدہ مالاینحل ناگزیر کے واسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہے اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہوا اُسے تقدیر کے حوالے
کر دیا ہے اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہے وہی طرفۃ العین مین ہو جاتی ہے ناگہان ایک سفید دیو

زبردست زور کے نشے سے سرشار مست بڑا طاقت دار رستم کا یادگار اُدھر سے گذرا نالۂ حزین صداے
غمگین کان مین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدون کے رنج کا
شامل تھا گریہ وزاری سُنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اس صحراے پُرخار
وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلاے الم اسیر پنجۂ ستم خراب
حال ہے یہ سوچکر باغ مین آیا یہان روتے روتے دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا
بنگلے مین آیا دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر بیمہر سے برج حزن مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اُڑے ہوے
سکتے کی حالت مین ہم آغوش ہین روے یار آئینہ وار درمیان ہے فلک بر سر امتحان ہے مجاہدت کے بعد
دونون کا مقابلہ ہوا ہے اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سر بالین بیماران محبت بیٹھکر نہر کے
پانی لیا دونون کے منھ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے موجود ہے
دیو سفید نے اُٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمایئے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے جانعالم اُٹھکر
بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادۂ جانعالم لسان و خوش بیان تھا اپنی رام کہانی چرب زبانی سے
کہہ سُنائی دیو ماجراے سرگذشتہ سُنکر بیقرار اشکبار ہوا عرض کی آپ بجمعی تمام آرام کیجیے اب وہ فاسق
آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھا اُس سے بھائی چارہ کیا صیغۂ اخوت
پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بیدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اُٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ جفاکار
بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ مین
ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اُس نطفۂ حرام کا ہاتھ
پکڑا وہ کافر اُسی درم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جابجا شق ہوئی الغرض بمدد
مددگار و قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اُکھاڑ سر سے اونچا کیا زمین پر پٹک چھاتی
پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری نے تجھ مددگار
بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایک دم مین تجھے فتح و ظفر حاصل ہوئی اگر ناگوار طبع نہ ہو
مین بھی ایک زور کرون وہ بولا بسم اللہ شہزادے نے ایک ہاتھ شانے پر دھر دوسرے
سے گردن اُس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچکر زمین پر دھڑ سے پھینکدی دیو سفید
یہ طاقت دیکھ کر سفید ہو گیا شہزادے کا چہرہ سُرخ ہوا وہ زرد رو ہے دین

ان عالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا

ل السافلین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوے دعوت کی تیاری
فت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب کا ناچ رہا آٹھوین روز اُس ماہ دو ہفتہ یعنے
ن آرا نے رنج جدائی ملکۂ مہر نگار مردان لشکر کا لب دریا انتظار بیان کرکے کہا بخدا مفارقت ملکہ
خواب و خور حرام ہے تمھارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آگئی وگرنہ دور شراب و کباب خون
خت جگر تھا ہر گلاس بر بادہ الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اُسنے عرض کی میرے آدمی جائین پتا
ئین انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس مین زیادہ مزا ہے اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہوکر
ور آنے جانے کے باہم وعدہ ہاے مستحکم ہو گئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام علیحدہ فرقت کا ملال تھا کہ
ہانے ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس ہزار دقت چلتے دو تین دن مین
پہنچ گئے چھالے پڑے قدم اُٹھانیکے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر کاٹے کوس نہ کٹے کسطرح کا فر انجمن آرا جھلا کر بولی میں

تھا یہ شور یوحہ ترا عشق جب نہ تھا		دل تھا ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھا

بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزونکی جدائی نظر آئی آفت اُٹھائی میر سوز

اگر مجھسے میرے خانمان کو		خدا جانے چلا ہے اب کہان کو

ادہ ہنسکر چپ ہو رہا پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے توتے
ئت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوے پہر دو پہر اُڑنا
ی درخت پر بسیرا خیمہ نہ ڈیرا اس روپ مین قاصد سیر ہوے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین طیور ہوے

روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کسیکو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کرکے اپنا زمانہ اور اکثر یہ شعر پڑھ دینا علم شب عشرت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستان ٭ کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند

مذکور ملکۂ مہر نگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوئے آنا رحم کھا جہاز پر منگانا شہر مین داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اُڑ کر پہونچنا اور نامہ لیکر روانہ ہونا

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ   تا لکھون حال مین اک اور ستمدیدہ کا
چین دنیا مین نہین عشق کے بیمارون کو   نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچارون کو
بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے ہین   جیتے جی دب کے یہ اُس بوجھ سے مرجاتے ہین
زیست بے لطف گذرجاتی ہے بیچارون کی   کیا کہانی مین کہون تم سے دل افگارون کی

نگارندۂ حال غریق لجۂ فرقت و کشتی شکستۂ بحر محبت بادبان گسستہ صرصر دوری و لنگر بریدۂ کار مجبوری طوفان رسیدہ کنار کامیابی ندیدہ یعنی ملکہ مہرنگار خامۂ جگر افگار یون رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی اُدھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اُسپر نظر آیا خوف خدا سے جلد پنسوئی کو دوڑایا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم آب نے بے تاب کیا تھا اور جانعالم اور انجمن آرا کے صدمہ جُدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا مین فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ واله و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا بازو باندھا اور تدبیرین کین دو تین گھڑی مین غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے مُنھ سے تو بچی آفت لطمہ و لجہ سے برکنار جہاز پر سوار ہون مگر شخص غیر سے دو چار ہون شرم سے سر جُھکایا تمام جسم مین پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا لیکن بے جواب دیے چارا نہ تھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک درپے آزار پر آلام جگر خون دلخستہ و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادۂ تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت چہرے کی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک نے گریبان صبر و طاقت چاک کیا بادشاہ رو دیا پھر خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار اُس نے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائین وطن کا پتا بتائین جب تاب و توانائی تم مین آئے گی وہان بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم جنگلے دامن دولت سے اُلجھے تھے مگر وہ تو گرد راہ کی صورت خار صحرا کی طرح جھاڑ

اس دریاے ناپیدا کنار مین ڈوبے خدا جانے کیا ہوے کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے اگر سوے عدم ہین
روانہ کر دیکھیرا چھٹے غم دالم سے نجات ملے بڑا احسان ہو اُسنے کہا مؤلف

تم سلامت رہو زمانے مین | ایسی باتین زبان سے نہ کہو

غرضکہ مجبور کچھ کھایا دو چار دن مین طاقت گونہ آئی اور جہاز دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کے واسطے
مکان عالیشان خالی ہوا لونڈیان پیش خدمت آئین محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہریار دیکھا ہوتا ہے اُس
جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیّا کر دیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب
چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا کہ تم شہزادی ہو ہمارے تمھارے ملاقات اس حیلے سے بڑی تھی امیدوار ہون
بخوشی مجھے اپنے فرمانبردارون مین قبول فرماؤ ملکہ نے کہا مین نے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سُنا اللہ آپکو
خالق نے بادشاہ کیا ہے انصاف فرماؤ شرط غریب نوازی ہے مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک
کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کس طرح یہان تک آئی ہون بقول اُستاد

دیکھتے آنکھوں کے کیا کیا لوگ اُٹھے پیش چشم | ہون لب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر

اگر بے گناہ کا خون گردن پر لینا گوارا ہے تو مختار ہے مجھے کیا چارا ہے اور جو میری خوشی منظور ہے
تو برس روز کی مہلت دے اس عرصے مین اگر کوئی ڈوبا تیرا میرے وارثوں کا پتا ملا کوئی ہوا جیتا پھرا تو خیر
نہین مین تیرے قبضۂ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے بادشاہ دل مین سوچا آجتک
ایسے غریق اُبھرتے نہین وہان کے گئے پھر اِدھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت نکرو آنکھ
بند کرنے مین سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار نہو تو جی
چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمھارے دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر مغتنم جانا کہ حاکم و محکوم کا فرق سبکو معلوم ہے
اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار گھڑی
نشست ہوتی ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار بیان کر اُٹھ جاتا یہان نئے دو کلے یہ سینے مسبب الاسباب
کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اُس مین مختصر سا پائین باغ بہت کیفیت کا تھا
طرح طرح کے میوہ دار درخت باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزان
سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منھ مین آجائے ہاتھ بڑھانے کی بار نہ آئے روشین مورت کی
صورت کی سالم آب روان مین پری کا عالم بھدے نہ بد قوارے سڈول سانچے کے ڈھلے نازک

شبک فوارہ کیاریاں بیحد اُنمیں آبشار ریختہ ہر ایک کیاری سراسر گلکاری چمن بندی قطعدار جابجا چبوترے معقول گل پیادہ و سوار پُر بہار چوکور عرض و طول باغبانیاں خوبصورت نوجوان تکلف کے سلان طلائی نقرئی کھرپیاں مرصع کار بیلچے ہاتھوں میں غمزہ چال میں ادا دیکھ بھال میں لگا وٹ باتوں میں کسی طرف کنوین کی جگت پر کیلے والے لال بیرنج و ملال ہو رہا کوئی کچھ اُکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی گرا ہوا پھول پتی پھل اُٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلڈالتی کوئی ٹوٹا جھڑا پتا گرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی شاخ ہر گل رعنا بلبلوں کا غنچہ سرو و شمشاد پر جوبن صدائے قمری طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا رقص پرناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد طیب جھیل غنچوں کا چٹکنا کوس رحیل کہیں لالہ پیالہ در دست کسی جگہ نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پر میخواروں کی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک ملکہ گہ و بیگاہ شام و پگاہ برفع پریشانی و دفع سرگردانی کو وہاں آنظارۂ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی مرحوم

وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہو
میں ہوں صنم ہو اور کوئی درمیاں نہ ہو

گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو
باد صبا بھی ہو وے نہ وے باغباں نہ ہو

گلشن ہو اور یار دل آرام اور میں
اپنا ہو قصہ غیر کی کچھ داستاں نہ ہو

کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالے کی لالی سے لڑاتی غنچہ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر پھوٹ پھوٹ کے خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مؤلف

جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو
گل خندہ زن ہے جیسے کرتی ہے عندلیب
بھٹکے ہو یار وہ یہ جرس کارواں نہ ہو
لینا بجائے فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنوں کی بن پڑیگی اگر ساربان نہ ہو

اللہ رے بیحسی کہ جو دریا میں غرق ہوں
پھولی پھلی چمن میں کہیں زعفراں نہ ہو
ہستی عدم سے ہے مری وحشت کی اک شلنگ
مرنے پہ یہ خیال ہے وہ بدگماں نہ ہو
چالونسے چرخ کی یہ مرا عزم ہے سرور

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو
تالاب کیطرح کبھی پانی رواں نہ ہو
بھاگو یہانسے یہ دل نالانکی ہے صدا
اے زلف یار پاؤنگی تو بیڑیاں نہ ہو
ناقہ چلا ہے نجد میں لیلیٰ کلانے مہار
اُس سرزمیں پہ جاؤں جہاں آسماں نہ ہو

گاہ لب جو کسی سرو کے پاس یاد قامت جاناں عالم میں مثل فاختہ کو کو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو روتی غور کرو دنیا میں کسی چیز کو قرار نہیں اسکا سب کارخانہ بیدا ہے کہ پائدار نہیں کبھی تو روز روشن ہے گاہ اندھیری رات ہے یہ کائنات کی کائنات سے ثبات ہے گلشن میں اگر بہار ہے تو خزاں در پے آزار ہے بلبل کو

ہزار حیف یاد ہین پر باغبان آشیان اُجاڑنے کی فکر مین ہے دام لیے لاکھ صیاد ہین نوش کے ساتھ گزند نیش ہے کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو سر دست کسی نہ کسی پیچ سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچکر یہ روگ مول لیتے ہین یہ نہین معلوم اَلثَّقِیلُ کَالمَعدُوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرح اندوز ملکہ بدستور قدیم لیے یار و ندیم باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مولف کا پڑھا مولف

اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے

پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اُسپر آبیٹھا گریہ و زاری اس غم کی ماری کی دیکھ کر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر نالہ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال ہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے ہین احوال پوچھنے کو اُڑکر آتے ہین زیادہ بیقرار و اشکبار وہ سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہے بندھی ہوئی ہے دل اُمنڈ آتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہو کر کہا صدق اللہ

جو دو شخص خندان بہم دیکھتے ہین فلک کی طرف رو کے ہم دیکھتے ہین

اے جانور خوش بیان سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل زلف سیہ بخت پریشان کی طرح نالان مورد صد اندوہ و بلا ہون شعر

بیکسی سوخت کسے مینخواہم نفسے ہمنفسے مینخواہم

شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک گریبان تار تار شعر

کس کو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن مین

دل مین الم سے خار خار غیر جنسون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ ہزار دن جور و ستم مین جریدہ روے راحت کو آشیان ندیدہ شب فرقت کے اندھیرے مین سوجھتا نہین خونبار ہون نسخ

صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ

طوطے نے کہا مجھے تم سے بوے محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برائے خدا اپنے راز سربستہ سے

مجھے آگاہ کرو للہ جلد مفصل حال کہو ملکہ نے قصۂ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کا بُرائی جادوگر کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اور ونکا پتا نپانا جانعالم کا چھُٹ جانا سب بیان کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین منجدھار مین ڈُوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا مُنھ موڑ خدا جانے کیا ہوا ہم مین اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس ہے پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے دم شمشیر ہے سانس ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سنکر زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہرنگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا افسوس

س دیکھ کر مجھکو وہ حاضر ہوا مرجانے کو | رہی غمخوار جو یان بیٹھا تھا سمجھانے کو

گھڑی بھر مین جب طوطا سنبھلا بولا کہ اے ملکۂ مہرنگار مین وہی توتا کمبخت جفاشعار ہون جسنے اُس رشک قمر کو دربدر کیا مجھسے انجمن آرا کا ذکر سنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپنے سب سُنا ہوگا پھر تو ملکہ اُسے گود مین اُٹھا یہانتک روئی کہ بیہوش ہوگئی شہزادے کے یہان کی باغبانیان دوڑین خدمتگار جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش وحواس درست ہوے توتے نے کہا آپ دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین مین نے یہ مقدمہ مجنون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اسیر ہین کہ رنج مفارقت کے سوا جان کی خیر ہے سب آملینگے اب مجھے رخصت کرو صبحکو خدا جانے کس وقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت کے محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک بر سر کج ہے بے لطف زندگی ہے دیکھین یہ بُرے دن کب جاتے ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین **استاد** ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال پر کاش ایک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھسے کہتے تھے + جی لگانے کا کچھ مزا دیکھا + سچ ہے دنیا مرض خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیف مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا + آخر ش رات کی رات توتا رہا صبحکو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال اپنا پرچے پر تحریر کردیا کہا جہان شہزادے سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی بیان کرنا وہ رقیمۂ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا تھا ایک روز قریب شام باِدل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اُنپر بیٹھکر سیل سرشک چشم تر نم سے بہاتا تھا اُسیدن جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بناکے اُسی درخت پر آبیٹھے یہ توتا ہمجنس سمجھ دیکھنے لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے دل خستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت مصیبت دیدہ

مصائب کشیدہ ہے توتا باتین توسمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدا کرے کہ تم تمھین وہ رنج نہ دے عدو بھی
تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہردم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن یہ صدمہ جانکاہ
اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ رہتا ہون
تو اغررہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سننے والے روتے ہین + نہین کہتا ہون
تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب دشت پھنکتا ہے + کبھی جو شہر مین
آتا ہون تو گھر بھول جاتا ہے + پہاڑ دیمین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہوکے اڑتے ہین + جو دریا پر
کبھی جاتا ہون سر پر خاک اڑاتا ہے + مجمع رنج ومحن غریق شط خفت ہمہ تن ہون محسن میرا خانمان
آوارہ ہوا یہ ندامت ہے مفارقت اسکی ظلم ہے قیامت ہے اسکے ورائے تازہ حال یہ دیکھا ہے کہ ایک
عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا غیر جنون مین اسیر بلا ہے اسکے ناوک آہ سے چھاتی سوخدا نہ
ہے سنان نالہ کلیجے کے پار ہے اگر گریہ وزاری یا تڑپ اور بیقراری اسکی بیان کرون پتھر پانی ہوکر
بہہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو راہ چلتے انجان کو رحم آئے جانعالم یہ سنکر پھر بیٹھا
کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ وآوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو ناجنسون مین گرفتار ہوا توتے
نے انکی داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون
نے صورت بدلی توتا پہچان کر پانؤن پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا

جان عالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پانؤن پر گرنا

کہا اے ہمدم تمسے جو ہم جدا ہوے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوے دشت بدشت کوہ بکوہ خراب خستہ
در بدر محتاج پھرے تم اسد نکے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اُسنے خط حوالے کیا پہلے انجمن آرا نے
آنکھون سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بد حواسی کا مطلب سرنامے سے کھُلا کہ جانعالم
کی جگہ ملکہ اور ملکۂ مہر نگار کی جا رقیمۂ شوق جانعالم لکھدیا تھا اس انتشار کو سمجھ شہزادیکے ہوش گم ہوے
بسکہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب کھولتا تھا از شوق
ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو سو حسن طلب دکھاتا تھا مؤلف

نامۂ شوقیہ جب مین نے رقم اس کو کیا		سو جگہ مضمون تب اُس مین مکرر ہو گیا

آنسو دم تحریر یعنے لکھنے کے وقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبّے اور نشان اُسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کی طرح ہر سطر سے
کھلے تھے اور سرخ نالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خوبی ہویدا تھی لہو رونیکی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا حافظ

از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ		انّی رایتُ دہراً من ہجرک القیامہ
سواد دیدہ حسل کردم نوشتم نامہ سوے تو	شعر	کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو

اے یار وفادار صادق الاقرار اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق داستان فراق قصۂ طول و طویل
زندگی کا بھیڑا قلیل ہے اگر ہماری زیست منظور ہے جلد آؤ صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچھتاؤگے تمنے آنے مین
اگر دیر کی تو ہمنے صدمۂ ہجر سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اُڑاؤگے مؤلف

شکل اپنی ہم کو دکھلاؤ خدا کے واسطے		جان جاتی ہے اجی آؤ خدا کے واسطے

تو ہی دم کا دم سینے مین نہان ہے نام کو جسم مین جان ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا
بے تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان کھوتے ہین اتنا کبھی کاہیکو کسی دن
ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی راتون مین روتے ہین میر بیتابی دل کسے سنائین +
یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر ہر دم بر زبان ہے بے تصور سے باتین کیے چین کہان ہے استاد

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے		ترے خیال سے پہرون ہی گفتگو کرتے

ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دوستو از ندانسے تیرہ و تنگ ہے میر گریون ہی رہیگی بیقراری + تو بچیگی زندگی
ہماری + وحشت پیر اسون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی طرح ہے جو پہر وہ سال ہے میر دل کوئی دم مین خون ہو دیگا + آج کل
مین جنون ہو دیگا + تمھاری صورت ہر پل بروبرو ہے جسطرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدہ دریا بار ہے آنکھ نہین

چشمہ آبشار ہے جن آنکھون کو تم پر نم نہ دیکھ سکتے تھے اُن سے خون کے دریا بہگئے مؤلف

تم نے نہ ہماری پر خبر لی ۔ چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی

دن رات کی وہ صحبت تمھارے ساتھ کی جب یاد آتی ہے نیند اُچٹتی ہے بیچینی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہے کاٹے نہین کٹتی ہے چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے کھاتی ہے خواب مین نیند کا خیال کھانا پانی ہجر مین حرام ہے حلال نہین وہ سر جو اکثر آپ کے زانو پر رہا ہے اُس کو سو سو بار بالش و بالین پر دے پٹکا مؤلف

جس مین باہین تری حمائل تھین ۔ طوق حسرت مین اب وہ گردن ہے

میرے جاگنے کے لے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شرعی زاہد ہین مرغ سحر کو بیقراری سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ و زاری سے اُڑاتی ہون شب وصل یہ ہمین جگاتے تھے اب ہجر کی رات ہم اُنھین سونے نہین دیتے من مانتے بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان ہے ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہے چشم ہر اختر معائنۂ حال زار سے بحیرت وا ہے چرخ گردان میری گردش دیکھ کر چکر کر رہا ہے اُستاد

کھا لیجیے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہین تم اور کہین ۔ کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین

افشاے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب دوستون کے ملال کا ہے لا اعلم دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی ملجائینگے رنج فرقت کے دُکھڑے مفصل زبانی کہہ سنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہے تو انسان مجبور ہے اِس حسرت کو بھی در گور لیجائینگے سعدی ہی اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + بخدا نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہے جامع المتفرقین سے یہی التجا ہے کہ تیرے جلد ملاقات ہو جائے جان زار دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہے اشتیاق اور جدائی کا صدمۂ جانکاہ سخت شاق ہے شاق خوگر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہے نہ مشاق یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سرنامہ سراسر وہ نامہ بھگو دیا اُس رات کو تو چار و ناچار وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سر انجام کیا آگے آگے تو تار ہبر پیچھے پیچھے وہ دونون تیز پر

پہونچنا جانعالم اور انجمن آرا کا مع توتے ملکہ مہر نگار کے پاس پھر ملاقات ہمدیگر فوج بھیجنا وہانکے بادشاہ کا لوگونکا ملجانا بادشاہ کا آنا پھر اُسکی گرفتاری اور جان عالم کی سیر چشمی

پلادے تو ساقی مے لالہ فام ۔ کہ ہوتے ہین معشوق و عاشق بہم
ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام ۔ جدائی کے ایام طے ہو چکے
وہ مے دے کہ ہو درد دل سے سالم ۔ شب ہجر مین خوب سا رو چکے

مچاؤں کوئی دم بھلا چُھپے　　کہ رنج جدائی بہت سے سہے
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور　　کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور

محرران حال طالب و مطلوب و حاکیان حکایات خوب یون لکھتے ہین کہ وہ پرندۂ ہوائے شوق یعنی جانعالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہونچا یہان جسدن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہر نگار دونون وقت بلا ناغہ اُس درخت کے تلے جہان توتا ملا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے٭ فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روانسے اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار توتے کے انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لگی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت اور موتیون کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو آہ سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانیکو یہ غزل پڑھتی مؤلف

آتشِ فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہو گیا　　پھنک کے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہو گیا
باعثِ افشائے ذلّت دم نہ مارا مین نے گاہ　　ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھپر ہو گیا
نزع تک تو آمدِ جانان کا کھینچا انتظار　　وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان برابر ہو گیا
کیا ڈراتا ہے ہمین واعظ سُنا شور نشور　　شام فرقت یان عذابِ روز محشر ہو گیا
اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین اشک　　روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہو گیا
فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور　　اپنا جب مجموعۂ خاطر ہی ابتر ہو گیا

دفعۃً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہو کر بولی اے قاصد نیک صدا دہر ہر شہر سبا میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اُس بلقیس محجوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا اے ملکۂ عالم قدردان خبردار دنکو خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتاؤنگا اُسکی اجرت کیا پاؤنگا یہ سُنکے ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسنے خبر پائی یہ کہا اُستاد

پیغام دوست جلد تو پیغام بر سُنا　　گھبرا کے دم ہی جائے نہ میرا کہین اُلٹ

توتا عرض کرنے لگا حضور کا فرمانا بجا ہے مگر ایسی بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے اُستاد

دفعۃً خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل　　خبر خوش نہین اچھی جو یکایک ہو دے

توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کر دیتا تھا ملکہ بیچین ہوئی جاتی تھی ادھر شاہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض نہ رہ سکی صورت بدلی جانعالم مجسم ہو کے سامنے آیا آپسمین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے ملکر

تصویر انجمن آرا و جان عالم اور ملکۂ مہر نگار کی باہم ملاقات ہونا

روئے غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحۂ سینے سے دھوئے رونیکی آواز سے
مغلانیان خواصین جمع ہوئین جبکی آنکھ ان دونون پر پڑی دوڑ کر صدقے ہوئی اور پانؤن پر گر پڑی
جل جلالہ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہین دوست تو دوست ہے دشمن
غش کر جاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سوت کی آنٹی بھی اگر پاس ہو تو
اینٹھاری سے خریدار بنجاتا ہے جان عزیز نہین حرمت کچھ چیز نہین غلام کی غلامی پر آقا فخر کرتا ہے
جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کہ یہ اُسپر مرتا ہے عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہین اس مین غیر ضرر
کچھ سود نہین غرضکہ خرم و خندان بارہ دری مین آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا اُس
نے دیو کا اُٹھا لیجانا باغ کی بیسر دپائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی آفت
سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا گرم پانؤنکا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادے
کا سکھانا توتے سے درخت پر ملجانا سُنا دیا پھر اُس نے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صحبت کی
گذشتہ کا حال مین ذکر کرکے جو کچھ دھیان بندھا پھر سب رونے لگے تو نا بدمزہ ہوا کہا صاحبو اب
یہ قصہ بکھیڑا دور کرو ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی

جز حسرت و افسوس نہین ہاتھ کچھ آتا ۔ ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے

ملکہ بولی اے شیرین مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سُنا سوز

معلوم ہمکو دل کے سلوکون سے یہ ہوا ۔ نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا

اُسنے جتنی محنت و مشقت اُٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین بالنپے ساحر
ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کرچکا ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکر روبروے دشمنان بند دوست
بادل خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر بے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و سفلہ پرور شروع ہوا مطرب نے سازکی
ناسازگی پر گوشمالی دی صدائے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہانکے بادشاہ
کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد ہوے کہنے لگا
الحمد للہ ایک موجود تھی دوا ور آئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی کو
بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سُنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہم گر میسر ہے صبح سمجھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کیے گئے جس وقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہو جلوہ گر
تخت زرنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ کوہ مغرب کیطرف فراری ہوا جانعالم حمام سے
غسل کرکے نکلا اُس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگاہ پڑی اسم کی برکت سے
آداب بجالایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوے پھر تو دروازہ
بکشادہ پیشانی کھولا یہ خبر وحشت اثر اُس بادشاہ کو پہونچی اور سوار پیادے لڑائی کے واسطے بھیجے وہ بھی جب
سامنے آئے حلقۂ غلامی کانمین ڈالا جنگ کا خیال نہ رہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہے المختصر تمام فوج آکر
حاضر ہوئی اسوقت وہان کا تاجدار طیش کھاکر سوار ہوا کہان یکہ سوار کجا انبوہ بیشمار تلوار چلی دس پانچ
زخمی ہوے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو نہ مارا کمندون مین پھنسا لیا اور جانعالم
کے حوالہ کیا شہزادۂ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید کانپا اور فرمایا اللہ
وہ وقت کسی کو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہوجائے یہ ارشاد کر اُس سے بغلگیر ہوا برابر بٹھایا قتل
سے ہاتھ اُٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا منفعل خاموش بیٹھا شہزادے
نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہے ہم تمھارے مہمان تھے تمنے دعوت کے بدلے عداوت کی اللہ کو
یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپ کو مبارک مین غریب دیار کمر باندھے چلنے کو
تیار ہون اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہوجائے گا امروز فردا مسافر روانہ ہوجائیگا وہ اسکی فصاحت و بلاغت
اور یہ سیر چشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بخدائے عزوجل لایق حکومت
قابل سلطنت آپ کی ذات فرخندہ صفات ہے جان عالم نے کہا آپ یہ اپنی تعریف کرتے ہین

دگر نہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہوکر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کے
ہمراہ چلی جب یہ جنگ نزرگری ہوگئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر عفو کا امیدوار
ہوا شہر مین یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا ہوتا تھا
کسی وقت شہزادہ نہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس شتر سوار ہر کارے فوج کے تجسس مین روانہ کیے چالیس
منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی مین جان نتھی فرمانکی مُہر دیکھکر جان تازہ پائی پھر آنکھون سے
لگائی رات دن کوچ کرتی بیس پچیس دن مین برسم یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ فرماکے
مسرور ہوا ملال بھولا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل کی سبنے نذر دی موافق قدر و منزلت
خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا فوج کے سردار ونکو
خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین دیا از سر نو
لشکر چمکادیا پھر وہان سے کوچ ہوا وہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط
تو تا ہنساتا رمز و کنایے کرتا لطیفے سناتا دل بہلاتا ہر صبح با خاطر شگفتہ مثل نکہتِ گل کوچ
ہر شام بلسان فصل بہار بآسایش مقام روزمرہ شب براحت و آرام روبراہ ہوے

ورود لشکر نصرت آمود پُر بہار جنگل مین جاڑے کی شدت صحبت شراب کے نشے کی ترنگ مین خیالات فاسد کا آنا کج بحثی باہم کی پھر توتے کا سمجھانا شہزادے کا پچھتانا

ناگاہ ایک روز گذر موکب حشمت و جلال با فر و شوکت کمال ایک صحراے باغ و بہار دشت لالہ زار مین
ہوا فضاے صحرا قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لایق تقریر بو باس ہر برگ و گل کی رشک مشک
اذفر صفحہ بیابان معنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر فذا لیقے مین بہ از شیر و شکر
چلے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند اور چرند
اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین جمے ہوے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اُٹھاتے
تھے دھوپ کھانے باہر نہ آتے تھے قصد سے تھرتھراتے تھے سردی سے سبکا جی جلتا تھا دم تقریر
ہر شخص کے مُنھ سے دھوان دھار دھوان نکلتا تھا آواز کسی کی کانتک کسی کے کم جاتی تھی مُنھ سے
بات باہر آئی اور جم جاتی تھی مار سیاہ ادس چاٹنے باہر نہ آتا تھا سردی کے باعث دم دبا کے بانبی مین

بھاگ جاتا تھا زانیکے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک سست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ سوتے
تھے گھسٹتے تھے مگر گھٹنے سے جدا نہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا پروانون نے
گرد پھرتے پھرتے ٹوٹا لا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منھ ڈھانپتا تھا شمع کا جسم برف تھا پگھلنے
کا کیا حرف تھا ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گواہ شرعی شرر تھا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا
اثر تھا کہ سلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چہارم کی چھاتی سرد تھی
گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی گنجون نے بٹیر پکڑے لوے لوٗون کے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن
باندھ لائے سرزمین ہند مین مُردے نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پاؤن گلتے تھے آتش رخسار
گل شبنم نے بجھائی تھی باغمین بھی جاڑے کی دہائی تھی خوبی اُس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی دکھاتی
تھی مرصع کاری یک لخت نظر آتی تھی دانہ ہاے اشک شبنم خواہ بڑے یا ریزے تھے ہر شجر کے پتے
اور شاخ مین الماس اور موتیون کے آویزے تھے عذار لالۂ احمر رشک زعفران تھا طلائی درختون کی
ٹہنیان کہربائی پتے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا تھا حمام تہ خانے کا خسخانہ تھا
آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اُس زمانہ مین جاڑے کی یہ ترقی تھی
کہ آجتک بتونکی سرد مہری نہ گئی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا زیست سمندر کے
عنوان تھی آگ خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے
تھے دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پلنگے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آتی تھی
عاشق تن پریون کو ساتھ سلاتے تھے اسپر بستر کو گرم نپاتے تھے جاڑے مین ہر ایک المست تھا عالم
اللہ کا آتش پرست تھا جاڑے سے اُس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزہ کا عالم تھا
بانکے ترچھے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑانے کے عوض دانت کڑکڑاتے تھے پہنچے چقماق پتھر کے
لاٹھی سے بیکار ہوگئے تھے چانپ کے پتھر آگ نہ دیتے تھے اور توڑے دار کا یہ حال تھا کہ بوجھ کندھا
توڑے دیتا تھا قدم اُٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا توتے کی جگہ شور بلبل تھا مجوش لوگونکے کانپتے تھے
بھبوے کی مٹی کو الاؤ سمجھ پھونکتے پھونکتے ہانپتے تھے ملایم لوگونکے حواس جگنوٗ تھے جگنو کو چنگاری کے دھوکے
اُٹھا نیکو تھم گئے تھے سردی بسکہ کارفرما تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور و شور عالمگیر ہوا
تھا کہ کرۂ نار زمہریر ہوا تھا جانعالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو بعد ورود متوجہ سامان عیش و نشاط ہوا لکہ اور انجمن آرائی

پری پیکر محبوب تو تا مصاحب نے بدل بدل مرغوب دور شراب کا گردش مین الا گشتی شراب کی شے چلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلیون کو شرماتا تھا قطرہ مے اُس مین گرتے ہی جم جاتا تھا مینائے بیزبان کے مُنھ پر روئی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ فخر آبگینہ تھا جاڑے کا لشکر مین ہر طرف شور و غل تھا بازار مین روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور آفتاب جبینونمین چکا عالم سُرور مین جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دلمین سوچا کہ اتنے عرصہ دراز زمانۂ دیریاز تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہمسے فرقت غیر و نسے قربت رہی رنڈی کا اعتبار کیا ہے یہ قوم قدیم سے بیوفا ہے فردوسی

اگر نیک بودی سر انجام زن		زنان را مزن نام بودے نہ زن

یہ نشیب و فراز جو ذہن مین آیا جلی کٹی ہونے لگی کج بحثی صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خانہ بردوش موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بیزبان بلبل ہزار داستان دل کا حال جانتا تھا اُڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ ایسی گفتگو آغاز ہو جسکا انجام یہ صحبت درہم برہم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اُچاٹ کہنے لگا شہزادے نشہ اُس کیفیت سے حرام ہے کہ اسکی ترقی مین عقل کو تنزل ہے خیالات لاطائل آتے ہین احسان بھول جاتے ہین فقط گمان بیجا اور خیال وہ بھی نشے کے حال کا اُسپر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے بعید ہے ایکساعت ادھر مخاطب ہو جیئے اس مدت مفارقت مین جو جو سانحے دیکھے افسانے اپنے بیگانے کے یاد کیے ہین اگر بگوش ہوش اُنھین سُنیئے تو یہ تخیلات فاسد دور ہون جانعالم نے کہا ایسی بات اسوقت کہا چاہیے ہے جلد کہ

توتے کا بیان کرنا قصہ شاہ قوم بنی اسرائیل کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و ایمان کھونا پھر سنگسار کرنا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر مین آنا

توتے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا نیک طینت باصفا سخی و شجاع عابد پارسا اُسکے عہد دولت مین دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی ایک مفتی بظاہر مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلہ بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورت مفتی کو بادشاہ نے کہین دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو اُس عورت کے پاس جاتا تھا پر دہ اسی واسطے خوب ہوتا ہے جتنا دینا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون سے دیکھا سُنا ہے وہ بدرجہ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چند روز مین
دولہ طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب بجنون ہوا مگر وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ
عصمت وعفت رکھتی تھی ایسا حسن حُسنِ اتفاق سے ہوتا ہے قاضی نے ایکروز اس سے سوال وصال
کیا اُسنے اس امر سے از حد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہ ہوئی اور نہ ہوگی
خفت مین دو اندیشے ہوے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشاے راز کا خیال گھبرا کر
بادشاہ سے عرض کی دم رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے
اسکی غیبت مین زنا کیا مجھے ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب زہد و ورع جانکر اختیار دیا
قاضی نے اُسکو تنہا لیجا کر سمجھایا کہ ابتک خیر ہے مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہوگا تیرا ضرر ہوگا دلیر جبر
اختیار کرونگا تجھے سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اُس کی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ
پر راضی ہوئی اس کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا کر اُس کو سنگسار کیا خلق خدا
عبرت کنان خائف و لرزان اپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا
سنگ ستم قاضی سے بچا لیا ٹھیس نہ لگی خواہش بیجا مین ایسا ہی ہو جاتا ہے عقل پر پتھر پڑ جاتے ہین شیکو
عورت پتھر سر کا ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی جنگل مین ایک دیرانی تھا مرد خدا پرست بستی کو چھوڑ
اہل دنیا سے مُنہ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اُس حق پرست نے اسکی غریب الوطنی پر رحم کھایا
لڑکا اسکا خرد سال تھا اسکی خبرگیری کو اپنے پاس رکھا اس دیرانی کا ایک غلام سخت نطفہ حرام تھا بد ذات
گیدی مثل مشہور ہے لاخیر فی عبیدی رنڈی جوان دیکھ کر عاشق ہوا بہت چاپلوسی کی وہ ڈھب پر
نہ چڑھی اُس شقی نے دیرانی کا لڑکا ذبح کر تہمت اُس عورت پر کی اولاد کی محبت مشہور ہے امیر
ہو یا فقیر اس مین مجبور ہے دیرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر و شاکر تھا عورت سے
کچھ نہ کہا بجز کہ رضینا بالقضا اور بیش دینار زادراہ دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت کی ماری
پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو
زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اس سے کونسا جرم قبیح
سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہے لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہے ادا کی طاقت نہین
اسکے بدلے یہانکے سردار نے دار کا حکم دیا ہے عورت کو رحم آیا وہی دیرانی کے دینار دیکر قید سے

چھڑا دیا وہ مکار بدباطن عیار تھا رنڈی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھر آیا کہا تو تو میری محسنہ ہے مین
تیرے ہمراہ رہونگا خدمتگزاری کرونگا اس حیلے سے ساتھ ہوا کچھ دور شہر سے نکلی تھی راہ مین دریا ملا
یہ مدت سے نہائی نہ تھی کپڑے بھی کثیف ہو گئے تھے ایکطرف لباس دھوکر نہا رہی تھی ناگہان ایک سمت سے
دو جہاز وہان آگئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہے اُس حرامزادے سے پوچھا یہ کون ہے اُسنے
اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبلغ کثیر پر بیچکر کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا روپے لیکر
چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسپر مائل ہوے قصے فساد حائل ہوے پھر یہ صلاح ٹھہری
کہ بالفعل مال کے جہاز پر یہ رہے جب اسباب بک چکے اُسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لے جھگڑا
مٹایا اُسے مال کے جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ تو ڈوب گیا
مال کا جہاز اور یہ جانباز سلامت رہی چند عرصے مین جہاز اُس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار
ہوکر نکلی تھی دو کلمے یہ سنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہان کے بادشاہ کا بخشی ہوا
اور دیوانی کا غلام بہ مرور ایام پایۂ وزارت پا گیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم مین
مبتلا تھے جسدن جہاز اُس شہر مین پہونچا وہانکے پیغمبر کو حکم الٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہے
یہانکا بادشاہ وزیر بخشی اور قاضی و مفتی کو لیکر اُسکے پاس جائے اور اس سال مین جو جو گناہ ان سب نے عمداً اور
سہواً سرزد ہوے ہون اُسکے روبرو بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین وگرنہ بلاے آسمانی
آفت ناگہانی اس زمین پر نازل کرونگا پیغمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سبکو ساتھ لیکر جہاز پر آیا عورت

تصویر زن عابدہ کے آنیکی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی

پردہ چھوڑ کر آ بیٹھی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین سیہ کار از سر تا پا گناہگار معصیت کا
پتلا ہون مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہے کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات جرم سرزنش کا حکم
دیا ہے عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کی طرف سے گمان بد ہے اُس نے
کہا تو ابھی چپ سارہ بیٹھ پھر قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امّارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی
کہ بے جرم وخطا ایک بے گناہ کو سنگسار کیا اُس نے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اس کے وزیر
وہ دیرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندے سے بتحریک شیطان اور جوش شہوت جرم قبیح
ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی غفور و رحیم تجھ پر رحم کرے جب
بخشی آیا وہ بیچنے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہے خدا تجھے نہ بخشے الغرض بخشی
کی جان بخشی نہوئی پھر وہ پردہ اُٹھا باہر آئی مُفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب تقصیر عفت کا
فسانہ ہے آج تک خدا کی حفظ و عنایت سے عزّت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہون یہ
مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشہ عزلت مین بیٹھکر عبادت کرون اسی شغل مین مرون
یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عورت تو
حجرہ بنا طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی توتا یہ قصہ تمام کر کے
بولا جانعالم جو ثابت قدم ہین اُن کا ہر وقت اللہ یار ہے ہر بحر کے کنارے سے اُن کا بیڑا پار ہے فرد

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

یہ نقل سُنکر شہزادے کا نشہ ہرن ہوا دو تون کی شفقت اور ایذا اُٹھانی خانہ ویرانی بادیہ پیمائی یاد آئی خوف
خدا سے مثل بید کانپا ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشہ مین جھک مارا قصور ہوا پھر ہنسی خوشی وہان سے کوچ ہوا

یہ خاتمہ داستان ہے اور وطن پہونچنا شہزادہ جانعالم کا زیارت والدین اور لوگون کا جھمکڑا طلعت کی توتے سے ملکہ اور انجمن آرا کا دل بہلانا پھر وزیر زادیکا قتل سلطنت ترک کرنا فیروز بخت کا

چل اے توسن خامہ منزل رسان — کہ اب گھر پہونچتا ہے یہ کاروان
پھرا گھر کو شہزادۂ خوش سیر — جھمکڑے کا عالم بہت کرّ و فر
وہ اس طرح پہونچا وطن کی طرف — بہار آئے جیسے چمن کی طرف

بڑی فکر رہتی تھی ہر صبح و شام ہوئی فضل حق سے کہانی تمام
وہ بچھڑے تو سب ہوگئے ایک جا ہوے اپنے مطلوب سے ہم جُدا
رہی شرح جورِ فلک ناتمام سرورِ حزین تو سن خامہ تھام

غرضکہ شہزادۂ جانعالم منزل بمنزل مسافت طے کر کے بالخیر وطن پہونچا دو کوس شہر سے باہر خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر اُترا یہ خبر فسحت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز سے جان عالم مفقود الخبر در بدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار سے غرض دیوانہ وار بادل بیقرار محل مین پڑا رہتا تھا اور شہزادے کی ماں بھی غمگین اندوہناک بے چین دن رات غم کی حکایت اندوہ کے بین نصیب کی شکایت لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نپاتی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہانتک دوری دلبند مہجوری فرزند مین دونون روئے تھے کہ آنکھین ان عزیزون کی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دید کے اشتیاق مین مثل چشم دیدۂ یعقوب علیہ السلام ہوگئی تھین بحکم آیۂ وافی ہدایۃ وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰهُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَهُوَ کَظِیۡمٌ ٭ سچ ہے فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہے رات دن آنکھون مین یکسان ہر وقت سراسیمہ و پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے در پردہ ریاست کا کام سنبھالے تھے جب وردو لشکر باین کر و فر سنا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس حال دریافت کرنے کو بھیجا بسکہ شہزادۂ با امتیاز کی مفارقت کو زمانہ دراز گذرا تھا سوا سامانِ جاہ و حشم لشکر کا چم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار خزانہ لاانتہا دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ عالم گردش طالع و اژدن نیرنگی گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعتًہ گم ہوگیا بادشاہ آسمان جاہ ہمارا مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کر نور نظر بھی اُس اپنے قرۃ العین طاقت بصر کے ہجر مین گریہ کی نذر کر چکا ہے ہنوز اُس عین الکمال کے قدم کی خاک سرمۂ چشم مشتاقان کحل الجواہر دیدۂ منتظر نہین ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہے کہ اگر خواہش تخت یا تمنائے تاج منظور خاطر ہے بسم اللہ کل نہین آج حاضر ہے۔ مگر

سامان جنگ وجدال گرم بازار ہی عرصۂ قتال خونریزی بندگان خدا ناحق روا ہے
مجھے تخت سلطنت تختۂ تابوت سے بدتر ہے الا معاملہ قضا و قدر سے مجبور
ہر فرد بشر ہے ہرچند جینے سے سخت جی بیزار ہے لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر

مرنے کو مین تو راضی ہون موت کو موت آگئی		زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون

شرح سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جان کر طول کو مختصر کیا جان عالم
یہ سُن کر رو دیا وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس تم نے
گود کے پالے عرصۂ قلیل مین بھلا ڈالے بعد آداب و کورنش عرض کرتا کہ بدولت الفت
پدری و تاثیر دعاے سحری سے خانہ زاد بامراد زندہ و سالم شرف آستان بوس
سے مشرف ہوا اُسوقت وزیر نے پہچانا قدمون پر گرا پھر سر اُٹھاکر بے اجازت بھاگا
اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہو اُستاد

	بوے یوسف سوے پیغمبر کنعان آئی	

اے بادشاہ با اقبال واے صاحب جاہ و جلال بعنایت جامع المتفرقین اور
بہ باعث برکت دعاے مہاجرین نیر اوج بختیاری کوکب درخشندۂ سپہر شہریاری
با فوج و لشکر مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اس اُجڑے نگر کو آباد کیا بسایا مشتاقون کا
دل الم رسیدہ شاد کیا شکر صد شکر نالۂ شبگیر بااثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبۂ یاس حاصل تھا
وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میر تقی

وہ اور ہوگی وقت سحر ہو جو مستجاب		شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین

وزیر نے پھر عرض کی بسر حضور شب دیجور رہماری مین قدم سے شمع انجمن افروز
سلطانی کے روشن ہوئی اس گفتگو مین وزیر تھا کہ جان عالم تنہا داخل ہوا محل
مین محشر کا قیام ہوا اور رونا پیٹنا مچا رنڈیون کا اژدحام ہوا ماں باپ نے
گلے سے لگایا شہزادہ بالراس والعین آداب بجا لایا عین عنایت

جان عالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا

اور عیش و عشرت بسر کرنا

اکی دیکھیے اُسیدم دونون کی آنکھون مین بینائی جسم مین تاب و توانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا بہو وُن سے لشکر مین جاکر دوچار ہوا شہر والون نے سُنا صغیر و کبیر برنا و پیر دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ آگے آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دو رویہ تصدق ہوتا محلسرا مین لاکر اُتارا جانعالم کی مان نے انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونون پر نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک سلامت کی صدا درودیوار سے پیدا ہوئی جس نے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادے کے محلسرے قدیم مین ہم جائین ماہ طلعت سے ملاقات کر آئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت سخت مُنھ پھٹ بڑھ بولی فضول ہے اُسے شرمندہ کرنے سے کیا حصول ہے میان مٹھو بھی حاضر تھے بول اُٹھے قبلۂ عالم یگانگت مقتضاے ملاقات ہے خفت و ذلت کی کیا بات ہے بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیون نے سواری طلب کی ملاقہ پران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو سلام کیا اس نے سر جھکا لیا ہکا یک سواریان آپہونچین اُسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اُٹھی استقبال کیا دونون نے گلے سے لگایا مسند پر جا بیٹھین ملکہ بڑی سحر خوش بیان تھی انجمن آرا تنی طرارہ کہان تھی سلسلہ کلام بدلا دی تمام کھولا کہ ہماری جانب اور گمان تھا تا ہم بہرحال شریک بشاشت رفیق ملال ہین تو تا انجمن آرا کے سامنے آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت اتنا زبان مبارک سے فرماؤ کہ آج سچا کون ہے جھوٹے کے مُنھ مین کیا ہے اور تو کیا کہون آپ کی کج بحثی سے جانعالم کے ہاتھ یہ لوگ مہرجبین ماہ سیما آئے گویا اتنا چکر ہوا

میرے سبب سے آپ کو ندامت ہوئی جھوٹے کے منھ مین گھی شکر ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی تھی توتے سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہے پھر ماہ طلعت سے کہا سنو بیرجان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہے دنیا کا کارخانہ فسانہ ہے زہا یہ حسن و خوبی عارض عارضی ہے اسپر کیا اترانا ہے یہ کیفیت یہ جوبن یہ سن چار دن کا ہے ناپائدار اسکا کیا اعتبار رنگ چمن دنیا جاودان نہین کونسی بہار ہے جسے خزان نہین حسن پر غرور نہ بجا ہے سرور یہ کہتا ہے شعر

بہتا دریا ہے یہ حسن اس مین لے دھوے ہاتھ　　بیخبر اترتا ہے کیون بر سر ساحل بیٹھا

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام نظم

نظر پڑا چمن دہر مین جو ہمکو نگان　　ہزار خار ہوئے دیکھی بلبل نالان
ہمارے زعم مین اُس سا نہین کوئی نادان　　جو اپنے حسن دو روزہ پہ کچھ ہوا نازان
شکستہ رنگی گل شاہد چمن سے عیان　　کہ اس بہار کا انجام آخرش ہے خزان
گھمنڈ اسپہ حماقت کی بس نشانی ہے　　مقام عبرت و حیرت سرائے فانی ہے

آخر کار ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو چار گھڑی ہنسی خوشی اختلاط رہا مگر توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا پھر رخصت ہوئین اُس نے حاضر ہونیکا وعدہ کیا واقعی جنھین اللہ حسن بیمثال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہے ان لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجب و نخوت سے صاف اور مرآت سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہے القصہ باہم نے رنج والم رہنے لگے سب شاد ہر روز خندان و خرم و فرحان بسر کرنے لگے نئے سرے وہ اُجڑا شہر بسا بنائے ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا و نا سابق سے حال مین آباد ہوا خزان چمن سے دور ہوئی بلبل نالان مسرور ہوئی ایک روز جانعالم نے تمام خلقت کو در شہرپناہ پر طلب کرکے وہ بکری کا بچہ دکھا ٹھرا میان اُس کی سزا جلاد سے حکم کیا اسکے اعضا اعضا سے جدا بیدست و پا کر زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اُڑا کر کھلا دو شکاری کتّون کو لوبھا کر چٹا دو بموجد ارشاد سر اُس بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ ماجرے سنکے تھرا گئی سب نے اُس بیدین پر لعنت کی اور نفرین کی جانعالم نے دولتسرا کی راہ لی اُسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالے کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا

وہ توصائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہوا عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکر دون مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی ورحیم و شجاع یکتاے روزگار مشہور ہوا ذکر دونون کا تاقیام قیامت صفحہ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور ہر زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہگئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور ہا کسکا زمانہ رہا جس طرح جان عالم کے مطلب ملے اسی طرح کل عالم کی مراد اور تمنا ولی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین مؤلف راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی بر آئے بحرمۃ النبی وآلہ الا مجاد بالنون والصاد اسباب ظاہر یہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدہ دل و تحریر خامہ ہے اگر دیدۂ غور و نظر تامل سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین کارنامہ ہے فقط جسدم نظر فیض اثر سے جناب کعبہ و قبلہ مخدوم و مکرم آغا صاحب قبلہ و کعبہ نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی صاحب کے یہ گذرا بعد اصلاح شاگرد نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخشی قطعہ اُستاد

برائے خاطر یاران و احباب		سرور این قصہ را چون کرد ایجاد	
بجستم سال تاریخش نوازش		فلک این گلستان بیخزان داد	

ایک دوست بندے کے زمانہ کے تعلق سے مثل سرو آزاد لالہ درگا پرشاد سکتے ہیں مین عیب پوش تخلص مدہوش خم محبت سے مے اُلفت جوش مین آئی تاریخ مستانہ زیب فسانہ فرمائی

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستۂ و حزین نے — کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا

جہان یہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہان یہ کچھ اور رنگ و بو ہے — جہان خزان کی خلش ہے اُسمین وہان پہ کیا کیا نہ خار دیکھا

جہان کیا غم نے ہے جگر خون نظر پڑا وان شفق کا عالم — کہین جو ہے داغ دل کا پھولا تو اُسجگہ لالہ زار دیکھا

کہین جو چشمے کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب تاب اُسنے — کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا

کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے نذر طوفان — جو کوہ نے سر کہین اُٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا

ہوا ہے جس جس جگہ بیان اس مین بیان سحر و طلسم و جادو — تو قدرت حق ہے اُس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا

جو قید مین دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پریرو — تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان پہ ہر روے کار دیکھا

کسی جگہ پر جو جوگ اسن کا جوگیئے بیان ہے اُسمین — تو خوب چھانا تو اسجگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اُس نے — تو دیدہ ہر اہل دید کا وا بہ وقف صد انتظار دیکھا

جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہے تو جمع ہے خاطر پریشان — جو روز ہجران کا غم لکھا ہے تو دل کو کیا انتشار دیکھا

جو بزم کا کچھ بیان کیا ہے تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی — جہان پہ کچھ رزم کا بیان ہے ہر اک کو اسفندیار دیکھا

کہین کھنچی ہے جو تیغ ابرو تو ہو گئے دل کے ٹکڑے ٹکڑے — کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا

خرابی حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئے — کہین یہ معشوق کی ہے خوبی کہ گلک تک زرنگار دیکھا

نہ پوچھو حال اس فسانہ کا تم کہ ڈھنگ کیا کیا بھرے ہین اِسمین — جو حُسن دیکھا تو روز دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

ہوئی جو مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اس کا لکھیے
تو کھینچ کر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا
۱۲۴۳ھ

تاریخ از مصنف

جس نے کہ سُنا اس کو جی مین یہ لگا کہنے — یا رب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا

تاریخ سرور اسکی منظور ہوئی جسدم — بے ساختہ جی بولا نشتر ہے رگ دل کا
۱۲۴۳ھ

تقریظ

اکسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی — کس بیکمال ہیچ نیرزد عزیز من

دنیا مین کمال ایک ایسا جوہر نفیس ہے کہ جسکے سبب سے انسان ہر دلعزیز ہوتا ہے اپنا بیگانہ مزرعۂ دل مین اُسکا تخم محبت بوتا ہے۔ حاضر و غائب لوگ اُسکے ثنا خوان رہتے ہین دور دور اُس کے کمال کے بیان رہتے ہین آدمیت عقل و فہم و ادراک سے عبارت ہے اسپر اگر کسی طرح کا کمال بھی حاصل ہے تو یہ جوہر تیغ شرافت ہے بیکمال کی نفس الامر مین کچھ حقیقت نہین گو صاحب دولت ہو مگر عزت نہین کامل کے خواہشمند ہزار ہین۔ یہی لوگ دنیائے ناپائدار مین یادگار ہین فی زمانا نادی کمالون مین بلبل خوش الحان حدیقۂ معانی طوطی شکرین مقال بوستان سخندانی مہر سپہر سخنوری گوہر بحر معنی گستری مضمون آفرین بیعدیل شاعر نامی و جلیل دبیر سحر تحریر منشی عطارد نظیر انشا پردازی مین معروف نزدیک و دور یادش بخیر مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور مرحوم و مغفور جنکے اشعار خوب نثر ہائے مرغوب اطراف جہان و اکناف عالم مین مسلم ہین

فلک تفرقہ انداز کی کج بازی سے ۔۔۔ وہ جُدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکے گمان

المختصر فسانہ عجائب جو تحریر فرمایا ہے زور طبیعت دکھایا ہے فی الحقیقت یہ فسانہ یادگار ہے شاہ ہمخیال مرزا صاحب ذی وقار ہے جب پڑھیے وہی لطف قبول خاطر پیدا ہو سبحان اللہ کیا کہنا عہد شباب کا لکھا ہے ہر چند اور لوگوں نے تتبع کیا قدم بہ قدم چلے مگر توبہ کیجیے کیا ہوتا ہے نہ پھولے نہ پھلے ؎

این سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خداے بخشندہ

الحق فسانہ عجائب عجیب رنگین و دلفریب قصہ ہے مرزا صاحب ممدوح کا حصہ ہے زبان کوثر کی دھوئی شستہ و رفتہ سب کو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اُردوے معلےٰ سراسر تجلی فقرے چست لفظین درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزاے دل انجمن آراے جہان جانِ عالم ہے جتنی کہانی لاثانی دل لگی کی نشانی کی تعریف لکھیے کم ہے جہان وصل کا بیان ہے عجیب لطف نہایت مزے کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان مرجانے کی فکر ہے جہان معرکہ نبرد ہے وہان شاہنامہ فردوسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہے وہان اور ہی نیرنگی تحریر ہے جہان جس چیز کا بیان ہے وہان ویسا ہی سامان ہے جہان لکھنؤ کا حال لکھا ہے وہان اس شعر کا مصداق بپا ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است ۔۔۔ ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

مرزا صاحب موصوف کے اوصاف جمیلہ محامد جلیلہ کالشمس فی نصف النہار ہین کمالات صوری و معنوی مین یادگار دیار و امصار ہین خداوند عالم اُن کی مغفرت فرما دے اور اس فسانہ کی یوماً فیوماً زیادہ تر شہرت فرماے این دُعا از من و از جملہ جہان آمین باد

فدا علی عیش

تاریخ طبع سابق از افضل الامثال و الاقران مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ علاقۂ تصحیح

سرور نکتہ دان مرحوم و مغفور
مقرر ہر ذی سخن اِس بات کا ہے
کچھ ایسا اُس نے لکھا یہ فسانہ
نہ ایسا گوش سامع نے سُنا ہے
فسانے سب ہین اسکے سامنے ہیچ
سراپا خوبیون سے یہ بھرا ہے
زبان کی کیفیت اسمین الگ ہے
مقلد وہ اسی مرحوم کا ہے
جناب حضرتِ آغا نوازش
~~یہ بلبل بھی اُسی گلزار کا ہے~~
یہ مطبع بھی اُسی مطبع کی ہے شاخ
کہ جسپر بخششون کا خاتمہ ہے
نگوداروں مین اُسکے جو ہا وہ
کہ خاصیت مین مثل کیمیا ہے
جہان مین کون ایسا ہے کہ اُسکا
شجاعت مین وہ رستم سے سوا ہے
مگر ایجنٹ مطبع بھی ہے وہ شخص
بڑا لایق بڑا ذی مرتبہ ہے
لکھون جو کچھ مین ان دونون کو حق ہے
مری یہ آخری اب التجا ہے

~~عجب فنی مرتبہ شاعر ہوا ہے~~
وہ اِس فن مین ہوا نقاش اول
کہ جس کو دیکھیے اسپر فدا ہے
فسانہ اسطرح یہ اُس نے لکھا
کوئی قصہ نہین اِس لطف کا ہے
یہ افسانہ ہوا مشہور عالم
عبارت کا مزہ اِس مین جدا ہے
ہے اِس استاد نامی کا جو اُستاد
غزل خوانی مین جو یکتا ہوا ہے
اور وہ اخبار مطبع ہے جو نامی
یہان بھی بارہا چھپا گیا ہے
پراگ اول مین نارائن ہو آخر
امیرانہ بسر فرما رہا ہے
مطابع اسنے وہ جاری کیے ہین
دل و جانسے نہین مدحت سرا ہے
بہرصورت وہ ہے ممدوح کونین
نہین مانند اُس کے دوسرا ہے
ذہانت قابلیت مین ہے یکتا
لکھون جو کچھ انھین مین وہ بجا ہے
غرض تاریخ کی مجھکو ہوئی فکر

کلام اُسکا ہے مقبول خلایق
اُسی سے اسکی گویا ابتدا ہے
نہ ایسا چشم بینا نے ہے دیکھا
کوئی لکھے جواب مقدور کیا ہے
ہے خوبی دیکھنے پر اسکے موقوف
اِس افسانہ کی شہرت جابجا ہے
لکھا بعد اِسکے جس نے جو فسانہ
اُسے بھی ایک عالم جانتا ہے
غزل گوئی مین بھی وہ فرد گذرا
اُسی مین بارہا یہ چھپ چکا ہے
مگر مطبع کا مالک بھی ہے وہ شخص
کہ یہ نام مبارک کا پتا ہے
در دولت پہ اُسکے کیون نہو فیض
کہ جن سے دین و دنیا کا بھلا ہے
سخاوت مین ہے حاتم سے زیادہ
خدا نے نام نیک اُسین کو دیا ہے
دیال آخر مین اول مین ہے بھگوان
یہ منشی جی کو قسمت سے ملا ہے
رہین یہ سب کے سب دلشاد و خرم
کہا ہاتف نے کیون تو سوچتا ہے

اگر تاریخ کی ہے فکر حامد
لکھ اچھی داستان فرحت فزا ہے
۱۲۹۳ھ

تاریخات طبع سابق از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل بیکنٹھ باشی

چو شد مطبوع این نادر فسانہ
زتصنیف سرور خوش بیانی

پے تاریخ ہجری گفت عاقل
سرور آیین چہ در راستانی

ایضاً

طبع شد این فسانۂ نادر
بخدا ہست خوشنما قصہ

گفت تاریخ ہجریش عاقل
فرحت انگیز دل کشا قصہ

ولہ

یہ وہ قصہ ہے جان فزا بخدا
جس سے دل کو سرور وافر ہے

سال ہجری مین تو بھی اے عاقل
کہہ یہ زیبا سرور خاطر ہے
۱۲۲۶ھ

خاتمۃ الطبع

تم الحمد والمنۃ کہ قصہ نادر و غرائب اسم باسمے فسانۂ عجائب معروف و مشہور زمن دیات و ومن تصنیف لطیف ماہر نکات سخنوری واقف رموز شاعری و سخنوری و شعور فخر الشعرا مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم و مغفور تلمیذ ارشد کلیم سخندانی موجد شعر خوانی آغا نوازش علی خان معروف بہ مرزا خانی بہ مطبع نامی گرامی منشی نول کشور واقع شہر لکھنو حسب الحکم آقائے نامدار عالیجناب ذی المجد والمحاسن جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع ہذا باہتمام سیٹھ کیسری داس سپرنٹنڈنٹ ماہ اگست ۱۹۲۳ء بہزار حسن و خوبی حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

اعلان

حق تصنیف اس فسانۂ عجائب کا مصنف نے بحیات خود بذریعۂ تحریر مطبع منشی نول کشور کو ہبہ کیا اور بموجب دفعہ ۱۸۔ ایکٹ ۲۵۔ ۱۸۶۷ء حق تصنیف پر رجسٹری ہوئی

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفۂ منشی احمد علیخان نائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ	۸/
فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین	۴/
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان	۳/۸ پائی
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب۔	۵/
قصۂ زاہد شمسی۔ از شیخ برہان الدین احمد	ا/۶ پائی
سنگاسن بتیسی۔ قصۂ مشہور۔	۳/۶ پائی
ناٹک نل دمنتی۔ مؤلفۂ منشی بنایک پرشاد	۲/۶ پائی
قصۂ موتی و بنولہ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ	۶ پائی
گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند۔	۳/
طوطا کہانی۔ از سید حیدر بخش صاحب متخلص بہ حیدر۔	۳/۶ پائی
قصۂ گل صنوبر۔ از منشی پیم چند۔	ا/۶ پائی
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب۔ کاغذ سفید چکنا۔	۵/
نورتن۔ قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔	۵/۶ پائی
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔	۲/
سیر مقبول۔ فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر۔	۹/۶ پائی

نام کتاب	قیمت
قصۂ گوپی چند بھرتری	۹ پائی
لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد۔	۲/
قصۂ سورج پور حصۂ اول از منشی چرونجی لال۔	۱۰ پائی
قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہرگوپال۔	۴/
بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور۔	۳/
ریاض تحقیق نادر۔ اردو شرح سکندرنامہ بری مصنفۂ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت۔	۱۲/عہ
دل بہلاؤ۔ حصۂ اول۔ مصنفۂ راجہ شیو پرشاد۔	ا/
قصۂ دھرم سنگھ۔ مترجمۂ پنڈت بنسی دھر۔	۶ پائی

کتب قصہ جات نظم

نام کتاب	قیمت
الف لیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت ہوتی ہین کامل مجلد	۸/عہ رپ
جلد اول از منشی طوطا رام شایان۔	۱۲/ رپ
ایضاً۔ جلد سوم مترجمۂ منشی طوطا رام شایان	۶/ رپ
ایضاً۔ جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید۔	۱۲/ رپ

نام کتاب	قیمت
مجموعۂ قصص - با تصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ عجبہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم -	ار۶ پائی
قصۂ سوداگر بچہ	۶ پائی
آہ وحشی - ترجمۂ ہنس جواہر از منشی محمد احسن نگرامی -	۸ر پ
قصۂ ماہی گیر -	۶ پائی
ناٹک ہمت عالی - معروف بہ گل بکاؤلی حصۂ اوّل مؤلفۂ مولوی الٰہی بخش صاحب -	۸ر
قصۂ ماہ رمضان - از عبداللہ خان	۳ پائی
قصۂ قاضی جونپور - حمق وعقل کا امتحان -	۹ پائی
قصۂ عجبہ -	۶ پائی
قصۂ شاہ روم - با تصویر -	۶ پائی
قصۂ شیخ منصور - از شیخ احمد متخلص برسا -	۶ پائی
سنگاسن بتیسی - از منشی لچھمن لال	۴ر
گلزار ابراہیم قصۂ حضرت ابراہیم ادہم رح	۲ر۳ پائی
چشمۂ شیریں - قصۂ شیریں و فرہاد -	ار۳ پائی

نام کتاب	قیمت
جوگن نامہ - از میاں باطن اکبرآبادی	۶ پائی
پدماوت اُردو - ترجمہ از فارسی شعر بہ شعر ملک محمد جایسی ترجمہ مولوی محمد قاسم علی صاحب رئیس بریلی -	
معرکۂ چک بست و شرر یعنی مباحثہ گلزار نسیم و مثنوی میر حسن -	۸ر
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ مثنوی غنیمت -	۳ر
مثنوی موجۂ غم نالۂ حزین -	ار
مثنوی یوسف و زلیخا اُردو -	۰۳ر
ترجمان عصمت -	۲ر
مثنوی زینت الچمن -	۰۱ر
مثنوی سعدین -	۰۱ر
مثنوی دلآویز -	۰۱ر
مثنوی حیرت افزا -	ار
مثنوی طلسم جہان -	۴ر
مخمس کریما -	۰۱ر
مثنوی در صفت کشمیر	لـر
مثنوی دریائے تعشق -	۰۲ر
مثنوی بلبہ چرتر -	ار
مثنوی گلدستۂ معنی -	۲ر